قرآن، احادیث، عمل صحابہ اور اقوال محدثین و مفسرین و آئمہ دین
کی روشنی میں اور اعتراضات کا محاسبہ

جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

کا جواز



مفسر قرآن شارح سنن ابو داؤد و ابن ماجہ و طبرانی صغیر

علامہ قاری **محمد طیب** نقشبندی

ناظم جامعہ رسولیہ اسلامک سنٹر مانچسٹر انگلینڈ

سرپرست جامعہ رسولیہ شیرازیہ بلال گنج لاہور

مکتبہ برھان القرآن

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

درودِ ابراہیمی

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ
مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ
وَعَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ
اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ
مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى
اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

بلغ العلیٰ بکمالہ کشف الدجیٰ بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ صلوا علیہ وآلہ

قرآن، احادیث، عمل صحابہ اور اقوال محدثین و مفسرین و آئمہ دین
کی روشنی میں اور اعتراضات کا محاسبہ

جشن عید میلاد النبی ﷺ
کا جواز

مفسر قرآن شارح سنن ابو داؤد و ابن ماجہ و طبرانی صغیر
علامہ قاری **محمد طیب** نقشبندی
ناظم جامعہ رسولیہ اسلامک سنٹر مانچسٹر انگلینڈ
سرپرست جامعہ رسولیہ شیرازیہ بلال گنج لاہور

مکتبہ برہان القرآن
مرکز الاولیس دا تادربار مارکیٹ لاہور

نام کتاب : جشنِ عید میلاد النبی ﷺ کا جواز

مصنف : علامہ قاری محمد طیب نقشبندی

کمپوزنگ : ایمان گرافکس

طباعت اول : صفر المظفر ۱۴۳۵ھ

صفحات : 400

ناشر : مکتبہ برھان القرآن

ملنے کے پتے

دارالنور — داتا دربار مارکیٹ، لاہور

مکتبہ غوثیہ — پرانی سبزی منڈی کراچی

اسلامک بک کارپوریشن — کمیٹی چوک راولپنڈی

مکتبہ فیضانِ مدینہ — مدینہ ٹاؤن، سردار آباد (فیصل آباد)

Find us in UK

UK Branch: Jamia Rasolia Islamic Center

250 Uper Chorlton Road Old Trafford Manchester M160BL

Mob: 077868834

فہرست

21 جشن عید میلاد النبی کا جواز

(منظوم کلام بقلم مصنف کتاب علامہ قاری محمد طیب نقشبندی)

جشنِ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اہل ایماں کی علامت جشن میلاد النبی ﷺ
سرور دیں کی محبت جشن میلاد النبی ﷺ
دی بشارت انکی رب نے انبیاء کی بزم میں
حق تعالیٰ کی ہے سنت جشن میلاد النبی ﷺ
ہر نبی نے دی بشارت انکی اپنی قوم میں
انبیاء کی ہے عقیدت جشن میلاد النبی ﷺ
خود رسول اللہ نے اپنی ولادت کی بیاں
ہے یہ خود آقا کی سنت جشن میلاد النبی ﷺ
آپ کے میلاد پر جل بھن گیا شیطان تھا
ہے یہ شیطاں پر مصیبت جشن میلاد النبی ﷺ
حضرتِ عباس کرتے ہیں بیاں میلاد کا
ہے صحابہ کی محبت جشن میلاد النبی ﷺ
ساعت میثاق سے جاری ہے یہ ذکر نبی
اور رہے گا تا قیامت جشن میلاد النبی ﷺ
مستقل رکھیں گے طیبؔ سن لو سارے منکرو
تاقیامت اہل سنت جشن میلاد النبی ﷺ

(منظوم کلام بقلم مصنف کتاب علامہ قاری محمد طیب نقشبندی)

آیا کملی والا پیارا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(بطرز، سچی بات سکھاتے یہ ہیں)

آیا کملی والا پیارا
رب کا ہے وہ راج دُلارا

آیا مسکینوں کا ملجا
اور یتیموں کا ہے سہارا

انکی ولادت صبح بہارا
نور میں ڈوبا عالم سارا

آمنہ بی کے گھر میں آیا
عبداللہ کی آنکھ کا تارا

جنّت سنوری کعبہ چہکا
حق نے ہر اک فلک نکھارا

شرق وغرب میں اور کعبہ پر
جھنڈا اک اک رب نے اتارا

آقا آئے خوشیاں مناؤ
طیبؔ کام ہے کتنا پیارا

(منظوم کلام بقلم مصنف کتاب علامہ قاری محمد طیب نقشبندی)

آئے کملی والے آقا محبوبِ رحمان

(بطرز، اللہ اللہ اللہ لا الٰہ الا ھو)

آئے کملی والے آقا محبوبِ رحمان
خوش ہے ہر اک اہل ایماں جلتا ہے شیطان
(نبی جی اللہ، اللہ، اللہُ لا الہ الا ھو)

اُنکی اُمت میں ہونے کی نبیوں نے کی ہے دُعاء
حق نے کیا ہمیں انکی اُمت ہم اُن پہ قربان

(نبی جی اللہ، اللہ، اللہُ لا الہ الا ھو)

دے کر ایسی نعمت کبریٰ اہل ایماں کو
لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ کہہ کر رب نے جتلایا احسان
(نبی جی اللہ، اللہ، اللہُ لا الہ الا ھو)

شافع روزِ محشر وہ ہیں صاحبِ کوثر وہ
ختم رُسل مولائے کل ہیں محبوب سبحان
(نبی جی اللہ، اللہ، اللہُ لا الہ الا ھو)

وجہ تخلیق عالم ہے ان کی پیاری ذات
حق نے بنائے اُنکی خاطر ہیں یہ سارے جہان
(نبی جی اللہ، اللہ، اللہُ لا الہ الا ھو)

اُن کے سبب سے ہم ہیں انساں ہے یہ بڑا انعام
اُن کے صدقے ہم ہیں مومن ان سے ملا ایمان
(نبی جی اللہ، اللہ، اللہُ لا الہ الا ھو)
ان سے ملی نماز ہے ہم کو حج بھی ان سے ملا
ان سے ملا ہے ہم کو رمضاں ان سے ملا قرآن
(نبی جی اللہ، اللہ، اللہُ لا الہ الا ھو)
طیبؔ ان کی خوشی سے کافر کو بھی ملے انعام
ان کی خوشی میں جشن منا نا بخشش کا سامان
(نبی جی اللہ، اللہ، اللہُ لا الہ الا ھو)

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامدا و مصلیا۔ یہ کتاب ''جشن عید میلاد النبی ﷺ'' میرے دور جوانی کی تحریر ہے، یہ میری ابتدائی تحریرات میں سے ہے، اس وقت میری عمر تئیس یا چوبیس برس تھی، میں ان دنوں پاکستان میں قیام پذیر تھا اور درس نظامی کی تدریس کرتا تھا، اور تدریس میں سے وقت نکال کر بعض موضوعات پر تحریر بھی کرتا تھا، اس کتاب کا مسودہ میں نے لاہور کے ایک اشاعتی ادارہ کو دیدیا، مگر بوجوہ وہ اس کو نہ چھاپ سکے، یہ قریبا سن ۱۹۸۴ کی بات ہے، اس کے بعد میں برطانیہ چلا گیا اور اب قریبا عرصہ پچیس سال سے وہیں مقیم ہوں، برطانیہ میں بھی اب تک تحریر و تالیف کا سلسلہ جاری ہے، اس دوران میں نے قرآن کریم کی تفسیر لکھی، جو طباعت کے آخری مراحل طے کر رہی ہے، اور ممکن ہے کہ اسی برس ساری تفسیر بنام برھان القرآن چھپ کر بازار میں آجائے، تفسیر کے بعد میں نے سنن ابن ماجہ کی عربی شرح بنام ''اسعاف الحاجہ'' لکھی جو طبع ہو کر بازار میں آگئی ہے، اور میں نے طبرانی صغیر کی شرح بھی لکھی اور اب سنن ابو داود کی شرح میں لگا ہوا ہوں،

اس سلسلہ میں ہم نے داتا دربار مارکیٹ لاہور میں مکتبہ برھان القرآن کے نام سے ایک اشاعتی ادارہ قائم کیا ہے، اور اس مکتبہ کی طرف سے اسعاف الحاجہ چھپی ہے، اور میری دوسری تصنیف دلائل ختم نبوت بھی چھپی ہے۔ علاوہ ازیں اس

مکتبہ نے میرے والد گرامی محقق اسلام شیخ الحدیث علامہ محمد علی رحمہ اللہ کی تصنیف ''تعارف سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ'' بھی چھاپی ہے، اور والد گرامی رحمہ اللہ کی حیات مبارکہ پر بھی ایک کتاب مکتبہ کی طرف سے چھپ کر آئی ہے، مزید یہ مکتبہ میری دیگر تصانیف کو بھی تیزی سے چھاپ کر لا رہا ہے، جن میں سر فہرست تفسیر برھان القرآن ہے، اور مکتبہ کے ناظم میرے بھتیجے مولانا نعمان رضا اشاعت کتب میں بڑی تندہی و چابک دستی سے کام کر رہے ہیں، اللہ ان کی ہمت وحوصلہ میں اضافہ فرمائے الغرض یہ کتاب قریبا پچیس برس کی تاخیر سے چھپ رہی ہے، اللہ نے ہر کام کا وقت رکھا ہے، لکل اجل عندہ کتاب، قد جعل اللہ لکل شیء قدرا، اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ذریعہ امت میں اختلافات کو کم کرے اور ہم سب کا سر اپنے اور اپنے رسول کے آگے خم کرے۔

مصنف

قاری محمد طیب نقشبندی

باب اوّل

جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جواز کے دلائل

فصل اول

جشنِ میلاد النبی ﷺ کے جواز پر آیاتِ قرآنیہ

پہلی آیت

اللہ تعالیٰ نے عالم اول میں بزمِ انبیاء کے اندر جلسۂ ذکر آمدِ رسول منعقد فرمایا۔

سورہ آلِ عمران

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۸۱﴾ (سورۃ آل عمران آیت ۸۱، پارہ ۳، رکوع ۱۷)

ترجمہ: اور یاد کرو جب اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں سے عہد لیا کہ جو میں تمہیں کتاب اور حکمت دے دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول جو تمہاری ہر بات کی تصدیق کرنے والا ہے تو تم ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور اس کی مدد کرنا۔ فرمایا کیا تم نے اقرار کرلیا؟ اور اس پر میرا بھاری ذمہ لے لیا؟ سب (انبیاء) نے عرض کیا ہم نے اقرار کیا۔ فرمایا تو تم ایک دوسرے کے گواہ بن جاؤ اور میں (بھی) تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔

وضاحت:

کلمۂ و اذ بتلا رہا ہے کہ اس آیت میں کوئی خاص واقعہ بیان کیا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے:

يا جابر ان الله تعالى خلق قبل الاشياء نور نبيك من نوره۔

ترجمہ: اے جابر اللہ تعالیٰ نے سب چیزوں سے پہلے تیرے نبی کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا۔

(دیکھئے مواہب لدنیہ مع الزرقانی جلد اول صفحہ ۴۶ طبع بیروت بحوالہ مسند عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ)

پھر اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کے انوار نبی ﷺ کے نور سے پیدا فرمائے اور آپ کے نور سے ہی لوح وقلم اور زمین و آسمان پیدا فرمائے۔ دیکھئے حوالہ مذکورہ اور نشر الطیب مولانا اشرف علی تھانوی صفحہ ۵ وغیرہ۔

اس وقت اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کو جو نوروں کو شکلوں میں تھے جمع فرمایا۔

اس بزم میں نبی ﷺ کا نور تمام انبیاء کے انوار پر غالب تھا جسے دیکھ کر انبیاء نے سوال کیا کہ اے اللہ یہ نور کون سا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ میرے محبوب محمد رسول اللہ ﷺ کا نور ہے۔ اللہ نے فرمایا: اے انبیاء جب تم دنیا میں چلے جاؤ گے تمہیں کتاب و حکمت مل جائے گی اور تمہاری نبوت کا چرچا ہو چکا ہوگا ایسے میں تم میں سے کسی کے دور میں اگر یہ رسول دنیا میں تشریف لے آئے اور اس کی آمد مبارکہ کا اعلان ہو جائے تو تم اس پر ایمان لانا اور دل و جان سے اس کی مدد کرنا۔ یعنی تم مقتدی بن جاؤ گے اور میرا حبیب امام بن جائے گا گویا اللہ تعالیٰ نے عالم ازل میں اپنے حبیب ﷺ کی دنیا میں تشریف آوری کے ذکر کا جلسہ منعقد کیا۔

اس واقعہ کی تفصیل مفسرین کے اقوال سے پڑھیے

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی زبان سے اس آیت کی تفسیر

عن علی بن ابی طالب قال لم یبعث اللہ عزوجل نبیا آدم فمن بعدہ الا اخذ علیہ العھد فی محمد لئن بعث وھو حی لیؤمنن بہ و لینصرنہ و یأمرہ فیأخذ العھد علی قومہ فقال و اذ اخذ اللہ میثاق الخ۔

(تفسیر جامع البیان علامہ ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ طبری جلد ۳، صفحہ ۲۳۶ طبع بیروت۔ تفسیر درمنثور، علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ جلد ۲، صفحہ ۷۴ طبع بیروت)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سمیت تمام انبیاء سے نبی ﷺ کے بارے میں عہد لیا کہ اگر کسی نبی کی (ظاہری) زندگی میں آپ تشریف لے آئیں تو اس نبی کو آپ پر ایمان لانا ہوگا اور آپ کی مدد کرنا ہوگی اور اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو اپنی امت سے بھی ایسا ہی عہد لینے کا حکم دیا اسی بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: و اذ اخذ اللہ میثاق الخ۔

مفسرین نے یہی تفسیر بعض تابعین سے بھی روایت کی ہے۔ اس بارہ حضرت علامہ احمد بن محمد قسطلانی شافعی شارح بخاری جو اپنے دور کے کبیر ترین محدث اور ولی کامل تھے، کی بھی سنیے:

علامہ قسطلانی و شیخ عبد الحق وغیرہما کا ارشاد

و قیل ان اللہ تعالیٰ لما خلق نور نبینا محمد صلی اللہ

علیہ وسلم امرہ ان ینظر الی انوار الانبیاء علیھم السلام و الصلوۃ فغشیھم من نورہ ما انطقھم اللہ بہ و قالوا یا ربنا من غشینا نورہ فقال اللہ تعالیٰ ھذا نور محمد بن عبداللہ ان أمنتم بہ جعلتکم انبیاء قالوا امنا بہ و بنبوتہ فقال اللہ تعالیٰ اشھد علیکم قالوا نعم فذلك قولہ تعالیٰ و اذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اتیتکم من کتاب و حکمۃ۔

(مواہب لدانیہ مع زرقانی جلد اول، ص ۴۵، مطبوعہ بیروت) (جواہر البحار جلد ۴، ص ۲۰۰، رسالہ تعظیم الاتفاق شیخ احمد بن ناصر اسلاوی) (مدارج النبوت جلد اول ص ۳ طبع سکھر)

ترجمہ: اور کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب ہمارے پیغمبر حضرت محمد ﷺ کا نور پیدا فرمایا تو اس نور کو تمام انبیاء علیہم السلام کے انوار کی طرف دیکھنے کا حکم فرمایا۔ چنانچہ اس وقت آپ ﷺ کے نور نے تمام انوار کو گھیر لیا (لپیٹ میں لے لیا) جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان انوار کو قوت گویائی دی اور وہ بولے کہ اے ہمارے پروردگار! یہ کون ذات ہے جس کا نور ہم پر غالب آیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ محمد بن عبداللہ ﷺ کا نور ہے اگر تم اس پر ایمان لاؤ گے تو میں تمہیں نبی بناؤں گا۔ کہنے لگے ہم ان کی نبوت پر ایمان لائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں تم پر اس بات کا گواہ ہوں، کہنے لگے درست ہے تو یہ مفہوم ہے اس آیت کا و اذ اخذ اللہ میثاق الخ۔

اس آیت اور اس کی تفسیر سے یہ فوائد حاصل ہوئے

۱- جس مجلسِ ازل میں تمام انبیاء انوار کی شکل میں موجود تھے اللہ تعالیٰ نے اس محفل یا جلسہ میں نبی ﷺ کی دنیا میں تشریف آوری کا تذکرہ فرمایا، کہ اے انبیاء! میرے محبوب کی دنیا میں جلوہ گری عالم دنیا میں ان کا ظہور و ورود تمام دنیا کے لیے میری طرف سے بہت بڑا انعام و احسان ہوگا اے انبیاء جب میرا حبیب تشریف لائے تو تم مقتدی بن جاؤ گے وہ امام ہوگا اور تم غلام بن جاؤ گے وہ تمہارا آقا و مولیٰ ہوگا اور اے انبیاء! تم پر لازم ہے کہ دنیا میں جا کر میرے پیارے حبیب کی عظمت کے چرچے کرو اہل دنیا کو ان کی آمد کی بشارت دو تاکہ تمام نسل انسانیت میرے مصطفیٰ کی عظمتوں سے واقف ہو جائے۔ ﷺ

۲- معلوم ہوا نبی ﷺ کی تشریف آوری کا ذکر خیر کرنا اور آپ ﷺ کی دنیا میں آمد و ظہور کا تذکرہ کرنے کے لیے محفل قائم کرنا سنتِ الٰہیہ ہے اور اس کو اہل سنت محفلِ میلاد کہتے ہیں کیونکہ محفلِ میلاد نام ہی اس چیز کا ہے کہ چند مسلمان جمع ہو کر نبی ﷺ کی دنیا میں تشریف آوری کا تذکرہ کریں۔

۳- محفل میلاد کو بدعت و ضلالت کہنا نری جہالت ہے منکرین محفل میلاد ہم اہل سنت سے پوچھتے ہیں کہ اس محفل کا آغاز کب سے ہوا ہے؟ کیا یہ دورِ رسالت میں ہوتی تھی کیا دورِ صحابہ میں اس کا وجود ہے؟ اور یہ کہ اس محفل کو ایجاد کرنے والا کون ہے؟ ہم کہتے ہیں محفلِ میلاد کا آغاز اللہ تعالیٰ نے عالم ازل میں فرمایا اور تمام انبیاء کو حکم فرمایا کہ میرے نبی ﷺ کی تشریف آوری کے ذکر کی محفلیں اپنی اپنی امتوں میں ہمیشہ جاری و ساری رکھیں۔

۴- آج جو محفل میلاد ہم اہل سنت قائم کرتے ہیں اس کی شکل و صورت کئی اعتبار سے اس محفل میلاد سے ملتی جلتی ہے جو اللہ نے ازل میں قائم فرمائی۔ مثلاً:

ا اس محفل میں تمام انبیاء کے سامنے اللہ تعالیٰ بطور مقرر تقریر کر رہا تھا اور انبیاء کرام سُن رہے تھے اسی طرح ہماری محفل میلاد میں ایک مقرر تقریر کرتا ہے دوسرے لوگ سنتے ہیں۔

ب اللہ تعالیٰ نے اپنی تقریر میں نبی ﷺ کی دنیا میں آمد کا ذکر کیا اسی طرح ہمارا مقرر کرتا ہے۔

ج اللہ تعالیٰ نے نبیوں کو اپنے حبیب ﷺ کی اطاعت کا حکم دیا اسی طرح ہمارا مقرر اور خطیب اہل اسلام کو تلقین کرتا ہے کہ نبی ﷺ سے محبت رکھو آپ ﷺ کی اطاعت کرو آپ ﷺ کی ہر سنت کو اپناؤ اور دین اسلام پر سختی سے قائم رہو۔ البتہ اتنا فرق ضرور ہے کہ ہماری قائم کردہ محفلِ میلاد میں مقرر بھی ایک عام عالم دین ہوتا ہے اور سننے والے بھی ہمارے جیسے عام لوگ ہوتے ہیں۔ مگر ہم قربان جائیں اس محفل پر جو اللہ نے عالم ازل میں قائم کی، جس میں تقریر کرنے والا تھا خود خدا، سننے والے تھے ایک لاکھ چوبیس ہزار یا کم و بیش انبیاء اور محفل کا موضوع تھا میلاد مصطفیٰ ﷺ۔

ہماری محفل کی رپورٹ ہم خود بیان کرتے ہیں لیکن جب محفل کا مقرر خدا ہو سامعین انبیاء ہوں تو رپورٹ قرآن بیان کرتا ہے۔ فرمایا:

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ

غالباً حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ نے اسی ازل والی محفل میلاد کا نقشہ کھینچتے ہوئے کہا ہے۔ ؎

خدا خود میر مجلس بود اندر لا مکاں خسرو
محمد شمع محفل بود شب جائیکہ من بودم

دوسری آیت

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم میں جلسۂ ذکر میلاد قائم فرمایا

سورۃ الصف

وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَٰبَنِيٓ إِسْرَٰٓءِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُم مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَىٰةِ وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنۢ بَعْدِي اسْمُهُۥٓ أَحْمَدُ ۖ فَلَمَّا جَآءَهُم بِالْبَيِّنَٰتِ قَالُوا هَٰذَا سِحْرٌ مُّبِينٌ ⑥

(سورۃ الصف مکیہ آیت ۶، پارہ ۲۸، رکوع ۹)

ترجمہ: اور یاد کیجئے جب کہا عیسیٰ بن مریم علیہما السلام نے اے بنی اسرائیل بے شک میں اللہ کا رسول ہوں تمہاری طرف، تصدیق کرنے والا اپنے سے پہلی کتاب تورات کی اور بشارت دینے والا اس رسول کی جو میرے بعد دنیا میں آئے گا جس کا نام ہے احمد (ﷺ) تو جب وہ رسول ان کے پاس آگیا تو کہنے لگے یہ کھلا جادو ہے۔

وضاحت:

لفظ یٰبنی اسرائیل بتلا رہا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آیت مذکورہ کا خطاب ایک مجمع یا ایک محفل میں فرمایا اور خطاب میں نبی ﷺ کی دنیا میں تشریف آوری کا ذکر کیا اور آپ کے نام کی نشاندہی بھی کی اور حقیقت یہ ہے کہ محفل میلاد بھی اسی چیز کا نام

ہے کہ نبی ﷺ کی دنیا میں تشریف آوری کا ذکر کیا جائے، پھر ہم کیوں نہ کہیں کہ محفل میلاد مصطفیٰ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی قائم فرمائی اور حقیقت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ خطاب کر کے وہ وعدہ پورا کیا ہے جو انہوں نے عالم ازل کی سابقۃ الذکر محفل میلاد میں اللہ تعالیٰ سے کیا تھا، کیونکہ قارئین نے ابھی پیچھے پڑھا ہے کہ اللہ نے عالم ازل میں نبی ﷺ کے دنیا میں جلوہ گری اور تشریف آوری کو بزم انبیاء میں بیان فرمایا، اور ہر نبی کو حکم دیا کہ اگر تمہارے دور میں حضور ﷺ تشریف لے آئیں تو تمہیں ان پر ایمان لا کر ان کی اتباع کرنا ہوگی اور اگر تمہارے دور میں ان کا ظہور نہ ہو تو اپنی قوم کو ان کی آمد کے لیے منتظر رہنے کا حکم دینا ہوگا۔

اور انجیل کے مطالعہ سے تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اکثر و بیشتر نبی ﷺ کی تشریف آوری کا تذکرہ کرتے رہتے تھے۔

بلکہ ہر نبی کی اللہ کی طرف سے یہ ذمہ داری رہی ہے کہ وہ اپنی قوم کی محفلوں اور مجالس میں نبی علیہ السلام کی آمد کے تذکرے کرتا رہے جیسا کہ پیچھے گزرا۔

نتیجہ: محفلِ میلاد اسی لیے منعقد کی جاتی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی دنیا میں تشریف آوری کا ذکر کیا جائے کہ آپ ﷺ کب کہاں اور کن حالات میں پیدا ہوئے آپ ﷺ کی ولادت سے کائناتِ رنگ و بو میں کیا بہار آگئی کفر و شرک کے آتش کدے کیسے بجھ گئے، کفر کے ایوانوں میں کیسے زلزلے آگئے، اور خدا تعالیٰ نے اپنے حبیب کی ولادت کے صدقے میں دنیا پر نور و رحمت کی کیا کیا بارش کی۔

معلوم ہوا آپ ﷺ کی آمد کا ذکر کرنے کے لیے محفل سجانا سنتِ انبیاء کرام علیہم السلام ہے، اسے بدعتِ ضلالت کہنا حماقت کی اعلیٰ مثال ہے۔

فَاعْتَبِرُوا يَٰٓأُولِي الْأَبْصَٰرِ ②

تیسری آیت

اللہ نے قرآن پاک میں حضرت مریم علیہا السلام کا میلاد بیان فرمایا ہے

سورۃ آل عمران

إِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِیْ بَطْنِیْ
مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴿۳۵﴾ فَلَمَّا
وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ اِنِّیْ وَضَعْتُهَاۤ اُنْثٰی ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا
وَضَعَتْ ؕ وَلَیْسَ الذَّكَرُ كَالْاُنْثٰی ۚ وَاِنِّیْ سَمَّیْتُهَا مَرْیَمَ
وَاِنِّیْۤ اُعِیْذُهَا بِكَ وَذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ﴿۳۶﴾

(سورہ آل عمران، آیت ۳۵ تا ۳۶، پارہ ۳، رکوع ۱۲)

ترجمہ: اور یاد کیجئے جب کہا عمران کی بیوی نے کیا اے میرے پروردگار! میں تیرے لیے نذر مانتی ہوں اس بچہ کی جو میرے پیٹ میں ہے کہ وہ صرف تیری عبادت کے لیے آزاد رہے گا، تو اسے میری طرف سے قبول فرما بے شک تو سننے والا جاننے والا ہے تو جب اس (عمران کی بیوی) نے بچہ جنا تو بولی اے پروردگار! یہ تو میں نے بچی جنی ہے اور اللہ خوب جانتا ہے کہ اس نے کیا جنا، اور نہیں ہے لڑکا اس لڑکی جیسا اور بولی میں نے اس کا مریم نام رکھا ہے اور (اے خدا) میں اِسے اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتی ہوں۔

وضاحت:

حضرت عمران (جو حضرت عیسیٰ کے نانا جان ہیں) کی بیوی حضرت جناب حنہ جب حاملہ ہوئیں تو اللہ کے لیے نذر مان لی کہ میرے پیٹ میں جو بچہ ہے اللہ کے لیے وقف ہے یہ پیدا ہو کر صرف اللہ کی عبادت اور اس کے گھر بیت المقدس کی خدمت کرے گا، اور مقصد یہ تھا کہ شائد اس نذر کی برکت سے لڑکا پیدا ہوگا، کیونکہ بیت المقدس کی خدمت صرف مرد ہی کرتے تھے۔ مگر ان کے ہاں بچی پیدا ہوئی تو عرض کرنے لگیں اے خدا یہ تو بچی ہوگئی اب نذر کیسے پوری ہوگی؟ اللہ نے فرمایا: اس لڑکی کی عظمت کو لڑکا نہیں پا سکتا، میں جانتا ہوں کہ یہ لڑکی اللہ کی عبادت مردوں سے زیادہ کرے گی اور بیت المقدس میں ہی زندگی گزارے گی، پھر حضرت حنہ نے عرض کیا کہ اے خدا میں اس بچی کا نام مریم رکھتی ہوں اور اسے اس کی اولاد سمیت تیری پناہ میں دیتی ہوں۔ ۱۲

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم کے بچپن اور لڑکپن کے حالات ارشاد فرمائے ہیں۔ اختصار کے پیش نظر ہم اس کا صرف ترجمہ پیش کرتے ہیں:

سورۃ آل عمران

ترجمہ: اور (اے نبی!) تم اس وقت ان کے پاس نہ تھے جب وہ اپنی قلمیں ڈالتے تھے کہ حضرت مریم کی کفالت ان میں سے کون کرے اور تم اس وقت ان کے پاس نہ تھے جب وہ جھگڑا کر رہے تھے۔

(آل عمران آیت ۴۴)

وضاحت:

یعنی حضرت حنہ نے مریم رضی اللہ عنہا کو بیت المقدس کے خدام (جنہیں احبار کہا جاتا

ہے) کے سپرد کردیا۔ اب وہ خدام آپس میں قرعہ ڈالنے لگے کہ اس بچی کو کون اپنی
حفاظت اور کفالت میں لے گا؟ تو سب نے بہتی نہر میں قلمیں پھینکیں کہ جس کی قلم بہتے
پانی سے کھڑی رہے گی وہ اس کی حفاظت کرے گا۔ جب یہ قرعہ پڑا تو حضرت زکریا
علیہ السلام (جو رشتہ میں حضرت مریم کے خالو تھے) کی قلم کھڑی رہی چنانچہ انہوں نے
حضرت مریم کو اپنی کفالت میں لے لیا۔ اللہ فرماتا ہے:

سورۃ آل عمران

ترجمہ: تو اسے (حضرت مریم کو) اس کے رب نے اچھی طرح قبول کیا اور
اچھا پروان چڑھایا اور اسے زکریا علیہ السلام کی نگہبانی میں دے دیا، جب
بھی حضرت زکریا اس (مریم) کے پاس نماز پڑھنے کی جگہ جاتے
وہاں ان کے پاس نیا رزق پاتے بولے اے مریم یہ (رزق)
تیرے پاس کہاں سے آیا؟ کہنے لگیں وہ اللہ کی طرف سے ہے بے
شک اللہ جسے چاہے بے حساب دیتا ہے۔ (آل عمران، آیت: ۳۷)

یہ ہے ان واقعات کا مختصر خلاصہ جو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں حضرت مریم رضی اللہ عنہا
کے میلاد اور ان کے بچپن کے متعلق ارشاد فرمائے ہیں۔ اب آئیے انہی حضرت مریم
رضی اللہ عنہا کے بیٹے حضرت جناب عیسیٰ علیہ السلام کے ذکر میلاد کی طرف۔

چوتھی آیت

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا میلاد بیان فرمایا ہے

سورۃ مریم

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ ۘ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا

شَرْقِيًّا ﴿١٦﴾ فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا ۫ فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا
رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ﴿١٧﴾ قَالَتْ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ
بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا ﴿١٨﴾ قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ
رَبِّكِ ۖ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ﴿١٩﴾ قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ
غُلٰمٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَكُ بَغِيًّا ﴿٢٠﴾ قَالَ كَذٰلِكِ ۚ
قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ ۚ وَلِنَجْعَلَهٗٓ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً
مِّنَّا ۚ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا ﴿٢١﴾ فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ
مَكَانًا قَصِيًّا ﴿٢٢﴾ فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ ۚ
قَالَتْ يٰلَيْتَنِيْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا ﴿٢٣﴾
فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَآ اَلَّا تَحْزَنِيْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ

سَرِيًّا ﴿٢٤﴾ وَهُزِّيْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ
رُطَبًا جَنِيًّا ﴿٢٥﴾ فَكُلِيْ وَاشْرَبِيْ وَقَرِّيْ عَيْنًا ۚ فَاِمَّا تَرَيِنَّ
مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا ۙ فَقُوْلِيْٓ اِنِّيْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا
فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّا ﴿٢٦﴾ فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا تَحْمِلُهٗ ۭ
قَالُوْا يٰمَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْـًٔا فَرِيًّا ﴿٢٧﴾ يٰٓاُخْتَ هٰرُوْنَ مَا
كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّمَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِيًّا ﴿٢٨﴾ فَاَشَارَتْ
اِلَيْهِ ۭ قَالُوْا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا ﴿٢٩﴾
قَالَ اِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ ۣ اٰتٰىنِيَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِيْ نَبِيًّا ﴿٣٠﴾
وَّجَعَلَنِيْ مُبٰرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ ۠ وَاَوْصٰنِيْ بِالصَّلٰوةِ
وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ﴿٣١﴾ وَّبَرًّا بِوَالِدَتِيْ ۡ وَلَمْ يَجْعَلْنِيْ

جَبَّارًا شَقِيًّا ﴿٣٢﴾ وَالسَّلٰمُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ وَيَوْمَ اَمُوْتُ
وَيَوْمَ اُبْعَثُ حَيًّا ﴿٣٣﴾ (سورۃ مریم آیت: ۱۶ تا ۳۳، پارہ ۱۶، رکوع ۵)

ترجمہ: اور ذکر کیجئے کتاب میں مریم علیہا السلام کا جب انہوں نے اپنے گھر والوں سے علیحدہ شرقی مکان پکڑ لیا اور لوگوں سے پردہ کرلیا تو ہم نے ان کی طرف اپنے روح الامین فرشتہ کو بھیجا جو اس (مریم) کے لیے مکمل بشری صورت میں ظاہر ہوا وہ کہنے لگیں میں تجھ سے خدائے رحمان کی پناہ مانگتی ہوں خواہ تم متقی ہو، جبرائیل نے فرمایا میں تو تمہارے رب کا فرستادہ ہوں تاکہ تمہیں پاکیزہ دے دوں۔ وہ کہنے لگیں میرے کیسے بیٹا ہوسکتا ہے۔ مجھے تو کسی انسان نے چھوا تک نہیں اور نہ ہی میں بدکار ہوں۔ جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا: ایسے ہی تمہارے رب نے فرمایا یہ (بن باپ بیٹا دینا) مجھ پر بہت آسان ہے اور ہم اس (بیٹے) کو لوگوں کے لیے (اپنی قدرت کی) نشانی بنانا چاہتے ہیں اور اپنی طرف سے رحمت، اور یہ فیصلہ ہو چکا ہے، تو وہ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ) حاملہ ہوگئی اور دور کا مکان اختیار کرلیا تو دردِ زہ اسے کھجور کے تنے کے پاس لے آیا وہ کہنے لگی اے کاش میں اس پہلے مرگئی ہوتی اور بھولی بسری چیز ہوگئی ہوتی، تو جبریل نے اسے نشیب سے آواز دی کہ غم نہ کر تیرے رب نے تیرے نیچے چشمہ بنا دیا ہے اور کھجور کے تنے کو اپنی طرف جھنجھوڑ دو وہ تم پر پکی ہوئی کھجوریں گرائے گا تو کھاؤ پیو اور (بچے کو دیکھ کر) آنکھیں ٹھنڈی کرو اگر تمہیں کوئی بشر دکھائی دے تو (اشارے سے) کہہ دو میں

نے اللہ رحمان کے لیے (خاموشی کا) روزہ رکھا ہے میں آج کسی انسان سے کلام نہ کروں گی تو وہ اپنے بچے کو اٹھائے قوم میں آئی۔ وہ کہنے لگے اے مریم! تو نے بُرا کام کیا ہے، اے ہارون کی بہن نہ تیرا باپ بُرا آدمی تھا اور نہ تیری ماں بدچلن تھی، تو حضرت مریم نے بیٹے کی طرف اشارہ کردیا وہ کہنے لگے ہم اس بچے سے جو ماں کی گود میں ہے، کیسے بات کرسکتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام (ماں کی گود میں) بول پڑے کہ میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب دی اور مجھے نبی بنایا اور مجھے برکت والا بنایا۔ جہاں بھی میں قیام کروں اور اس نے مجھے نماز اور زکوٰۃ کی وصیت فرمائی جب تک زندہ رہوں اور اسے نے مجھے اپنی والدہ کا فرماں بدار بنایا اور جابر و بدبخت نہیں بنایا اور جس دن میں پیدا ہوا اس دن مجھ پر سلام ہو پھر مرنے کے دن اور دوبارہ زندہ کیے جانے کے دن بھی مجھ پر سلام ہو۔

وضاحت:

حضرت مریم بیت المقدس سے ملحقہ مکان (جس میں ان کے خالو حضرت زکریا علیہ السلام اور خالہ حضرت ایشاع رہتی تھیں) میں بچپن سے عبادت کرتے کرتے جوان ہوگئی تھیں ایک روز بیت المقدس کے مشرقی حصہ میں تشریف فرما تھیں حضرت جبرائیل امین علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حکم سے بصورتِ انسان ظاہر ہوئے حضرت مریم نے چیخ و پکار کرنے کی بجائے فرمایا اے شخص یہاں سے چلا جا میں تنہا ہوں، تجھ سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں۔ القصہ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے جناب مریم کے گریبان میں پھونک دیا جس سے وہ حاملہ ہوگئیں اور بچہ پیدا ہونے کی تکلیف شروع ہوگئی۔

آپ فوری طور پر مارے شرم کے آبادی سے نکل کر جنگل کو روانہ ہو گئیں جب درد شدید ہو گیا تو آپ کھجور کے ایک سوکھے اور خالی تنے کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گئیں۔ وہیں حضرت عیسیٰ کی ولادت ہوئی آپ بہت پریشان تھیں کہ میرے ساتھ یہ کیا ماجرا بن گیا ہے۔ اب میں قوم کو کیا منہ دکھاؤں گی، اتنے میں جنگل کے نشیب سے جبریل امین نے پکارا اے مریم غم نہ کریں۔ دیکھو تو اللہ تعالیٰ نے تمہارے نیچے تمہارے بیٹے کی ایڑیوں کی رگڑ سے پتھر میں سے چشمہ جاری کر دیا ہے۔ آپ اس سوکھے تنے کو ہلائیں یہ تر کھجوریں برسائے گا۔ جو خدا سخت پتھر سے چشمہ جاری کر سکتا اور سوکھے تنے کو ایک لحظہ میں پھل دار بنا سکتا ہے وہ بغیر باپ کے اولاد بھی دے سکتا ہے۔ اب آپ قوم کی طرف چلی جائیں چپ کا روزہ رکھ لیں اور اگر کوئی پوچھے کہ بچہ کہاں سے آیا ہے تو اشارہ کر دینا کہ میں نے چپ کا روزہ رکھا ہے۔ آج نہیں بولوں گی، چنانچہ جب آپ قوم میں آئیں، لوگوں نے بہتان بازی شروع کی تو آپ نے بیٹے کی طرف اشارہ کر دیا، بیٹا (یعنی حضرت عیسیٰ) اپنی والدہ کے اشارہ کو سمجھ گیا اور فوراً بول اٹھا کہ میں بندہ خدا ہوں خدا نے مجھے کتاب دی اور نبی بنایا ہے (اور نبی کی ماں بدکارہ نہیں ہو سکتی) میں جہاں جہاں دنیا میں رہوں گا برکتیں بانٹتا جاؤں گا اور خدا نے مجھے اپنی والدہ کا فرماں بردار بیٹا بنایا ہے۔

ان آیات سے فوائد حاصل ہوئے

۱- میلاد عربی لفظ ہے جس کا معنیٰ ہے وقتِ ولادت یا جائے ولادت لسان العرب حرف دال میں ہے: میلاد الرجل اسم لوقت ولادتہ۔ یعنی کسی شخص کے وقت ولادت کو اس کا میلاد کہتے ہیں اسی طرح فیروز اللغات فارسی

میں ہے۔ میلاد، کسی کی جائے ولادت یا وقت ولادت۔ بلکہ اس لفظ کے استعمال میں مزید وسعت کر کے مطلقاً بمعنیٰ ولادت بھی استعمال کیا جاتا ہے جیسے النعمۃ الکبریٰ میں ہے:

من انفق درهما علی قراءة میلاد النبی۔

اور ترمذی شریف جلد ۲، ص ۲۵۲ میں ہے:

قباث بن اشیم رضی اللہ عنہ نے کہا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکبر منی و انا اقدم منہ فی المیلاد۔

ترجمہ: نبی علیہ السلام شان میں مجھ سے کہیں بڑے ہیں اور میلاد میں میں ان سے بڑا ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے سورۃ آل عمران اور سورۃ مریم کی آیاتِ مذکورہ میں حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ کا مقام ولادت بیان کیا ہے اور ولادت کی تفصیل لکھی ہے، معلوم ہوا انبیاء عظام اور بزرگانِ دین کا میلاد بیان کرنا سنتِ الٰہیہ ہے، اور ہم اہل سنت و جماعت بھی محفل میلاد اسی لیے منعقد کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کی ولادت کے مقام اور وقتِ ولادت ظاہر ہونے والے معجزات و خوارق عادت امور بیان کیے جائیں۔

۲- اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں حضرت عیسیٰ و مریم کے ایام رضاعت اور زمانہ بچپن و لڑکپن کے احوال و فضائل بیان فرمائے ہیں اور محفل میلاد میں بھی نبی ﷺ کے ایام رضاعت، زمانہ بچپن اور دور لڑکپن کی عظمتیں بیان کی جاتی ہیں۔ اس لیے بانگ دہل کہنا چاہئے کہ محفل میلاد مکمل طور پر سنتِ الٰہیہ کی پیروی ہے، ہم اہل سنت محفل میلاد میں یہ بیان کرتے ہیں کہ اگر حضرت عیسیٰ

کی ولادت پر سوکھے تنے کے پھل دار ہونے، پتھر میں سے چشمہ جاری ہونے اور ماں کی گود میں کلام کرنے جیسے کمالات ظاہر ہوئے ہیں تو نبی ﷺ کی ولادت پر ظاہر ہونے والے نظارے میں قدرت کی شان ہی نرالی ہے آپ کی ولادت پر کسریٰ کے محلات کے مینارے زمین بوس ہو گئے۔ آتش کدۂ ایران سرد ہو گیا۔ ساری کائنات نور سے بھر گئی اللہ تعالیٰ نے آپ کی ولادت کے صدقے تمام سال ساری دنیا والوں کو لڑکے ہی لڑکے دیے۔ حضرت آمنہ کو عورتوں والی تکلیف نہ ہوئی، ولادت کے وقت حضرت آمنہ نے وہ نور دیکھا جس سے شام کے محلات نظر آ گئے۔ وغیرہ وغیرہ۔ تفصیل کتب حدیث وسیرت میں دیکھیں۔ یعنی میلاد النبی ﷺ کے حوالہ سے عظمت مصطفیٰ ﷺ کا ڈنکا بجایا جاتا ہے۔

۳- تمام جہان گویا ایک مجمع یا ایک محفل ہے اور اللہ تعالیٰ قرآن کریم کی صورت میں اسی مجمع کو خطاب فرما رہا ہے اور انبیاء و اولیاء کرام کے میلاد بیان فرما رہا ہے۔ جن میں سے بعض کے نام یہ ہیں: (۱) حضرت یحییٰ علیہ السلام (۲) حضرت موسیٰ علیہ السلام (۳) حضرت عیسیٰ علیہ السلام (۴) اسماعیل علیہ السلام (۵) یوسف علیہ السلام (۶) حضرت مریم رضی اللہ عنہا۔

معلوم ہوا کہ میلاد رسول کے لیے محفل قائم کرنا نہ صرف جائز بلکہ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو تخلقوا باخلاق اللہ پر عمل کی توفیق دے اور محفل میلاد کو برا کہنے سے بچائے۔

فَاعْتَبِرُوْا يٰۤاُولِي الْاَبْصَارِ ۝

پانچویں آیت

اللہ تعالیٰ نے سال بہ سال جشنِ نزولِ قرآن منانے کا حکم دیا

سورۃ یونس

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ۭ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ۝ (سورۃ یونس، آیت: ۵۷ تا ۵۸، پارہ ۱۱، رکوع ۱۱)

ترجمہ: اے لوگو! تحقیق آ گئی تمہارے پاس نصیحت (قرآن) تمہارے رب کی طرف سے اور دلوں کی بیماریوں کی شفا اور ہدایت و رحمت ایمان والوں کے لیے تو اس پر چاہئے کہ وہ خوشی کریں یہ (قرآن پاک یا یہ خوشی) بہتر ہے اس (مال و دولت سے جو وہ جمع کرتے ہیں)

وضاحت:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا تمہارے پاس وہ قرآن آ گیا جس کی یہ چار بڑی صفات ہیں:

۱- رب کی طرف سے نصیحت۔
۲- مرض ہائے قلوب کی شفاء۔
۳- مومنوں کے لیے ہدایت و رحمت۔
۴- لہٰذا ایسے بابرکت کلام کے تشریف لانے پر مسلمانوں کو چاہئے کہ خوشی کریں۔

اب ہم نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ مولیٰ! یہ خوشی کب کیا کریں اور کیسے کیا کریں، کیا اس کے لیے دن مقرر کرنا بھی جائز ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب قرآن کریم

میں یوں دیا:

سورۃ القدر

إِنَّآ أَنزَلْنَٰهُ فِى لَيْلَةِ ٱلْقَدْرِ ۝١ وَمَآ أَدْرَىٰكَ مَا لَيْلَةُ
ٱلْقَدْرِ ۝٢ لَيْلَةُ ٱلْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ ۝٣ تَنَزَّلُ
ٱلْمَلَٰٓئِكَةُ وَٱلرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِم مِّن كُلِّ أَمْرٍ ۝٤
سَلَٰمٌ هِىَ حَتَّىٰ مَطْلَعِ ٱلْفَجْرِ ۝٥

(سورۃ القدر، پارہ ۳۰، رکوع ۳۳)

ترجمہ: بے شک ہم نے اسے (قرآن کو) شب قدر میں اتارا اور تم کیا جانو شب قدر کیا ہے شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر اس میں فرشتے اور جبریل اترتے ہیں اپنے رب کے حکم سے ہر کام کے لیے وہ سلامتی ہے صبح چمکنے تک۔

وضاحت:

چونکہ ہم نے سوال کیا تھا کہ نزولِ قرآن کی خوشی کیسے منائیں۔ اللہ نے سورہ القدر میں جواب دیا کہ جس رات (یعنی شب قدر) میں یہ قرآن نازل ہوا جب بھی وہ رات آئے سب مسلمان اس میں عبارت کریں انہیں ہزار مہینوں کی عبادت سے زیادہ ثواب دیا جائے گا۔

اس آیت سے یہ فائدے حاصل ہوئے

۱- جس دن یا جس رات میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی بڑی نعمت ملے اس دن یا اس رات میں مسلمانوں کو اظہار مسرت وفرحت کرنا چاہئے جیسا کہ فرمایا:

فلیفرحوا۔ "وہ خوشی کریں" اور جب بھی سال کے بعد وہ دن لوٹ کر آئے اہل اسلام کو ہر سال پابندی سے اس پر خوشی کرنا چاہئے جیسا کہ اللہ نے ہر سال شب قدر میں نزول قرآن کی خوشی کا حکم دیا ہے۔

۲- خوشی کا طریقہ یہ ہے کہ عبادت کی جائے ہر وہ کام کیا جائے جس میں اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہوتی ہو اور مسرت وفرحت کا اظہار ہوتا ہو۔ مثلاً عبادت کرنا، نوافل پڑھنا، روزہ رکھنا، غرباء میں کھانے تقسیم کرنا، مسلمانوں کا ایک جگہ جمع ہو کر اس نعمت کا تذکرہ کرنا اور اس پر اللہ کا شکر ادا کرنا وغیرہ اسی لیے تمام مکاتب فکر بشمول بریلوی دیوبندی اہل حدیث وغیرہم شب قدر میں جشن نزول قرآن کے عنوان سے جلسے اور محفلیں قائم کرتے ہیں چراغاں کرتے ہیں اور محافل شبینہ منعقد کرتے ہیں، تقاریر ہوتی ہیں، عظمت قرآن کا بیان ہوتا ہے اور بتلایا جاتا ہے کہ آج ہم اس قدر اظہار مسرت اس لیے کر رہے ہیں کہ آج ہمیں اللہ نے عظمتوں والا قرآن عطا فرمایا ہے۔

۳- اس میں کوئی شک نہیں کہ قرآن نعمت ہے، مگر یاد رکھئے قرآن لانے والا نبی اس سے بھی کہیں زیادہ بڑی نعمت ہے۔ (ہم آگے چل کر بتلائیں گے کہ نبی ﷺ کی ذات ہر نعمت سے بڑی نعمت ہے) اگر جشن نزول قرآن کی محفلیں ہر سال پابندی سے قائم کرنا جائز ہے تو نبی ﷺ کی ولادت کے دن جشن میلاد النبی کی محفلیں بطریق اولیٰ جائز ہیں۔

اگر ہم نزول قرآن کا جشن مناتے ہیں تو ہمارا حق بنتا ہے کہ آمد رسول کے دن اس سے زیادہ ولولے کے ساتھ جشن میلادِ مصطفیٰ منائیں، جلسے کریں، کھانے پکائیں، چراغاں کریں وغیرہ، کیا ہمیں قرآن سے محبت ہے اور قرآن والے رسول سے کوئی محبت

نہیں؟ ارے! قرآن تو اس رسول کی صفات کا نام ہے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

کان خلقه القرآن۔

یاد رہے اس سوچ میں ہم اکیلے نہیں بلکہ مستند محدثین وفقہاء بھی اس امر کے قائل ہیں کہ میلاد النبی کی رات شب قدر سے کہیں افضل ہے۔ ذیل میں ہم اس مفہوم کی حامل چند عبارات پیش کرتے ہیں، جو منصف شخص کو حق واضح کر دیں گی۔ لیکن کسی ہٹ دھرم پر ہمارا کوئی اختیار نہیں۔

مستند علماء اسلام کے نزدیک شب میلاد النبی لیلۃ القدر سے افضل ہے، شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

ماثبت بالسنة

ثم اذا قلنا انه ولد ليلا فتلك الليلة افضل من ليلة القدر بلا شبهة لان ليلة المولد ليلة ظهوره صلى الله عليه وسلم و ليلة القدر معطاة له و ما شرف بظهور الذات المشرف من اجله اشرف مما شرف بسبب ما اعطاه و ليلة القدر شرف بنزول الملئكة فيها و ليلة المولد شرف بظهوره صلى الله عليه وسلم و لان ليلة القدر وقع التفضل فيها على امة محمد صلى الله عليه وسلم و ليلة المولد الشريف وقع التفضل فيها على سائر الموجودات

(ماثبت بالسنۃ، ذکر شہر ربیع الاول، ص ۵۹، طبع قدیم از ادارہ نعیمیہ موچی گیٹ لاہور)

ترجمہ: پھر اگر ہم یہ کہیں کہ آپ کی ولادت رات میں ہوئی ہے تو پھر یہ رات بلا شبہ لیلۃ القدر سے افضل ہے کیونکہ یہ رات آپ کے ظہور کی رات ہے اور لیلۃ القدر آپ کو عطا کی گئی ہے اور جو چیز آپ کی ذات کے طفیل شرافت پائے اس چیز سے بہتر ہوگی جو آپ کو عطا ہونے کے سبب مشرف ہوئی ہو۔ لیلۃ القدر کی ایک شرافت یہ بھی ہے کہ اس میں فرشتے اترتے ہیں ظہور کرتے ہیں اور لیلۃ المیلاد میں امام الانبیاء ﷺ کا ظہور ہوا ہے، پھر لیلۃ القدر میں صرف امتِ محمدیہ پر انعام ہوا ہے جب کہ لیلۃ المیلاد میں تمام کائنات پر انعام کی بارش ہوئی ہے۔

سند المحدثین علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

مواهب لدنيه

فان قلت اذا قلنا انه عليه السلام ولد ليلا فايما افضل ليلة القدر او ليلة مولده عليه السلام؟ اجيب بان ليلة مولده عليه السلام افضل من ليلة القدر من وجوهٍ ثلاثةٍ. احدها ان ليلة المولد ليلة ظهوره صلى الله عليه وسلم و ليلة القدر معطاة له و ما شرف بظهور ذات المشرف من اجله اشرف مما شرف بسبب ما اعطيه و لا نزاع فى ذٰلك فكانت ليلة المولد افضل من ليلة القدر۔ الثانى ان

ليلة القدر شرفت بنزول الملائكة فيها و ليلة المولد شرفت بظهوره صلى الله عليه وسلم و من شرفت به ليلة المولد افضل ممن شرفت بهم ليلة القدر على الاصح المرتضى فتكون ليلة المولد افضل. الثالث ان ليلة القدر وقع فيها التفضيل على امة محمد صلى الله عليه وسلم و ليلة المولد الشريف وقع التفضيل فيها على سائر الموجودات فهو الذى بعثه الله عزوجل رحمة للعلمين فعمت به النعمة على جميع الخلائق فكانت ليلة المولد اعم نفعا فكانت افضل.

(المواہب اللدنیہ مع الزرقانی جلد اول ص ۱۳۵ تا ۱۳۶)

ترجمہ: اگر تم کہو کہ جب ہم نبی ﷺ کی ولادت رات میں مانتے ہیں تو پھر کونسی رات افضل ہے۔ لیلۃ القدر یا شب میلاد؟ اس کا جواب یہ ہے کہ شب میلاد رسول ﷺ تین طرح شب قدر سے افضل ہے۔ اول: شب میلاد میں آپ ﷺ کا ظہور ہوا اور شب قدر آپ کو عطا کی گئی، تو جو رات آپ کے ظہور سے مشرف ہوئی اور یہ بات بالکل ظاہر ہے اس لیے شب میلاد النبی لیلۃ القدر سے افضل ہے۔ دوم: لیلۃ القدر کی شرافت یہ بھی ہے کہ وہ فرشتوں کی آمد کی رات ہے اور شب میلاد امام الانبیاء ﷺ کی آمد کی رات ہے جیسے فرشتوں سے ہمارے رسول ﷺ افضل ہیں یونہی لیلۃ القدر سے شب میلاد رسول ﷺ

افضل ہے۔ سوم: لیلۃ القدر میں امت محمدیہ ﷺ پر انعام ہوا اور میلاد شریف کی رات میں سب کائنات پر انعام کی بارش ہوئی کیونکہ آپ کو اللہ نے رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا ہے تو سب میلاد میں خدا کی ساری خدائی پر نعمتوں کو تمام کیا گیا اس لیے یہ رات سب سے زیادہ بابرکت اور افضل ہے۔

امام طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ السید احمد بن عابدین دمشقی وغیرہما علماء کا فتویٰ

جواہر البحار جلد سوم میں علامہ یوسف نبہانی مصری رحمۃ اللہ علیہ نے در مختار المعروف فتاویٰ شامیہ کے مصنف محمد بن عابدین رحمۃ اللہ علیہ کے بھتیجے العلامہ السید احمد بن عبدالغنی بن عابدین کا رسالہ نثر الدرر علی مولد ابن حجر کو مختصراً درج کیا ہے۔ اس کی ایک عبارت یہ بھی ہے:

جواهر البحار

و نقل الطحطاوى عن بعض الشافعية ان افضل الليالى ليلة المولد صلى الله عليه وسلم ثم ليلة القدر ثم ليلة الاسراء ثم ليلة الجمعة ثم ليلة النصف من شعبان ثم ليلة العيد.

(جواہر البحار جلد ۳ ص ۳۶۸، جواہر العلامہ السید احمد بن عابدین طبع مصر)

ترجمہ: امام طحاوی نے بعض شافعی علماء سے نقل کیا ہے کہ سب راتوں سے بہتر نبی ﷺ کے میلاد کی رات ہے پھر لیلۃ القدر پھر شب معراج پھر شب جمعہ پھر شب برأت اور سب سے آخری درجہ پر عید کی رات ہے۔

وضاحت: اس عبارت سے معلوم ہو رہا ہے کہ کئی سارے شافعی علماء امام طحطاوی حنفی صاحب مراقی الفلاح شرح نور الایضاح، علامہ احمد بن عابدین دمشقی اور خود علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ کا یہی عقیدہ ہے کہ کملی والے آقا ﷺ کی شب میلاد ہر رات سے افضل ہے۔ سب راتوں کی خوشیاں اس رات سے کم ہیں۔

قدوۃ المحدثین سید المحققین امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

اسی مذکورہ رسالہ نثر الدرر میں آگے چل کر امام احمد بن عابدین نے امام ابن حجر کا ایک قول یوں نقل کیا ہے:

جواھر البحار

اقول لکن نقل الداوودی عن النعمة الکبرٰی و ھی مولد ابن حجر الکبیر ان اللائق بالقواعد و تحقیق الادلة انا اذا راعینا جلالته صلی اللہ علیه وسلم لم یمتنع علینا ان نقول لیلة المولد من ھٰذه الحیثیة لھا شرف ای تشرف حتی علی لیلة القدر۔

(جواہر البحار جلد ۳ ص ۳۶۷ من جواہر العلامۃ السید احمد بن عابدین طبع مصر)

ترجمہ: میں (امام ابن حجر) کہتا ہوں کہ امام داؤدی نے النعمۃ الکبریٰ (جو علامہ ابن حجر کی میلاد النبی پر کتاب ہے) سے نقل کیا ہے کہ دلائل وقواعد کی تحقیق کی روشنی میں جب ہم عظمت مصطفیٰ ﷺ کا تصور کرتے ہیں تو بلا ممانعت کہہ سکتے ہیں کہ آپ ﷺ کے میلاد کی رات بایں حیثیت ایک بہت بڑا مقام رکھتی ہے بلکہ لیلۃ القدر سے بھی

افضل ہے۔

الامام الشیخ حسین بن محمد بن الحسن الدیار کبریٰ المتوفی

صاحب تاریخ الخمیس کا فتویٰ

آپ نے اپنی مشہور زمانہ کتاب تاریخ الخمیس فی احوال انفس نفیس ﷺ میں دلائل سے ثابت کیا ہے کہ لیلۃ النبی لیلۃ القدر سے افضل ہے۔ فرماتے ہیں:

تاریخ الخمیس

فاذا قلنا انه صلی اللہ علیه وسلم ولد لیلا فلیلة مولده افضل لیلة القدر من وجوهٍ ثلاثةٍ الخ

(تاریخ الخمیس فی احوال انفس نفیس ﷺ جلد اول ص ۱۹۸ رکن اول، باب اول، ذکر طالع ولدتہ، طبع بیروت جدید)

ترجمہ: تو جب ہم کہتے ہیں کہ نبی ﷺ رات میں پیدا ہوئے تو پھر آپ ﷺ کے میلاد کی رات تین وجہ سے لیلۃ القدر سے افضل ہے۔

میں نے آپ کے کلام کا ابتدائی حصہ ذکر کر دیا ہے کیوں کہ اگلے سارے الفاظ وہی ہیں جو امام قسطلانی اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی کی عبارات میں گزر چکے ہیں۔ یہ پرانے علماء کا طریقہ ہے کہ اپنا عقیدہ یا فتویٰ انہی الفاظ سے بیان کیا کرتے ہیں جو ان کے اسلاف سے منقول ہوں۔

علماء دیوبند کے سرخیل مولانا عبد الحی لکھنوی کا فتویٰ

مجموعة التقوىٰ

مگر شب میلاد کو شب قدر پر اپنے افتخار ذاتی سے خدا کے سامنے فضیلت

حاصل ہے۔ قصیدہ ہمزیہ فی احوال خیر البریہ مصرع فتباھیٰ بك العصور۔ "آپ پر زمانے فخر کرتے ہیں۔"

و قال الشیخ عبد الحق المحدث الدهلوی رحمه الله
فی ما ثبت من السنة ثم اذا قلنا انه ولد لیلا فتلك
اللیلة افضل من لیلة القدر۔

ترجمہ: یعنی قصیدہ ہمزیہ میں ہے کہ زمانے آپ پر فخر کرتے ہیں تو جس رات میں آپ پیدا ہوئے اسے آپ پر فخر کیوں نہیں، اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر ہم آپ ﷺ کی ولادت رات میں مانیں تو وہ رات لیلۃ القدر سے افضل ہے۔

اس کے بعد مولانا عبدالحی نے شیخ صاحب کی وہ ساری عبارت درج کی ہے جو ابھی ہم پیچھے لکھ آئے ہیں۔

نتیجہ: قارئین! آپ نے درج بالا عبارات پڑھ لیں تقریباً سبھی عبارات میں یہی بات دہرائی گئی ہے کہ شب میلاد النبی ﷺ میں اُمت مسلمہ کو جو نعمت ملی اور جو اس پر اکرام ہوا ہے لیلۃ القدر میں نہیں ہوا، جب لیلۃ القدر میں سال بہ سال جشنِ حصول نعمت منانا جائز ہے تو شب میلاد النبی ﷺ آنے پر جشن میلاد یا عید منانا کیوں جائز نہیں؟ اگر لیلۃ القدر میں مسجدوں اور مکانوں پر اس لیے چراغاں کرنا جائز ہے کہ اس رات میں قرآن آیا ہے تو شب میلاد النبی ﷺ میں ولادتِ رسول کی خوشی میں چراغاں کرنا کیوں جائز نہیں۔ لہٰذا دلالۃ النص سے ثابت ہو رہا ہے کہ بارہ ربیع الاول کو جشنِ میلاد النبی ہر صورت جائز اور مستحسن ہے۔

جشن میلاد اور دلالۃ النص

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِندَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُل لَّهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُل لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا ﴿٢٣﴾

(سورۃ بنی اسرائیل)

ترجمہ: اگر والدین میں سے ایک یا دونوں تمہارے سامنے بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو انہیں اف بھی نہ کہو اور انہیں مت جھڑکو اور ان کے لیے نرم بات کرو۔

اس آیت میں اللہ نے حکم فرمایا ہے کہ والدین کے سامنے "اُف" یعنی افسوس کا کلمہ نہیں کہنا چاہئے تاکہ ان کا دل نہ ٹوٹے اور آگے اللہ نے فرمایا: و لا تنھرھما۔ والدین کو جھڑکنا بھی نہیں چاہئے۔ اس آیت میں صرف جھڑکنے کی ممانعت آئی ہے والدین کو مارنے اور ضرب لگانے کی ممانعت قرآن کے الفاظ میں یوں موجود نہیں مگر اس سے بطور دلالۃ النص معلوم ہو رہا ہے کہ والدین کو مارنا اور انہیں ضرب لگانا بھی ناجائز ہے کیونکہ جب اللہ نے جھڑکنے کو ممنوع قرار دیا ہے حالانکہ اس میں ان کے لیے مارنے کی نسبت تکلیف کم ہے تو انہیں مارنا کس طرح جائز ہو سکتا ہے۔

اسی طرح ہم اہل سنت کہتے ہیں کہ امتِ مسلمہ پر لیلۃ القدر کی نسبت شب میلاد النبی میں انعام و اکرام زیادہ ہوا ہے جیسا کہ علماء محققین کی عبارات ابھی گزری ہیں جب لیلۃ القدر میں جشنِ حصول نعمت منانا اللہ کو محبوب ہے تو شب میلاد میں جشن حصول نعمت منانا دلالۃ النص کے مطابق بطریق اولیٰ جائز ہے۔

لیکن مخالفین جشن میلاد یہی کہتے ہیں کہ جشن نزول قرآن یعنی لیلۃ القدر میں اظہار مسرت کا تو اللہ نے حکم دیا ہے شب میلاد پر ایسا حکم کہاں ہے تو ہم یہی کہیں گے کہ اللہ نے تو ہمیں صرف والدین کے جھڑکنے سے منع کیا ہے مارنے سے کب منع کیا ہے لہٰذا اے مخالفین! تمہارے نزدیک والدین کو مارنا حلال ٹھہرانا چاہئے اور اگر مارنا دلالۃ النص سے بطریق اولیٰ ممنوع ثابت ہوتا ہے تو جشن نزول قرآن کے جواز سے دلالۃ النص کے مطابق جشن میلاد بطریق اولیٰ جائز ثابت ہوتا ہے۔

دلالۃ النص کی تعریف یہ ہے کہ فرد غیر منصوص پر اشتراکِ علت کی بناء پر نص کا اجراء کر دینا اس لیے دلالۃ النص بمنزلہ نص کے لیے دیکھئے اصول الشاشی، نورالانوار و دیگر کتب اصول فقہ۔ اس تعریف کے بعد سمجھنا چاہئے کہ جشنِ نزول قرآن فردِ منصوص اور جشن میلاد فرد غیر منصوص ہے دونوں میں علت مشترکہ حصول نعمت ہے اس لیے جواز و استحباب کا حکم جیسے فرد منصوص پر جاری ہوتا ہے فرد غیر منصوص پر بھی ویسے ہی جاری ہوتا ہے۔

ان شاء اللہ مخالفین جشن میلاد کو اس تقریر سے گلو خلاصی کرنا سخت مشکل ہوگا آزما کر دیکھ لیں۔

چھٹی آیت

از روئے قرآن کسی بڑی نعمت کے حصول کا دن کسی بھی قوم کے لیے عید کا دن ہوتا ہے

سورۃ المائدہ

إِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّونَ يَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيعُ

رَبُّكَ أَنْ يُنَزِّلَ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِّنَ السَّمَاءِ ۖ قَالَ اتَّقُوا اللَّهَ إِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِينَ ﴿١١٢﴾ قَالُوا نُرِيدُ أَنْ نَّأْكُلَ مِنْهَا وَتَطْمَئِنَّ قُلُوبُنَا وَنَعْلَمَ أَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا وَنَكُونَ عَلَيْهَا مِنَ الشَّاهِدِينَ ﴿١١٣﴾ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا أَنْزِلْ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِّنَ السَّمَاءِ تَكُونُ لَنَا عِيدًا لِّأَوَّلِنَا وَآخِرِنَا وَآيَةً مِّنْكَ ۖ وَارْزُقْنَا وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ﴿١١٤﴾ (سورۃ مائدہ، آیت ۱۱۲ تا ۱۱۴)

ترجمہ: اور (یاد کرو) جب حواریوں نے کہا اے عیسیٰ ابن مریم! کیا آپ کا رب ہم پر آسمان سے خوانِ نعمت اتار سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا اللہ سے ڈرو اگر تم مومن ہو۔ کہنے لگے ہم چاہتے ہیں کہ اس (خوان نعمت) سے کھانا کھائیں اور ہمارے دل مطمئن ہو جائیں اور ہم یقین کر لیں کہ آپ نے ہم سے سچ فرمایا ہے اور اس کے گواہ ہو جائیں۔ عیسیٰ ابن مریم (علیہ السلام) نے فرمایا اے اللہ ہمارے پروردگار! ہم پر آسمان سے خوان نعمت اتار یہ ہمارے پہلوں اور پچھلوں کی عید ہو گی اور تیری نشانی اور ہمیں رزق دے اور تو سب سے بہتر رزق دینے والا ہے۔

وضاحت: عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں نے جنہیں حواری کہا جاتا تھا آپ سے درخواست کی کہ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ ہم پر آسمان سے دسترخوان اتارے جس میں انواع و اقسام کے کھانے ہوں تاکہ آپ کی نبوت و رسالت پر ہمارا ایمان پہلے سے زیادہ پختہ ہو جائے عیسیٰ علیہ السلام نے پہلے تو انہیں ایسے مطالبہ سے باز رکھا تھا مگر ان کے مذکورہ

اصرار پر آپ نے اللہ سے دعا کی کہ اے خدا ہم پر دستر خوان اتار جس روز یہ اترے گا وہ روز ہم سب کے لیے عید ہوگا اور ہمارے پچھلے یعنی ہماری آئندہ نسلیں بھی اس روز عید کیا کریں گی۔ یہاں ہم مخالفین کے ایک مستند مفسر کی عبارت پیش کرتے ہیں۔

مولانا شبیر احمد عثمانی دیوبندی لکھتے ہیں:

"یعنی وہ دن جس میں مائدہ آسمان سے نازل ہو ہمارے اگلے پچھلے لوگوں کے حق میں عید ہو جائے کہ ہمیشہ ہماری ساری قوم اس دن کو بطور یادگار تہوار منایا کرے اس تقریر کے موافق تکون لنا عیداً کا اطلاق ایسا ہوا جیسا کہ آیت اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ کے متعلق بخاری میں یہود کا یہ مقولہ نقل ہے کہ انکم تقرءون آیۃً لو نزلت فینا لاتخذناھا عیداً جس طرح آیت کو عید منانے کا مطلب اس کے یوم نزول کو عید منانا ہے۔ اسی پر مائدہ کے عید منانے کو بھی قیاس کرلو، کہتے ہیں کہ وہ خوان اتوار کو اترا جو کہ نصاریٰ کے لیے ہفتہ کی عید ہے (یعنی ہفتہ وار عید ہے) جیسے مسلمانوں کے یہاں جمعہ۔"

(تفسیر شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی طبع تاج کمپنی ص ۲۲۲)

نتیجہ: اللہ کے پاک پیغمبر صاحب کتاب رسول حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دستر خوان اترنے کے دن کو یوم عید قرار دیا کہ ہماری آئندہ نسلیں بھی وہ دن بطور عید منایا کریں گی۔ معلوم ہوا جس روز کسی قوم کو بڑی نعمت ملے وہ دن قوم کے لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے فتویٰ کے مطابق یوم عید ہوتا ہے، پھر سوچنے کی بات ہے کہ نبی ﷺ کے دنیا میں ظاہر ہونے کا دن ہمارے لیے کیوں عید نہیں ہے یقیناً ہے اسی لیے

ہمیشہ سے اہل اسلام میلاد النبی ﷺ کے روز جشن مسرت مناتے آرہے ہیں اور یہ کہتے آرہے ہیں۔

بے کسوں بے بسوں کو پناہ مل گئی
سارے ٹوٹے دلوں کو قرار آگیا
ربیع الاول میں طیبہ نگر کا نبی
باغ عالم میں بن کر بہار آگیا

ساتویں آیت

نعمت ملنے پر اس کا چرچا کرنا چاہئے

سورۃ والضحیٰ

وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ (سورۃ ضحیٰ، آیت ۱۱، پارہ ۳۰)

ترجمہ: اور اپنے رب کی نعمت کا چرچا کر۔

وضاحت:

اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان گنت نعمتوں سے نوازا ہے جو حد و شمار سے باہر ہیں۔

وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللهِ لَا تُحْصُوْهَا (سورۃ نحل، آیت ۱۸)

ترجمہ: اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کا شمار کرنا چاہو تو نہیں کر سکتے۔

اور ہر نعمت کا شکریہ واجب ہے جیسا کہ آگے ہم بیان کر رہے ہیں اور زیر بحث آیت میں فرمایا گیا ہے کہ رب کی نعمت کا چرچا کرنا چاہئے اور ہم امت محمدیہ کے لیے سب سے بڑی نعمت حضور ﷺ کی ذات ہے (جیسا کہ آگے آرہا ہے۔)

محفل میلاد بھی صرف اسی لیے منعقد کی جاتی ہے کہ محبوب خدا حبیب کبریا سید

الانبیاء شہ دوسرا ﷺ جیسے معظم اور رحمت والے نبی کی شکل میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والی سب سے بڑی نعمت کا ہم چرچا کریں اور دنیا والوں کو بتلائیں کہ اس نعمت کے حصول پر ہم کتنے مسرور ہیں۔ اس لیے محفل میلاد اللہ کے اس حکم کی سب سے بہتر اور مکمل ترین تعمیل ہے جو اہل سنت و جماعت کے حصہ میں آئی ہے۔

فالحمد للہ علی ذالک کثیراً۔

آٹھویں تا بارہویں آیت

نعمت ملنے پر اس کا شکریہ ادا کرنا چاہیے اور جو قوم ایسا نہیں کرتی عذاب میں مبتلا ہو جاتی ہے

سورہ نحل

فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۪ وَّاشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۱۴﴾ (سورۃ نحل، آیت: ۱۱۴)

ترجمہ: تو کھاؤ تم جو اللہ نے تمہیں حلال پاکیزہ رزق دیا ہے اور شکر کرو اللہ کی نعمت کا اگر تم اسی کو عبادت کرتے ہو۔

سورہ اعراف

وَلَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِي الْاَرْضِ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۰﴾ (سورۃ اعراف، آیت ۱۰)

ترجمہ: اور تحقیق ہم نے زمین میں تمہیں قبضہ دے دیا اور تمہارے لیے اس میں اسباب زندگی بنا دیے بہت تھوڑا شکر کرتے ہو۔

سورہ مائدہ

مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۶﴾

(سورۃ مائدہ، آیت ۶)

ترجمہ: اللہ نہیں چاہتا کہ تم پر کوئی تنگی کرے بلکہ وہ چاہتا ہے کہ تمہیں پاک کرے اور تم پر اپنی نعمت پوری کرے تاکہ تم شکر کرو۔

سورہ ابراھیم

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهٰرَ ﴿۳۲﴾ وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَاۗىِٕبَيْنِ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ﴿۳۳﴾ وَاٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ ۭ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ۭ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ﴿۳۴﴾ (سورۃ ابراہیم، آیت ۳۲ تا ۳۴)

ترجمہ: اللہ وہ ہے جس نے پیدا کیے آسمان و زمین اور اتارا آسمان سے پانی، تو اس کے ساتھ تمہارے لیے پھلوں کے رزق پیدا کیے اور تمہارے لیے کشتیاں زیر فرمان کر دیں تاکہ وہ سمندر میں اس کے حکم سے چلیں اور نہریں تمہارے تابع کر دیں اور سورج اور چاند کو تمہارے کام میں لگا دیا کہ ایک دستور پر چل رہے ہیں، اور تمہارے لیے اس نے دن رات بنائے اور دیا تم کو جو کچھ تم نے اس سے

مانگا، اور اگر تم خدا کے احسان گننے لگو تو گن نہ سکو، بے شک انسان بڑا بے انصاف اور ناشکرا ہے (نعمت کا شکریہ ادا نہیں کرتا)۔

سورۃ بقرہ

وَّاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمَاۤ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿٢٣١﴾ (سورۃ بقرہ، آیت: ۲۳۱)

ترجمہ: اور یاد کرو اللہ کی نعمت جو تم پر ہے اور جو نازل کی اس نے تم پر کتاب اور حکمت، تمہیں اس کے ساتھ نصیحت کرتا ہے اور اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ اللہ ہر شئی کو جانتا ہے۔

وضاحت: اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنی نعمتیں بتلائی ہیں اور فرمایا کہ ان کا شکریہ ادا کرو۔ ان چند مذکورہ نعمتوں کا خلاصہ یہ ہے:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ہم نے تمہیں حلال اور پاک رزق دیا (پہلی آیت) تمہیں زمین میں قبضہ دیا اور اسباب زندگی بنائے (دوسری آیت) تمہیں پاک رہنے کا حکم دیا اور اپنی نعمت پوری کر دی (تیسری آیت) زمین و آسمان بنائے پھلوں کا رزق پیدا کیا سمندر میں جہاز چلائے، نہریں جاری کیں شمس و قمر کو پیدا کیا، دن رات بنائے اور جو کچھ تم نے مجھ سے مانگا میں نے دیا (چوتھی آیت) اور تمہیں کتاب و حکمت عطا فرمائی یعنی قرآن و حدیث کا چرانہ عطا فرمایا۔ (پانچویں آیت)

حضور ﷺ اللہ کی سب سے بڑی نعمت ہیں

یہ درست ہے کہ ہر قسم کا رزق بڑی نعمت ہے زمین و آسمان شمس و قمر دن

رات کا آنا جانا بارش کا برسنا پھلوں کا پیدا ہونا سب بڑی بڑی نعمتیں ہیں پھر ہمیں قرآن کریم جیسی کتاب کا دیا جانا بھی بہت بڑی نعمت ہے اور ان میں سے ہر نعمت کا شکریہ ادا کرنا واجب ہے۔ مگر ہم پر خدا کا سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ ہمیں اپنے حبیب ﷺ کی امت بنایا۔ ہمارے حال پر انبیاء رشک کرنے لگے (جیسا کہ آگے آئے گا تا آنکہ اللہ نے انبیاء کو پہلے سے بڑا رتبہ دے دیا) تو نبی ﷺ کا ہماری نجات کے لیے دنیا میں جلوہ گر ہونا سب سے بڑی نعمت ہے ہمیں نماز ملی تو آپ ﷺ کے واسطے سے رمضان ملا تو آپ ﷺ کے واسطے سے، قرآن ملا تو آپ ﷺ کے واسطے سے، ایمان ملا تو آپ ﷺ کے واسطے سے بلکہ خود خدائے رحمان ملا تو آپ ﷺ کے واسطے سے۔

نتیجہ: اس لیے ہم محفلِ میلاد قائم کرتے ہیں تاکہ مسلمان حضور ﷺ کی امت کے لوگ مل کر اس نعمت کبریٰ کا تذکرہ کریں اور اس فضل عظیم پر اظہار مسرت کریں اور اجتماعی طور پر اللہ کا شکر ادا کریں لہٰذا محفل میلاد ان آیات مبارکہ کی عملی تفسیر ہے اور ہم اہل سنت نے اس کے لیے وہی دن منتخب کیا جس میں ہمیں یہ نعمت ملی یعنی بارہ ربیع الاول شریف۔ اگرچہ ہم اس دن کے علاوہ بھی پورا سال ہی محفل قائم کرتے رہتے ہیں مگر بارہ ربیع الاول شریف کا اہتمام و انصرام قابل دید ہوتا ہے۔

یہی استدلال سند المحدثین حضرت علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے دیکھئے وہ ارشاد فرماتے ہیں:

ارشاد علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ

فای نعمۃ اعظم من بروز ھذا النبی نبی الرحمۃ فی ذالك الیوم و علی ھذا فینبغی ان یتحدی الیوم

بعینہ حتی یطابق قصۃ موسیٰ فی یوم عاشوراء۔

(حجۃ اللہ علی العالمین، علامہ یوسف نبہانی رحمہ اللہ ص ۲۳۷، طبع بیروت) (الحاوی للفتاوی، علامہ سیوطی رحمہ اللہ جلد اول ص ۱۹۶)

ترجمہ: تو کونسی نعمت ہے جو اس رحمت والے نبی ﷺ کے ظاہر ہونے سے بڑی ہو؟ اس لیے چاہیے کہ یہی دن (آپ ﷺ کی ولادت والا) عید منانے کے لیے منتخب کرلیا جائے تاکہ موسیٰ علیہ السلام کے قصہ کے ساتھ مطابقت ہو جائے کیونکہ وہ بھی عاشورا کے روز عید منایا کرتے تھے (کہ جس دن انہیں فرعون اور اس کے ساتھیوں سے آزادی ملی۔)

تیرہویں تا سترہویں آیت

محفل میلادِ ذکرِ رسول ہے اور رسول اللہ ﷺ اللہ کا ذکر ہیں اور خدا کو اپنا ذکر پسند ہے

سورۃ بقرہ

فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ ﴿١٥٢﴾

ترجمہ: تم میرا ذکر کرو! میں تمہارا ذکر کروں گا اور میرا شکر کرو اور کفرانِ نعمت نہ کرو۔

سورۃ آل عمران

الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ

وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَٰذَا بَاطِلًا سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿١٩١﴾

(سورۃ آل عمران، آیت: ۱۹۱، پارہ ۴، رکوع ۴)

ترجمہ: جو لوگ اللہ کا ذکر کرتے ہیں کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر اور اپنے پہلوؤں پر (لیٹ کر) اور فکر کرتے ہیں آسمانوں اور زمین کی خلقت میں یہ کہتے ہوئے کہ اے ہمارے رب! تو نے یہ بے مقصد پیدا نہیں کیا تو پاک ہے تو ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔

سورہ جمعہ

وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿١٠﴾

ترجمہ: اور ذکر کرو اللہ کا زیادہ تاکہ تم کامیابی پاؤ۔

وضاحت: ان آیات اور ایسی ہی دیگر آیات میں اللہ نے اپنے ذکر کی فضیلت بیان کی ہے اور خدا کے ذکر میں جہاں تسبیح و تحلیل ہے صوم و صلوٰۃ ہے وہاں قرآن اور صاحب قرآن رسول کریم کی ذات بھی ہے۔ قرآن کا ذکر ہونا تو ان آیات و انزلنا الیکم ذکراً مبیناً وغیرہ سے واضح ہے جب کہ نبی ﷺ کا ذکر ہونا ان آیات سے واضح ہے۔

سورۃ الطلاق

ذِكْرًا ﴿١٠﴾ رَّسُولًا يَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِ اللَّهِ مُبَيِّنَاتٍ لِّيُخْرِجَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ (الطلاق، آیت ۱۱)

ترجمہ: وہ ذکر جو رسول ہے پڑھتا ہے تم پر اللہ کی واضح آیات تاکہ نکالے ایمان والوں اور نیک عمل کرنے والوں کو اندھیروں سے نور کی طرف۔

سورہ قلم

وَيَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ ۝ وَمَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝

(القلم، آیت ۵۱، ۵۲)

ترجمہ: اور وہ کہتے ہیں کہ وہ (رسول) مجنون ہے حالانکہ وہ تو تمام جہانوں کے لیے ذکر ہی ہے۔

ان آیات میں واضح طور پر نبی ﷺ کی ذات کو ذکرِ خدا قرار دیا گیا ہے علاوہ ازیں اس بارہ میں چند احادیث بھی پڑھ لیں۔

الشفا فی حقوق المصطفیٰ

امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ شفا شریف میں و رفعنا لك ذكرك کی تفسیر میں ابن عطا رضی اللہ عنہ سے یوں نقل کرتے ہیں:

جعلتك ذكراً من ذكري فمن ذكرك ذكرني۔

ترجمہ: یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے میرے حبیب ﷺ! میں نے آپ کو اپنے ذکر میں سے ایک ذکر بنا دیا ہے تو جو تمہارا ذکر کرے اس نے میرا ذکر کیا۔ (الشفاء امام قاضی عیاض ص)

تفسیر مظہری

و یروی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اللہ تعالیٰ ان اولیائی من عباد الذین یذکرون بذکری

واذکر بذکرھم۔

(مظہری جلد ۱۰ ص ۷۴، زیر آیت و ما ھو الا ذکر الخ)

ترجمہ: اور نبی ﷺ سے روایت کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا بے شک میرے اولیاء میرے وہ بندے ہیں کہ میرے ذکر سے ان کا ذکر ہوتا ہے اور ان کے ذکر سے میں مذکور ہوتا ہوں۔

نتیجہ: محفلِ میلاد النبی نام ہے مسلمانوں کی اس مجلس کا جس میں نبی ﷺ کا کثرت سے ذکر ہوتا ہے آپ کی ولادت سیرت، صورت، اخلاق اور فضائل و محامد وغیرہ امور کا ذکر خیر ہوتا ہے اور نبی ﷺ قرآن و حدیث کی مذکورہ نصوص کے مطابق اللہ کا ذکر ہیں۔ یعنی آپ کے ذکر سے خدا کا ذکر ہوتا ہے اور اس میں کیا شک ہے کہ اللہ کا ذکر زیادہ سے زیادہ کرنا چاہیے۔ اب آپ یہاں وہ ساری آیات پڑھ سکتے ہیں جن میں زیادہ سے زیادہ ذکر خدا کا حکم دیا گیا ہے۔ ایسی تمام آیات محفل میلاد النبی کا جواز مہیا کرتی چلی جائیں گی خلاصہ یہ ہوا کہ ہم محفل میلاد اس لیے منعقد کرتے ہیں کہ ذکر رسول کی صورت میں زیادہ سے زیادہ ذکر خدا کیا جائے۔

فالحمد للہ علی ذالك۔

اٹھارہویں تا بیسویں آیت

جشنِ میلاد تعظیم نبی ہے، اور قرآن نے تعظیم نبی کا حکم دیا ہے

سورہ الفتح

اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ۗ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً

وَّاَصِيْلًا ﴿۹﴾ (سورۃ الفتح، آیت ۸، ۹، پارہ ۲۶)

ترجمہ: بے شک ہم نے آپ کو بھیجا مشاہدہ کرنے والا اور خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا، تاکہ تم ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور رسول کی عزت کرو توقیر کرو اور صبح و شام اللہ کی پاکی بیان کرو۔

سورۃ الاعراف

فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۵۷﴾

(اعراف، آیت ۱۵۷، پارہ ۹، رکوع ۹)

ترجمہ: تو جو لوگ رسول پر ایمان لائیں اس کی تعظیم کریں اور اس کی مدد کریں اور اس نور کی پیروی کریں جو اس کے ساتھ اترا وہی لوگ کامیاب ہیں۔

سورۃ المائدۃ

وَقَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مَعَكُمْ ۭ لَىِٕنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَاٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِيْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ الخ

(المائدہ، آیت ۱۲، پارہ ۶، رکوع ۷)

ترجمہ: اور اللہ نے فرمایا بے شک میں تمہارے ساتھ ہوں اگر تم نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور میرے رسولوں پر ایمان لاؤ اور ان کی تعظیم کرو اور اللہ کو قرض حسن دو تو بے شک میں تمہارے گناہ معاف کر دوں گا۔

وضاحت:

ایسی ہی دیگر آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی تعظیم و توقیر کا حکم دیا ہے اور جس صورت میں بھی آپ کی تعظیم کی جائے انہی آیات پر عمل ہوگا۔ اگرچہ وہ صورت اپنی خصوصیت کے ساتھ قرآن یا حدیث میں موجود نہ ہو جیسے اللہ فرماتا ہے ہم نے آسمان سے پاک کرنے والا پانی اتارا اور ہم نے آسمان سے پانی اتارا تاکہ تمہیں پاک کرے (سورہ انفال، آیت ۱۱)۔ اب ضروری نہیں کہ صرف آسمان سے اترنے والا پانی ہی ہمیں پاک کر سکتا ہے بلکہ جس پر بھی مطلقاً پانی کا لفظ صادق آئے وہ پاک کر سکتا ہے۔ اسی طرح تاقیامت ہمیں تعظیم نبی کا حکم ملا ہے ہم جس انداز میں بھی یہ کام بجا لائیں گے مذکورہ آیات پر عمل ہوگا چنانچہ امام ابن حجر جوہر منظم میں فرماتے ہیں:

ارشادِ امام ابن حجر

تعظيم النبى صلى الله عليه وسلم بجميع انواع التعظيم التى ليس فيها مشاركة الله تعالىٰ فى الالوهية امر مستحسن عند من نور الله ابصارهم۔

(سواء ورد به الشرع بخصوصة اولم يرد الخ۔)

ترجمہ: اور نبی ﷺ کی تعظیم ہر اس طریقہ سے جس میں اللہ کے ساتھ الوہیت میں مشارکت (مثل سجدہ) وغیرہ لازم نہ آئے اچھا کام ہے ان لوگوں کے نزدیک جن کی آنکھیں اللہ نے روشن کی ہیں۔ خواہ شرع میں اس کی وضاحت آئی ہو یا نہ۔

روح البیان

امام اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ آیت مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِيْنَ سورۃ فتح جلد ۹،ص ۵۶ میں فرماتے ہیں:

و من تعظیمه عمل المولد اذا لم یکن فیه منکر قال الامام السیوطی قدس سرہ یستحب لنا اظهار الشکر لمولد صلی الله علیه وسلم۔

ترجمہ: یعنی نبی علیہ السلام کی تعظیم میں یہ بھی داخل ہے کہ آپ ﷺ کا میلاد منایا جائے جب کہ اس میں کوئی خلاف شرع کام نہ ہو۔امام سیوطی رحمہ اللہ نے فرمایا: ہمارے لیے مستحب ہے کہ مولد النبی ﷺ پر اظہار شکر کریں

نتیجہ: محفل میلاد النبی سراپا تعظیم رسول ہے، کیونکہ اس محفل کے آغاز میں عظمت رسول سے متعلق آیات قرآنیہ پڑھی جاتی ہیں، پھر نعت خوان حضرات بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں گل ہائے عقیدت پیش کرتے ہیں۔زمانہ شاھد ہے کہ یہ نعتیں لوگوں کے دلوں میں تعظیم رسول کا بلند تر جذبہ پیدا کرتی ہیں، پھر علماء کرام کی تقاریر بھی تشریح مقام رسالت اور عظمت وشان نبی کا بہت بڑا درس ہوتی ہیں۔آخر میں تمام حاضرین انتہائی تعظیم واحترام کے ساتھ کھڑے ہو کر ہاتھ باندھے غلامانہ انداز میں بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں درود و سلام کا نذرانہ پیش کرتے ہیں۔ الغرض محفل میلاد اول تا آخر تعظیم رسول کا اعلیٰ نمونہ ہے۔اس لیے اہل سنت و جماعت محفل میلاد قائم کر کے تعظیم رسول کے متعلق آیات قرآنیہ پر عمل کرتے اور اللہ اور اس کے رسول کے ہاں سرخرو ہوتے ہیں۔

اکیسویں آیت

محفل میلاد تعلیم دین اور نشر علم کی محفل ہے جو مسلمانوں پر فرض ہے

اسلام نے مسلمانوں پر ایک یہ فرض بھی عائد کیا ہے کہ وہ دین کی تعلیم حاصل کریں پھر دوسروں کو تعلیم دیں اور علم کی شمع روشن کریں تاکہ جہالت کا اندھیرا چھٹ جائے اور انسانوں کو دین اسلام کی حقیقت معلوم ہو جائے۔

سورۃ توبہ

وما كان المومنون لينفروا كافة فلولا نفر من كل فرقة منهم طائفة ليتفقهوا فى الدين ولينذروا قومهم اذا رجعوا اليهم لعلهم يحذرون۔

(سورۃ توبہ،آیت ۲۳،پارہ ۱۱،رکوع ۴)

ترجمہ: اور مومنوں پر لازم نہیں کہ سب کے سب (حصول علم کے لیے) نکل پڑیں تو ہر قبیلہ میں سے کچھ لوگ کیوں نہیں نکل پڑتے؟ تاکہ وہ دین کا علم حاصل کریں اور جب واپس آئیں تو اپنی قوم کو (اللہ کی نافرمانی سے) ڈرائیں تاکہ وہ گناہ سے بچ جائیں۔

بخاری شریف

کتاب العلم میں عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

وليفشوا العلم و ليجلسوا حتى يعلم من لا يعلم

فان العلم لا یھلك حتی یکون سرًا۔

(بخاری شریف کتاب العلم باب کیف یقبض العلم)

ترجمہ: علم کو شائع کرنا چاہئے اور اس کام کے لیے بیٹھنا چاہئے (محفل قائم کرنی چاہئے) تاکہ جو نہیں جانتا وہ بھی جان لے کیونکہ علم جب تک پوشیدہ نہ رکھا جائے ضائع نہیں ہوتا۔

ابن ماجہ شریف

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مما لحق المومن من حسناتہ بعد موتہ علم نشرہٗ۔ (ابن ماجہ شریف جلد ص باب)

ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا موت کے بعد مومنوں کو جو چیزیں کام آتی ہیں ان میں سے ایک وہ علم ہوتا ہے جو کسی مسلمان نے موت سے پہلے پھیلایا ہو۔

وضاحت: سورہ توبہ میں فرمایا گیا ہے کہ ہر قبیلہ اور قوم سے کچھ مسلمانوں کو علم دین حاصل کرنے کے لیے سفر کرنا چاہئے اور واپس آ کر اپنی قوم کو اکٹھا کر کے یا فرداً فرداً۔ اللہ کے احکام سے آگاہ کرنا چاہیے تاکہ وہ دین پر عمل پیرا ہو جائیں۔ بخاری شریف کی حدیث میں صاف طور پر فرمان رسول ہے کہ مسلمانوں کو علم پھیلانے کے لیے محفل قائم کرنا چاہئے تاکہ جو لوگ نہیں جانتے وہ بھی جان جائیں۔ اسی طرح ابن ماجہ شریف کی حدیث اور دیگر کتب حدیث میں نشر علم کو مسلمانوں کے لیے ضروری قرار دیا گیا ہے۔

اور یاد رہے کہ محفل میلاد بھی درج ذیل مقاصد کے لیے منعقد کی جاتی ہے:

۱- نبی ﷺ کی ولادت، بچپن، جوانی، بعثت اور عظمت و رفعت بیان کی جاتی ہے یعنی آپ کی سیرت طیبہ کو لوگوں کے سامنے رکھا جاتا ہے تاکہ لوگ آپ کی سیرت کو اپنائیں اور سچے مسلمان ہو جائیں۔

۲- بتلایا جاتا ہے کہ آپ کی ولادت پر اللہ نے اہل دنیا کو کس کس نعمت سے نوازا۔

۳- آپ کی جوانی کی طہارت کا بیان ہوتا ہے تاکہ آج کے نوجوان مسلمان بے راہ روی کا شکار ہونے کے بجائے پاکیزہ زندگی گزاریں۔

۴- جن لوگوں کو نبی علیہ السلام کی سیرت کے حالات اور عظمت و شان کا صحیح علم نہیں وہ بھی جانیں جیسا کہ فرمان رسول ہے:

لیجلسوا حتی یعلم من لا یعلم۔

ترجمہ: یعنی مسلمانوں کو مل کر بیٹھنا چاہئے تاکہ جو نہیں جانتا وہ بھی جان لے۔

نتیجہ: اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے تعلیم دین اور نشر علم کا حکم دیا ہے اور اس کے لیے مجلس اور محفل قائم کرنے کا حکم بھی ارشاد فرمایا ہے لہٰذا اس مقصد کے لیے جو بھی محفل اور مجلس تا قیامت قائم ہوگی وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو پسند ٹھہرے گی، اور چونکہ محفل میلاد بھی بلاشک و شبہ تعلیم دین اور نشر علم کی محفل ہے اس لیے ثابت ہو گیا کہ مسلمان محفل میلاد قائم کر کے تعلیم دین کا فریضہ سرانجام دیتے ہیں اور قرآن و حدیث پر عمل کا بہترین نمونہ قائم کرتے ہیں۔ فالحمد للہ علی ذالک۔

مولینا عبدالحی لکھنوی دیوبندی کا واضح ترین فتویٰ

مجموعۃ الفتاوٰی

محفل میلاد کے بارہ میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے مولینا عبدالحی

دیوبندی نے محفل میلاد کے جواز پر ایک دلیل یہ بھی قائم کی ہے، جو ہم ذیل میں مولینا کے الفاظ کے ساتھ نقل کر رہے ہیں۔

"اگر ہم مان بھی لیں کہ ذکر مولد کا وجود ازمنہ ثلاثہ میں سے کسی میں نہ تھا تو بھی ہم کہتے ہیں کہ شرع میں یہ قاعدہ ثابت ہے:

كل فرد من افراد نشر العلم فهو مندوبٌ

علم پھیلانے کا ہر طریقہ مندوب ہے ابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے:

قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم مما لحق المؤمن من حسناته بعد موته علم نشره

اور بخاری نے کتاب العلم میں عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے:

و ليفشوا العلم و ليجلسوا حتى يعلم من لا يعلم فان العلم لا يهلك حتى يكون سرًا۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بعض رسائل میں حدیث اذا مات ابن آدم کی شرح میں لکھا ہے:

حمل العلماء الصدقة الجارية على الوقف و العلم المنتفع به على التصنيف و التعليم۔

علماء نے صدقہ جاریہ کو وقف پر محمول کیا ہے اور علم منتفع بہ سے تصنیف مراد لی ہے اور یہ ظاہر ہے کہ ذکر میلاد مصطفیٰ جو اوپر گزرا افراد نشر علم کا ایک فرد ہے پس دو مقدمے حاصل ہوئے ایک یہ کہ

ذکر المولد فرد من افراد نشر العلم۔

ترجمہ: میلاد کا ذکر کرنا نشر علم کا ایک فرد ہے۔

دوسرا یہ کہ

كل فرد من افراد نشر العلم مندوب

ترجمہ: مندوب افراد نشر علم کا ہر فرد مندوب ہے۔

پس نتیجہ نکلا کہ ذکر المولد مندوبٌ۔ "ذکر میلاد مندوب ہے۔"۱۲

فصل دوم

جشن میلاد کے جواز پر احادیث نبویہ

حدیث اول

ولادت رسول کی خوشی منانے پر اللہ تعالیٰ کافر کو بھی نوازتا ہے

بخاری شریف

قال عروة و ثويبة مولاة لابي لهب كان ابولهب اعتقها فارضعت النبي صلى الله عليه وسلم فلما مات ابولهب اري بعض اهله بشر هيئة۔ قال له ماذا لقيت؛ قال ابولهب لم الق بعدكم غير اني سقيت في هٰذه بعتاقتي ثويبة۔

(بخاری شریف جلد دوم ۷۶۴ طبع نور محمد کراچی کتاب النکاح باب وامہاتکم التی ارضعنکم)

ترجمہ: عروہ کہتے ہیں ثویبہ ابولہب کی لونڈی تھی جسے ابولہب نے آزاد کیا تھا، اس نے نبی ﷺ کو دودھ بھی پلایا تھا، جب ابولہب مرگیا تو خاندان کے کسی فرد (حضرت عباس رضی اللہ عنہ) کو خواب میں بُری حالت میں نظر آیا اس نے (حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے) پوچھا مرنے کے بعد تیرا کیا انجام ہوا ہے؟ کہنے لگا تم سے جدا ہو کر میں نے کوئی بھلائی

نہیں پائی، البتہ میں اس انگشت میں سے سیراب کیا جاتا ہوں ثویبہ کو آزاد کرنے کی وجہ سے۔

بخاری شریف کی اس حدیث کی شرح میں یہی واقعہ ذرا وضاحت کے ساتھ موجود ہے جو بات کو سمجھانے میں آسانی پیدا کرتا ہے۔ دیکھئے:

فتح الباری و عمدة القاری

و ذكر السهيلي ان العباس قال لما مات ابولهب رأيته في منامي بعد حول في شر حال فقال مالقيت بعدكم راحة الا ان العذاب يخفف عني في كل يوم اثنين قال و ذالك ان النبي صلى الله عليه وسلم ولد يوم الاثنين و كانت ثويبة بشرت ابالهب بمولده فاعتقها۔

(فتح الباری شرح بخاری جلد ۹، ص ۱۱۸، طبع مصر ۱۱۴۸) (عمدۃ القاری شرح بخاری جلد ۲۰، ص ۹۵، طبع بیروت)

ترجمہ: اور سہیلی نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے ابولہب کے مرنے کے ایک سال بعد اسے خواب میں بری حالت میں دیکھا ابولہب کہنے لگا تم سے جدا ہو کر میں نے کوئی راحت نہیں دیکھی البتہ ہر پیر وار کو میرا عذاب کم کر دیا جاتا ہے۔ علامہ سہیلی کہتے ہیں اس کی وجہ یہ تھی کہ نبی ﷺ پیر کے روز پیدا ہوئے تھے اور ثویبہ نے ابولہب کو اس بات کی بشارت سنائی تو اس نے اسے آزاد کر دیا۔

یہی مذکورہ واقعہ اس سے بھی ذرا تفصیل کے ساتھ درج ذیل عبارات میں پڑھیے:

المواھب اللدنیہ

و قد رؤی ابولھب بعد موتہ فی النوم (و الرائی لہ اخوہ العباس بعد سنۃ من وفاتہ بعد وقعۃ بدر) فقیل لہ ما حالک؟ قال فی النار الا انہ خفف عنی کل لیلۃ اثنین و امص من بین اصبعی ھاتین ماء و اشار برأس اصبعہ و ان ذالک باعتاقی لثویبۃ حین بشرتنی بولادۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

(المواہب مع الزرقانی جلد اول ص ۱۳۸ طبع بیروت)

ترجمہ: اور تحقیق ابولہب اپنے مرنے کے بعد خواب میں دیکھا گیا دیکھنے والے حضرت عباس تھے؟ یہ خواب آپ نے جنگ بدر کے بعد ابولہب کی موت کے ایک سال بعد دیکھا تو ابولہب سے کہا تیرا کیا حال ہے،؟ بولا دوزخ میں ہوں البتہ ہر پیر کو میرا عذاب کم ہو جاتا ہے اور میں ان دو انگشتوں کے درمیان میں سے پانی چوستا ہوں (یہ اس نے دوسرے ہاتھ کی انگلی کے اشارہ سے سمجھایا) اور اس کی وجہ یہ ہے کہ میں نے ثویبہ کو اس وقت آزاد کیا جب اس نے مجھے نبی ﷺ کی ولادت کی بشارت دی۔

یاد رہے یہی روایت حضرت علامہ سیوطی نے الحاوی للفتاوی میں حضرت امام شمس الدین ابن جزری سے نقل کی ہے دیکھئے الحاوی للفتاوی جلد اول ص ۱۹۶۔

سیرت حلبیہ

و ثویبۃ ھی جاریۃ عمہ ابی لھب و قد اعتقھا حین

بشرتہ بولادتہ صلی اللہ علیہ وسلم ای فانھا قالت لہ اما شعرت ان اٰمنۃ ولدت ولدا و فی لفظ غلاما لاخیک عبداللہ فقال لھا انت حرۃ! فجوزی بتخفیف العذاب عنہ یوم الاثنین بأن یسقٰی ماء فی جھنم فی تلک اللیلۃ ای لیلۃ الاثنین فی مثل النقرۃ التی بین السبابۃ و الابھام ای ان سبب تخفیف العذاب عنہ یوم الاثنین ما یسقاہ تلک اللیلۃ فی تلک النقرۃ۔

(سیرت حلبیہ مصنفہ علامہ علی بن برہان الدین حلبی (م ۱۰۴۴) جلد اول ص ۱۳۸ طبع بیروت)

ترجمہ: ثویبہ نبی ﷺ کے چچا ابولہب کی لونڈی تھی جو اس نے اس وقت آزاد کر دی جب اس نے اسے نبی علیہ السلام کی ولادت کی خبر سنائی یعنی یہ کہا کہ تمہیں پتہ نہیں کہ آمنہ نے بچہ جنا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ تیرے بھائی عبداللہ کا لڑکا جنا ہے۔ یہ سن کر اس نے ثویبہ سے کہا جاؤ تم آزاد ہو، جس کے بدلہ میں ہر پیر کے روز اسے تخفیف عذاب کی جزا دی گئی یعنی ہر پیر کی رات کو اسے جہنم میں پانی پلایا جاتا ہے انگوٹھے اور شہادت والی انگلی کے درمیان والے حصہ سے یعنی تخفیف عذاب کا مفہوم یہی ہے کہ اسے ہر پیر کی رات کو اس ہاتھ سے پانی پلایا جاتا ہے۔

خلاصہ: حضور ﷺ کی ولادت باسعادت سے پہلے آپ کے والد حضرت عبداللہ وصال کر گئے تھے ثویبہ ان کی لونڈی تھی جو وراثت میں ان کے بھائی ابولہب کو مل گئی

جب سیدہ آمنہ کے افق دامن سے آفتابِ رسالت طلوع ہوا تو ثویبہ نے دوڑ کر ابولہب کو بشارت سنائی، ابولہب کو از حد مسرت ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے میرے مرحوم بھائی کی نشانی پیدا کر دی اور سیدہ آمنہ کے گھر در یتیم پیدا ہو گیا۔ ابولہب نے عالم مسرت و فرحت میں شہادت کی انگلی کو حرکت دیتے ہوئے ثویبہ کو اشارہ کیا کہ جاؤ اس ولادت کی خوشی میں تمہیں آزاد کیا جاتا ہے۔ بعد ازاں چند دن کے لیے حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا نے نبی ﷺ کو دودھ بھی پلایا تو اللہ تعالیٰ نے ابولہب کے لیے اس خوشی کے صدقہ میں ہر پیر کو جہنم میں عذاب کی تخفیف کر دی۔

نتیجہ: ابولہب وہ کافر ہے جس کا نام لے کر قرآن نے اعلان جہنم کیا ہے۔ اللہ نے اسے یہ انعام دیا کہ جہنم میں ہر پیر وار اس کا عذاب کم کر دیا جاتا ہے اور جو انگلی میلادِ رسول یعنی ولادتِ رسول کی خوشی میں متحرک ہوئی تھی پانی کا میٹھا چشمہ بن جاتی ہے اور سارا دن ابولہب کی پورے ہفتہ کی پیاس بجھاتی ہے۔ جب ایک کافر کو میلاد النبی کی خوشی پر مال خرچ کرنے سے (کیونکہ لونڈی آزاد کرنا راہ خدا میں مال خرچ کرنے کا معنیٰ رکھتا ہے) دائمی رحمت خداوندی ملتی ہے تو ان غلامان مصطفیٰ علیہ السلام کا کیا حال ہے جو ایمان کی دولت سے مالا مال ہیں اور صرف ایک بار نہیں ہر سال میلاد النبی کے مبارک دن پر آپ ﷺ کی ولادت کی خوشی میں مال خرچ کرتے غربا میں کھانے بانٹتے جلسے کرتے جلوس نکالتے اور ایسی ہی مبارک کوششوں میں مصروف رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو اپنی رحمت سے کیوں نہیں نوازے گا؟ گویا ہم شیخ سعدی کی زبان میں یہ کہنے پر مجبور ہیں۔ ؎

اے کریمے! کہ از خزانہ غیب
گبر و ترسا وظیفہ خود داری

دوستاں را کجا کنی محروم
تو کہ با دشمناں نظر داری

تخفیفِ عذاب ابی لہب کی حدیث سے محدثین و محققین امت کا عید میلاد النبی کے جواز پر استدلال

① امام القراء علامہ ابن جزری دمشقی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

سند المحدثین حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اپنے رسالہ حسن المقصد فی عمل المولد میں جشن میلاد النبی کے جواز پر دلائل نقل کرتے ہوئے امام القراء امام علم قراءت حضرت علامہ شمس الدین بن الجزری (متوفی ۸۳۳ھ) کی کتاب عرف التعریف بالمولد الشریف (یہ کتاب بھی جشنِ میلاد النبی کے جواز پر لکھی گئی ہے) سے عبارت نقل کرتے ہیں۔ اس عبارت میں امام ابن جزری نے پہلے ابولہب کی تخفیف عذاب والی حدیث نقل کی ہے اور پھر فرمایا ہے:

الحاوی للفتاویٰ

فاذا کان ابولهب الذی نزل القرآن بذمه جوزی فی النار بفرحه ليلة مولد النبی صلی الله علیه وسلم به فما حال المسلم الموحد من امة النبی صلی الله علیه وسلم یسر بمولده و یبذل ما تصل الیه قدرته فی محبته صلی الله علیه وسلم لعمری انما یکون جزاءه من الله الکریم ان یدخله بفضله

جنات النعیم۔

(الحاوی للفتاویٰ جلد اول رسالہ حسن المقصد ص ۱۹۶)

ترجمہ: ابولہب جس کی مذمت میں قرآن نازل ہوا، اگر نبی ﷺ کے میلاد پر خوشی منانے کی وجہ سے اس کا یہ حال ہے تو امتِ محمدیہ میں اس مسلمان کا کیا کہنا ہے جو آپ کے میلاد پر خوشی مناتا اور آپ کی محبت میں اپنی طاقت کے مطابق مال خرچ کرتا ہے مجھے اپنی زندگی کی قسم! اس کا اجر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنے فضل سے نعمتوں والی جنت میں داخل کر دے گا۔

امام ابن جزری رحمۃ اللہ علیہ کے اس ارشاد کو عید میلاد النبی ﷺ کے جواز پر متعدد محققین علماء اسلام نے بطور ثبوت پیش کیا ہے، جن میں اولاً علامہ سیوطی ہیں۔ بعد ازاں مواہب لدنیہ میں حجۃ المحدثین امام قسطلانی شارح بخاری (متوفی ۹۲۳ھ) نے عید میلاد النبی منانے کے جواز پر اسے پیش کیا، دیکھئے المواہب اللدنیہ مع الزرقانی جلد اول ص ۱۳۹ ذکر رضاعہ ﷺ طبع بیروت، پھر شیخ المحققین شیخ الاسلام علامہ یوسف نبہانی مصری متوفی ۱۲ھ نے حجۃ اللہ علی العالمین ص ۲۳۸ پر علامہ ابن جزری کا یہ ارشاد اسی جواز پر پیش کیا۔

فَجَزَاهُمُ اللّٰهُ عَنَّا اَحْسَنَ الْجَزَآء۔

② علامہ حافظ شمس الدین بن ناصر الدین دمشقی کا ارشاد

یاد رہے علامہ شمس الدین قیسی دمشقی (مولود ۷۷۵ھ) متوفی ۸۴۲ھ اپنے دور میں امام حدیث وفقہ تھے امام سیوطی نے انہیں بلاد دمشقیہ کا سب سے بڑا محدث قرار دیا۔ آپ نے جشن میلاد النبی ﷺ منانے کے جواز پر متعدد رسائل لکھے جن میں

سے چند ایک کے نام یہ ہیں، جامع الآثار فی مولد المختار، اللفظ الرائق فی مولد خیر الخلائق اور المورد الصاوی فی مولد الهادی۔ دیکھئے کشف الظنون جلد ۶ ص ۱۹۳ مطبوعہ دار الفکر۔

چنانچہ المورد الصاوی فی مولد الهادی میں آپ نے ابولہب کی تخفیف عذاب والی حدیث نقل کرنے کے بعد اس سے استدلال کرتے ہوئے جو کچھ فرمایا اسے سیوطی الحاوی للفتاویٰ میں یوں نقل کرتے ہیں:

الحاوی للفتاوی

و قال الحافظ شمس الدین بن ناصر الدین الدمشقی فی کتابه مورد الصادی قد صح ان ابا لهب یخفف عنه عذاب النار فی مثل یوم الاثنین لاعتاقه ثویبة سرورا بمیلاد النبی صلی الله علیه وسلم ثم انشد.

اذا كان هٰذا كافر جاء ذمه
و تبت يداه فی الجحيم مخلدا
اتٰی انهٗ فی يوم الاثنين دائما
يخفف عنه للسرور باحمدا
فما الظن بالعبد الذی طول عمره
باحمد مسرورا و مات موحدا

(الحاوی للفتاویٰ جلد اول ص ۱۹۷، رسالہ عمل المولد) (حجۃ اللہ علی العالمین ص ۲۳۸)

ترجمہ: حافظ شمس الدین دمشقی نے مورد الصاوی میں فرمایا یہ صحیح حدیث ہے کہ پیر کے دن ابولہب کا عذاب جہنم کم کر دیا جاتا ہے۔ کیونکہ اس نے میلاد النبی کی خوشی مناتے ہوئے ثویبہ کو آزاد کر دیا اس کے بعد

انہوں نے (تین) شعر کہے جن کا ترجمہ یہ ہے:

۱- جب یہ ابولہب کافر ہے جس کی مذمت قرآن میں یوں آئی ہے کہ تبت یدا الخ اور وہ ہمیشہ جہنم میں رہنے والا ہے۔

۲- حدیث میں آیا ہے کہ ہمیشہ پیر کے روز اس کے عذاب میں کمی ہوتی ہے نبی ﷺ کی خوشی منانے کی وجہ سے۔

۳- تو اس بندے کے متعلق کیا گمان ہے جو ساری زندگی یہ خوشی مناتا رہا اور موحد ہو کر دنیا سے گیا۔

③ قدوۃ المحدثین محقق مطلق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

شیخ محقق کی ذات محتاج تعارف نہیں اپنے بیگانے سب آپ کی جلالت علمی کے معترف ہیں۔ مدارج النبوت میں ذکر ولادت رسول اللہ ﷺ کے دوران ابولہب کے لیے تخفیف عذاب کی حدیث نقل کر کے آگے لکھتے ہیں:

مدارج النبوت

"و دریں جا سند است مر اہل موالید را کہ در شب میلاد آنحضرت ﷺ سرور کنند و بذل اموال نمایند یعنی ابولہب کہ کافر بود و قرآن بمذمت وے نازل شدہ چوں بسرور میلاد آنحضرت و بذل شیر جاریہ وے بجہت آنحضرت جزا دادہ شد تا حال مسلم کہ مملوا ست بمحبت و سرور و بذل مال در وے کند چہ باشد۔"

(مدارج النبوت جلد دوم ص ۱۹ وصل اول کسیکہ آنحضرت را شیر داد، طبع سکھر)

ترجمہ: اس حدیث میں عید میلاد النبی ﷺ منانے والوں کے لیے دلیل موجود ہے کہ جو لوگ شب میلاد میں اظہار خوشی کرتے اور مال خرچ

کرتے ہیں یعنی ابولہب جو کافر ہے اور قرآن اس کی مذمت میں اترا ہے جب وہ میلاد رسول پر خوشی کرے اور آپ ﷺ کو دودھ پلانے کے لیے عورت مقرر کرے تو اللہ اسے اس کی جزا عطا فرماتا ہے تو پھر ایک مسلمان کا حال کیا ہوگا جس کا دل میلاد کی خوشی سے بھرا پڑا ہے اور اس خوشی میں مال خرچ کر رہا ہے۔

④ علامہ ابن حجر ہیتمی کا تلمیحی ارشاد

النعمۃ الکبریٰ

و اول من ارضعته ثويبة مولاة عمه ابى لهب فاعتقها لما بشرته بولادته صلى الله عليه وسلم فخفف الله عنه من عذابه كل ليلة اثنين جزآء لفرحه فيها بمولده صلى الله عليه وسلم الخ

(النعمۃ الکبریٰ)(جواہر البحار، جلد سوم ص ۳۳۵)

ترجمہ: سب سے پہلے آپ کو آپ کے چچا ابولہب کی لونڈی ثویبہ نے دودھ پلایا جسے ابولہب نے اس وقت آزاد کر دیا تھا جب اس نے ابولہب کو آپ ﷺ کی ولادت کی خوش خبری دی تھی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کے میلاد کی خوشی کے صدقے میں ہر پیر کو اس کے عذاب میں کمی کر دی۔

اعلان قرآن ہے کہ کافر کا عذاب کم نہیں ہوتا مگر حضور ﷺ کی خوشی منانے والا کافر اس سے مستثنیٰ ہے

بخاری شریف کے شارحین جن میں سے کچھ حنفی کچھ شافعی ہیں جو ابولہب کے لیے تخفیف عذاب کی بخاری شریف والی حدیث کے تحت یہ سوال اٹھاتے ہیں کہ ابولہب کا عذاب کیوں کم ہوگیا جب کہ اللہ فرماتا ہے:

لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ

(سورۃ بقرہ، آیت ۱۶۲)

ترجمہ: نہ اُن سے عذاب کم کیا جائے گا اور نہ ان کی مدد ہوگی۔

شارحین نے اس کے چند ایک جواب دیے ہیں جن میں سے ایک درج ذیل یہ بھی ہے:

عمدۃ القاری

و اجیب ثانیا علی تقدیر القبول یحتمل ان یکون ما یتعلق بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم مخصوصا من ذالک بدلیل قصۃ ابی طالب حیث خفف عنہ فتقل من الغموات الی الضحضاح۔ (عمدۃ القاری جلد ۲، ص ۹۵)

ترجمہ: اور میں (علامہ عینی حنفی رحمۃ اللہ علیہ) دوسرا یہ جواب دیتا ہوں کہ علیٰ تقدیر القبول یہ احتمال ہے کہ نبی ﷺ سے تعلق رکھنے والا عمل (یعنی آپ کی خوشی منانا) اس سے مستثنیٰ ہے جیسا کہ ابوطالب کا قصہ ہے کہ اس کا عذاب کم ہو کر آگ میں غرقابی سے تھوڑی سی آگ میں تبدیل ہوگیا۔

فتح الباری

و ثانیا علی تقدیر القبول فیحتمل ان یکون ما یتعلق بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم مخصوصا من ذالک بدلیل قصۃ ابی طالب کما تقدم انہ خفف عنہ فنقل من الغمرات الی الضحضاح۔

(فتح الباری، علامہ شہاب الدین عسقلانی شافعی، جلد ۹، ص ۱۱۹)

ترجمہ: اور دوسری بات یہ ہے کہ علیٰ تقدیر القبول یہ احتمال ہے کہ نبی کریم ﷺ سے تعلق رکھنے والا کام اس لیے مخصوص ہے اس کی دلیل ابوطالب کا قصہ ہے جیسا کہ پیچھے گذرا کہ اس کا عذاب کم کر دیا گیا پہلے وہ آگ کے سمندر میں غرق تھا پھر اسے اس سمندر کے تھوڑے پانی والی جگہ منتقل کر دیا گیا۔

مذکورہ حوالہ جات سے یہ امور ثابت ہوئے

۱- ابولہب نے حضور ﷺ کے میلاد کی خوشی میں ایک انگلی کو حرکت دیتے ہوئے لونڈی آزاد کی، اللہ تعالیٰ نے وہ انگلی جہنم میں بھی ٹھنڈے پانی کا اُبلتا ہوا چشمہ بنا دی، تو جو مسلمان میلادالنبی کی خوشی میں سارا دن اپنے تمام جسم کو حرکت میں رکھے جلوسوں میں شرکت کرے جلسوں میں جائے یقیناً یہ مبارک عمل اس کے سارے بدن کے لیے باعث رحمت ثابت ہوگا۔

۲- ابولہب نے حضور ﷺ کی ولادت کی خوشی بحیثیت رسول اور پیغمبر نہیں منائی یعنی یہ خوشی نہیں منائی کہ آج اللہ کے رسول اور حبیب خدا ﷺ پیدا ہوا

ہوئے ہیں بلکہ صرف یہ کہ میرا یتیم بھتیجا پیدا ہوا ہے لہٰذا جو مسلم عید میلاد النبی ﷺ پر یہ خوشی مناتے ہیں کہ آج سید الانبیاء حبیب کبریا محبوب خدا مالک ہر دوسرا، ہادی سُبل، مولائے کل ختم الرسل سرورِ سرداراں مالک دو جہاں سید انس و جان سجدہ گاہِ قدسیاں سببِ تخلیق کائنات فخر موجودات رسول معظم شافع اعظم فخر آدم و بنی آدم سرکار مدینہ سرور قلب و سینہ جناب احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا یوم ولادت ہے اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں پر نعمتوں کے دریا کیوں نہیں بہائے گا اور جنت کا مالک کیوں نہیں بنائے گا۔ ان شاء اللہ ضرور بنائے گا۔

۳۔ اللہ تعالیٰ ہر پیر کو میلاد النبی ﷺ کی خوشی کے صدقے ابولہب کا عذاب کم کر دیتا ہے۔ یہ قدرت کا اعلان ہے کہ اے ابولہب! تو نے تو صرف ایک بار ہمارے حبیب ﷺ کی خوشی منائی، ہم ہر پیر کو اپنے حبیب ﷺ کی ولادت کی خوشی مناتے ہیں، اس میں یہ نصیحت بھی ہے کہ اللہ فرماتا ہے اے مسلمانو! ہم تو اپنے حبیب ﷺ کی ولادت کی خوشی ہر پیر کو مناتے ہیں کیونکہ پیر آپ کی ولادت کے دن ہے۔ تمہیں بھی چاہئے کہ ہمارے حبیب ﷺ کے ولادت کی دن خوشی ہر ہفتہ کرو نہیں تو کم از کم سال میں ایک مرتبہ بارہ ربیع الاول میں ہی کرو۔ بے رخی اور انکار کی بات تو نہ کرو۔

حدیث دوم

آپ کے یوم میلاد پر خوشی کرنے کا حکم نبی علیہ السلام نے خُود دیا ہے

مسلم شریف

عن ابی قتادۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سُئل عن صوم الاثنین فقال فیہ وُلدتُ و فیہ أنزل علیّ۔

(مسلم شریف جلد اول ص ۳۶۸، کتاب الصوم باب صوم التطوع طبع نور محمد دہلی) (مشکوٰۃ شریف باب صیام التطوع ص ۱۷۹ طبع نور محمد کراچی)

ترجمہ: ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ سے پیر کے روزہ کے بارے میں سوال کیا گیا آپ نے فرمایا اسی دن میں پیدا ہوا اور اسی دن مجھ پر نزول قرآن ہوا۔

کنز العمال بحوالہ ابن عساکر

عن مکحول ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لبلال لا تغادر صیام یوم الاثنین فانی ولدت یوم الاثنین و اوحی الی یوم الاثنین و هاجرت یوم الاثنین و اموت یوم الاثنین۔

(کنز العمال جلد ۸ حرف الصاد کتاب الصوم ۶۵۱ طبع جلد)

ترجمہ: مکحول سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت بلال سے فرمایا: پیر کا روزہ نہ چھوڑنا۔ میں پیدا ہوا تو پیر کے دن۔ مجھ پر وحی آئی تو

پیر کے دن۔ میں نے ہجرت کی تو پیر کے دن اور دنیا سے وصال کروں گا تو پیر کے دن۔

وضاحت:

علاوہ ازیں کتب حدیث میں بکثرت آیا ہے کہ نبی ﷺ پیر کے دن روزہ رکھا کرتے تھے۔ اسی لیے تو حدیث مسلم میں ہے کہ آپ سے پیر کے روزہ کے بارے میں سوال ہوا یعنی یہ کہ آپ اس دن روزہ کیوں رکھتے ہیں آپ نے فرمایا میں اس دن پیدا ہوا ہوں اور حدیث کنز العمال میں صاف آگیا کہ آپ نے اس دن نہ صرف یہ کہ خود روزہ رکھا بلکہ صحابہ کو بھی یہ روزہ ہمیشہ رکھنے کی ترغیب دی۔

یہ امر بھی قابل نوٹ ہے کہ پیر کے دن کے فضائل بیان کرتے ہوئے ہر جگہ نبی ﷺ نے سب سے مقدم اپنی ولادت کا تذکرہ کیا ہے اور نزول قرآن وغیرہ امور بعد میں ذکر کیے ہیں، گویا آپ کی ولادت باسعادت خود آپ کے نزدیک دنیا کے لیے اتنی بڑی نعمت ہے کہ نزول قرآن وغیرہ نعمتیں اس سے کم درجہ رکھتی ہیں۔

نتیجہ:

آقائے دو جہان ﷺ کا دنیا میں ظہور پرنور تمام مخلوق کے لیے ایک بہت بڑی نعمت ہے اور نعمت کا شکریہ ادا کرنا چاہیے۔ اس لیے نبی علیہ السلام نے فرمایا اے مسلمانو! میری ولادت جیسی نعمت کا ہر پیر کو جو میرا یوم میلاد ہے روزہ رکھ کر شکریہ ادا کیا کرو۔ یعنی میری ولادت کی خوشی ہر پیر کے روز ہمیشہ کے لیے تاقیامت مناتے رہو۔ تم اس نعمت کا شکریہ تاقیامت بھی ادا کرو تو نہ کر سکو گے۔ لہٰذا اہل اسلام پیر کے دن روزہ رکھتے ہیں۔ پاکستان میں بھی ایسے عاشق لوگ ہیں مگر کم جب کہ بلاد عرب میں پیر کا روزہ عام معمول ہے اور امت مسلمہ مذکورہ حکم رسول پر عمل پیرا ہے۔

روزہ ایک عبادت ہے اور غرباء واحباب میں کھانا تقسیم کرنا محفل صلوٰۃ وسلام منعقد کرنا اور سیرت طیبہ اور ذکر ولادتِ مبارکہ کا جلسہ کرنا بھی عبادات ہیں اور نبی علیہ السلام نے ہمیں یوم میلاد پر عبادت کا حکم دیا ہے، تو عبادتوں کی اگرچہ صورتیں مختلف ہیں مگر مقصد ایک ہے اور وہ ہے شکرانہ نعمت، خواہ روزہ کی شکل میں ہو یا کھانا کھلانے کی شکل میں یا کسی اور بہتر صورت میں، الغرض ان سب افعال حسنہ کا یوم میلاد پر بجالانا عند الشرع محبوب ٹھہرا۔

مذکورہ حدیث کے تحت محققین علماء اسلام کے جوازِ جشنِ میلاد پر تلمیحی اور تصریحی ارشادات

① حضرت ملا علی اور علامہ طیبی کا ارشاد

مرقات شرح مشکوٰۃ

فوقت یکون منشاء للنعم الدنیویة و الاخرویة حقیق بان یوجد فیه الطاعة الظاهرية و الباطنية فیجب شکرہ تعالیٰ علیّ و القیام بالصیام لدیّ لما اولی من تمام النعمة الیّ.

و قال الطیبی اختیارا للاحتمال الثانی ای فیه وجود نبیکم و فیه انزل کتابکم و ثبوت نبوته فای یوم اولی بالصوم منه.

(مرقات شرح مشکوٰۃ جلد ۴ ص ۲۱۱ طبع ملتان)

ترجمہ: تو ایسا وقت جو دنیوی اور اخروی نعمتوں کا مصدر ہو اس لائق ہے کہ اس میں ہر طرح کی ظاہری اور باطنی عبادتیں کی جائیں لہٰذا حضور ﷺ فرما رہے ہیں کہ پیر کے دن مجھ پر شکر ذات خداوندی کے طور پر روزہ رکھنا ضروری ہے کیونکہ اس دن مجھ پر نعمت کی گئی۔

علامہ طیبی دوسرا معنیٰ اختیار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اے مسلمانو! پیر کے روز تمہارا رسول تشریف لایا اور اسی دن تمہاری راہنما کتاب نازل ہوئی اور تمہارے رسول کو تاج رسالت پہنایا گیا تو اس دن سے زیادہ کون سا دن روزہ کا حق رکھتا ہے۔ ۱۲

صاحب مرقات اور علامہ طیبی کا یہ ارشاد علامہ شبیر احمد عثمانی دیوبندی نے فتح الملہم شرح مسلم جلد ۳ ص ۱۸۵/ پر اس حدیث کے تحت نقل کیا ہے اور اسی مفہوم کو شیخ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اشعۃ اللمعات جلد ۲ ص ۱۰۸/ اپنے الفاظ میں پیش کیا ہے بخوف طوالت ہم عبارت لکھنے سے گریز کر رہے ہیں۔

اس ارشاد کا خلاصہ

ملا علی قاری علامہ طیبی شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ شبیر احمد دیوبندی کے مذکورہ اقوال کا خلاصہ یہ ہوا کہ پیر کا دن اللہ کی طرف سے سب سے بڑی نعمت (یعنی میلاد النبی اور نزول قرآن کا دن ہے اس نعمت میں ہر طرح کی دینی دنیاوی نعمتیں داخل ہیں لہٰذا مسلمانوں کو چاہئے کہ اس میں ہر طرح کی ظاہری اور باطنی عبادت کریں تو ظاہری باطنی عبادتوں میں محفل ذکر مصطفیٰ علیہ السلام کا انعقاد بھی شامل ہے مسلمانوں میں کھانے تقسیم کرنا بھی ہے اور دیگر وہ افعال محمودہ بھی ہیں جو جشن میلاد

النبی ﷺ پر کیے جاتے ہیں۔

② امام ابو عبداللہ المعروف بابن الحاج رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

امام ابن حاج نے میلاد شریف کے موضوع پر المدخل کے نام سے مستقل کتاب لکھی ہے جس میں جہاں میلاد النبی منانے کی عظمت بیان کی ہے وہاں اس مبارک عمل میں بعض جہلاء کی طرف سے کی جانے والی منکرات کا رد بھی کیا ہے۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ میلاد میں المدخل کے اقتباسات پیش کر کے جوازِ عید میلاد پر استدلال کیا ہے ہم بھی علامہ سیوطی کے حوالہ سے ایک اقتباس پیش کرتے ہیں جو زیر بحث حدیث کی تشریح سے تعلق رکھتا ہے۔

الحاوی للفتاویٰ

اشار علیه السلام الی فضیلة هٰذا الشهر العظیم بقوله للسائل الذی سئله عن صوم یوم الاثنین ذالك یوم ولدت فیه فتشریف هٰذا الیوم متضمن لتشریف هذا الشهر الذی ولد فیه فینبغی ان نحترمه حق الاحترام... فعلی هذا فتعظیم هٰذا الشهر الشریف انما یکون بزیادة الاعمال الزاکیات فیه و الصدقات الی غیر ذالك من القربات فمن عجز عن ذالك فاقل احواله ان یجتنب ما یحرم علیه و یکره له تعظیماً لهٰذا الشهر الشریف و ان کان ذالك مطلوباً فی غیره الا انه فی هٰذا الشهر

اکثر تحریمًا کما یتأکد فی شهر رمضان و فی الاشهر
الحرم۔ (الحاوی للفتاوی جلد اول ص ۱۹۴)

ترجمہ: نبی ﷺ نے اس باعظمت ماہ ربیع الاول کی فضیلت یوں بیان فرمائی کہ ایک سائل جو پیر کے روزہ کے متعلق پوچھ رہا تھا سے فرمایا یہ وہ دن ہے جس میں میری ولادت ہوئی تو پیروار کے معظم ہونے سے ربیع الاول کی عظمت بھی ثابت ہوگئی کیونکہ اس میں آپ پیدا ہوئے ہیں تو اس کا صحیح احترام کرنا چاہئے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ اس ماہ میں انسان کو پاکیزہ بنانے والے اعمال اور صدقات وغیرہ کرنے چاہئیں نہیں تو کم از کم حرام اور مکروہ کاموں سے بچا جائے۔ اگرچہ ان چیزوں کا خیال دوسرے مہینوں میں بھی کرنا چاہیے۔ مگر ماہِ رمضان کی طرح اس ماہ میں بھی حرام مزید حرام ہو جاتا ہے۔

اس ارشاد کا خلاصہ

معلوم ہوا ماہ ربیع الاول پورے کا پورا اس لائق ہے کہ اہل ایمان اس میں کثرت سے اعمال صالحہ اور صدقات و خیرات کریں۔ مال خرچ کریں۔ چنانچہ اہل سنت و جماعت کا اس پر عمل ہے جیسا کہ پاکستان میں اکثر جگہ یکم ربیع الاول سے لے کر بارہ ربیع الاول تک روزانہ جلسہ میلاد منعقد کرنے کا طریقہ جاری ہو چکا ہے۔ لوگ بڑھ چڑھ کر راہ خدا میں مال خرچ کرتے ہیں اور یہ سب کچھ اس لیے کیا جاتا ہے کہ پیر کے دن کی طرح اس ماہ کو نبی ﷺ کے میلاد سے تعلق ہے۔

(۴) وحید العصر فرید الوقت حضرت علامہ محمد بن علوی مالکی استاذ مسجد الحرام مکہ مکرمہ کا ارشاد

آپ کی ذات محتاج تعارف نہیں عرب و عجم میں آپ کا حلقہ اثر ہے سیرت النبی اور حقانیت اسلام پر آپ کی عربی تصانیف کا ہر طرف چرچہ ہے اور عرصہ سے بیت اللہ شریف میں معروف خدمتِ دین ہیں۔ آپ نے بھی عید میلاد النبی ﷺ منانے کے جواز پر ایک مستقل رسالہ لکھا ہے اسی زیر بحث حدیث میں سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

حول الاحتفال بالمولد النبوی

الثانی انه صلی الله علیه وسلم کان یعظم یوم مولده و یشکر الله تعالی فیه علی نعمته الکبرٰی علیه و تفضله علیه بالوجود لهٰذا الوجود ان سعد به کل موجود و کان یعبر عن ذلك التعظیم بالصیام کما جاء فی الحدیث عن ابی قتادة ان رسول الله صلی الله علیه وسلم سئل عن صوم یوم الاثنین؟ فقال فیه ولدت و فیه انزل علی رواه الامام مسلم فی الصحیح فی کتاب الصوم و هٰذا فی معنی الاحتفال به الا ان الصورة مختلفة و لکن المعنی موجود سواء کان ذالك بصیام او اطعام طعامٍ او اجتماع علی ذکر او صلوة علی النبی صلی الله علیه

وسلم او سماع شمائله الشريفة۔ (حول الاحتفال بالمولد النبوی ص ۷)

ترجمہ: دوسری بات یہ ہے کہ نبی ﷺ اپنے یوم میلاد کو عظمت والا دن قرار دیتے تھے اور اس بات پر اللہ کا شکر ادا کرتے تھے کہ اس نے دنیا میں آنے کی نعمت عطا فرمائی کہ جس سے تمام موجودات کو سعادت حاصل ہوگئی اور یہ عظمت روزے کی شکل میں قائم فرماتے تھے جیسا کہ حدیث ابی قتادہ رضی اللہ عنہ میں ہے کہ نبی ﷺ سے پیر کے روزہ کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا اس میں پیدا ہوا ہوں اور اس میں مجھ پر قرآن اتارا گیا۔ صحیح مسلم کتاب الصوم۔ گویا آپ اس دن میلاد کی خوشی کر رہے ہیں اور خوشی کرنے کا مفہوم جیسے روزے میں موجود ہے کھانا کھلانے محفل ذکر اور محفل درود و سلام قائم کرنے اور آپ کی صفات حمیدہ سننے میں بھی موجود ہے اگرچہ صورت مختلف ہے۔ مگر مقصد ایک ہے۔

مذکورہ حوالہ جات سے یہ امور ثابت ہوئے

۱- نبی ﷺ نے اپنی ولادت کی خوشی منانے کا حکم دیا اور اس کے لیے اپنے یوم میلاد کو مقرر فرمایا ہے۔ معلوم ہوا میلاد النبی ﷺ کی خوشی کرنا بھی صحیح ہے اور اس کے لیے دن مقرر کرنا خصوصاً میلاد النبی ﷺ والا دن مقرر کرنا بھی سنت رسول ہے جو اہل سنت کے حصہ میں آئی ہے۔

۲- بلکہ میلاد النبی کا سارا مہینہ ہی اس لائق ہے کہ اس میں مسلمان صدقات و

خیرات اور اعمال حسنہ کرتے ہیں تاکہ زیادہ سے زیادہ قرب خداوندی کے مستحق ٹھہریں۔

۳- یہ وہ امور ہیں جو علماء اسلام میں سے معتبر و مستند محدثین وفقہاء نے امت مسلمہ کے لیے مستحسن قرار دیے ہیں۔

حدیث سوم

انبیاء کی یاد میں سالانہ یوم مسرت منانا سنت رسول کریم ﷺ ہے

یہ امر کسی سے مخفی نہیں کہ یہودی یوم عاشورا یعنی دس محرم کو بطور عید مناتے ہیں اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے اس دن قوم بنی اسرائیل کو حضرت موسیٰ کے ہاتھوں فرعون سے نجات عطا فرمائی۔ گویا اس دن اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ اور آپ کی قوم پر بہت بڑا انعام فرمایا۔ اس لیے یہ دن آپ کی طرف منسوب ہوگیا یہود اس دن آپ کی خوشی مناتے تھے اور مناتے ہیں اور اس خوشی کے ان۔ کے ہاں تین مظاہر ہوتے ہیں اپنی عورتوں اور بچوں کو اچھے کپڑے اور زیورات پہناتے ہیں دیکھئے مسلم شریف جلد اول ص ۳۵۹ اس دن کو "یوم عید" سے تعبیر کرتے ہیں۔ دیکھئے مسلم شریف حوالہ مذکورہ اور بخاری شریف جلد ا ص ۲۶۸۔ جب کہ ان میں سے بزرگ اور متقی لوگ اس دن روزہ رکھتے ہیں (عامہ کتب حدیث) روزہ شکرانہ نعمت کا روزہ ہوتا ہے اور یہ بھی اظہار مسرت کا ایک طریقہ سمجھا جاتا ہے۔

نبی ﷺ جب مدینہ طیبہ تشریف لائے اور یہود کا یہ طرز عمل دیکھا تو اسے اچھا جانا اور مسلمانوں کو بھی عاشورا کے دن صوموه انتم ايضاً للموافقة انهی تین امور کا حکم ارشاد فرمایا یعنی (۱) مسلمانوں کو اس دن روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ (۲) حکم دیا

کہ اس دن گھر والوں اور بچوں کو خوش کریں، کھانے پینے کے لیے زیادہ خرچہ دیں تاکہ گھروں میں اچھے کھانے پکیں۔ دوستوں کی دعوت کی جائے اور خوشی عام ہو۔

(۳) اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ یہ دن حضرت موسیٰ کی عید ہے جو میری امت کو زیادہ سے زیادہ منانی چاہیے۔ ذیل میں ہم اس کے حوالہ جات پیش کرتے ہیں اور پھر اس بحث سے نتیجہ اخذ کر کے بات کو سمیٹتے ہیں۔

نبی علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خوشی اور یاد میں عاشورا کا روزہ رکھواتے تھے

بخاری شریف

عن ابن عباس قال قدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم المدینۃ فرأی الیہود تصوم یوم عاشوراء فقال ما ھذا؟ قالوا ھذا یوم صالح نجی اللہ بنی اسرائیل من عدوھم فصامہ موسی فقال فأنا احق بموسی منکم فصامہ و امر بصیامہ عن ابی موسی قال کان یوم عاشوراء تعدہ الیہود عیدًا قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم فصوموہ وانتم۔

ترجمہ: ابن عباس سے روایت ہے کہتے ہیں نبی ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے تو یہود کو عاشورہ کے دن روزہ رکھتے پایا، فرمایا یہ کیا ہے؟ کہنے لگے یہ ایک اچھا دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو ان کے دشمن سے نجات دی حضرت موسیٰ نے اس دن روزہ رکھا نبی علیہ السلام

نے فرمایا ہم موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تم سے زیادہ حق رکھتے ہیں۔ چنانچہ آپ نے روزہ رکھا اور اس کا حکم بھی دیا۔

مسلم شریف

عن ابی موسی قال کان یوم عاشوراء یومًا یعظمہ الیہود تتخذہ عیدًا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صوموہ انتم۔ (علی الحاشیۃ من السندی)

قولہ یعظمہ الیہود تتخذہ عیدًا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صوموہ انتم ای قال للصحابۃ۔

(مسلم شریف جلد اول کتاب الصوم باب صوم عاشوراء ص ۳۵۹ طبع نور محمد)

ترجمہ: حضرت ابی موسیٰ سے روایت ہے کہ یہود عاشورا کی تعظیم کرتے اور اسے عید کی طرح مناتے تھے نبی ﷺ نے فرمایا تم بھی اس دن روزہ رکھو۔ حاشیہ سندی میں ہے قولہ: یہود عاشوراء کو عید مناتے تھے تو اس پر نبی ﷺ کے فرمان تم روزہ رکھو کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے صحابہ سے فرمایا تم بھی روزہ رکھ کر یہود کی موافقت کرو (عید مناؤ)

بلکہ بیہقی شریف جلد ۴، ص ۲۸۶ میں مرفوع حدیث ہے کہ عاشورا کے روزہ سے پورے سال کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

عاشوراء میں نبی علیہ السلام شیرخوار بچوں کو اپنا لعاب دھن دیا کرتے تھے

بلوغ الامانی شرح مسند احمد بن حنبل

عن علیك عن امہا قالت لأمۃ اللہ بنت رزینۃ یا

امۃ اللہ حدثتک امک انہا سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یذکر صوم عاشوراء؟ قالت نعم و کان یعظمہ حتی یدعو برضعائہ و رضعاء ابنتہ فاطمۃ فیتفل فی افواھھن و یقول للأمھات لا ترضعوھن الی اللیل و کان ریقہ یجزئھم۔

(بلوغ الامانی شرح مسند احمد بن حنبل جلد ۱۰ ص ۱۹۰ طبع مصر)

ترجمہ: علیکہ سے روایت ہے کہ ان کی والدہ نے امت اللہ بنت رزینہ سے کہا اے امت اللہ! کیا تمہیں تمہاری ماں نے بتلایا ہے کہ انہوں نے نبی علیہ السلام کو عاشوراء کے دن روزہ رکھنے کے بارہ میں بیان کرتے ہوئے سنا تھا کہنے لگی ہاں اور نبی علیہ السلام اس عاشوراء کو معظم جانتے اور اپنے گھر کے شیر خوار بچوں اور اپنی بیٹی فاطمہ کے شیر خوار بچوں کو بلوا کر ان کے منہ میں اپنا لعاب ڈال دیتے اور ان کی ماؤں سے فرماتے رات تک انہیں دودھ نہ پلانا آپ کا لعاب انہیں رات تک کافی ہوتا تھا۔

یاد رہے یہ حدیث صاحب بلوغ الامانی علامہ عبدالرحمٰن البناء نے مسند ابو یعلیٰ، طبرانی صغیر اور طبرانی کبیر کے حوالہ سے نقل کی ہے۔

نبی علیہ السلام یوم عاشوراء کو اہل خانہ کے لیے وسیع خرچہ کرنے کا حکم دیا کرتے تھے

بلوغ الامانی

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم قال من اوسع علی عیالہ فی یوم عاشوراء اوسع اللہ علیہ سائر سنتہ (حق) و اخراج ابن عبد البر عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما انہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من وسع علی نفسہ و اھلہ یوم عاشوراء وسع اللہ علیہ سائر سنتہ قال جابرؓ فجربناہُ فوجدناہ کذلک۔ (بلوغ الامانی شرح مسند امام احمد بن حنبل جلد ۱۰ ص ۱۹۰)

ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا جس شخص نے عاشوراء کے دن اپنے گھر والوں کو کھلا خرچہ دیا اللہ تعالیٰ اسے سارا سال رزق کی فراخی عطا فرمائے گا۔ (بیہقی شریف)

ابن عبدالبر نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ فرماتے ہیں میں نے سنا نبی ﷺ فرما رہے تھے جو شخص عاشوراء کے دن خود پر اور اپنے عیال پر زیادہ خرچہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے سارا سال وسیع رزق عطا فرماتا ہے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم نے تجربہ کیا تو ایسے ہی ثابت ہوا۔

وضاحت:

نبی ﷺ نے جب یہ دیکھا کہ کچھ یہود عاشوراء کو روزہ رکھتے ہیں تو آپ نے مسلمانوں کو بھی روزہ رکھنے کا حکم ارشاد فرمایا اور جب یہ دیکھا کہ یہود اس دن یوں بھی اظہار مسرت کرتے ہیں کہ ان کی عورتیں اچھے زیوارات پہنتی ہیں اور بچے اچھے اچھے کپڑے پہنتے ہیں تو آپ نے حکم فرمایا کہ مسلمانوں کو بھی چاہئے کہ اس دن گھر والوں کو

خرچہ زیادہ دیں تاکہ وہ بھی آج کے دن اچھے اچھے کھانے پکائیں اور یہ بھی حکم فرمایا کہ مسلمان اس دن اپنی ذات پر بھی زیادہ خرچ کریں (من وسع علی نفسہ) یعنی اچھا لباس پہنیں اور زیادہ خرچ کر کے اظہار مسرت کریں۔ گویا آپ چاہتے تھے کہ جس طرح یہود کے گھروں میں آج خوشی ہے مسلمانوں کے گھروں میں بھی ویسی ہی خوشی ہو کیونکہ موسیٰ علیہ السلام کی خوشی منانا مسلمانوں کا زیادہ حق ہے جیسا کہ آپ نے فرمایا:

نحن احق و اولی بموسٰی منکم۔ (مسلم)

نتیجہ:

نبی ﷺ نے ہمیں یہ راستہ بتلا دیا ہے کہ مخصوص دن کے ساتھ سالانہ طور پر انبیاء کی یاد منانا اور اس دن کو یوم عید نبی کہنا اور اس دن اظہار مسرت و خوشی کرنا جائز ہے۔ جب دیگر انبیاء کے لیے یہ امر سنت رسول ہے تو خود سرور انبیاء ﷺ کی یاد کے لیے ایک دن مثلاً بارہ ربیع الاول جو یوم میلادِ رسول بھی ہے مخصوص کرنا اسے سالانہ طور پر منانا اسے یوم عید کہنا اور اس دن اظہار مسرت کرنا کیوں جائز نہیں۔

مذکورہ احادیث سے جواز عید میلاد پر مستند ترین علماءِ اسلام کا استدلال

① سند المحدثین زبدۃ المحققین علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات سے کون صاحب علم واقف نہیں۔ آپ کی ثقاہت، جلالتِ علم، فن حدیث اور اسماء رجال میں آپ کا مقامِ امامت سب کے ہاں مسلم ہے۔ بلکہ بلاشک وشبہ آپ اسلام کی بہت بڑی شخصیت ہیں۔ آپ نے عید میلاد النبی ﷺ منانے کے جواز پر بڑی تفصیل سے کلام کیا ہے اس موضوع پر آپ کا رسالہ النعمۃ الکبریٰ بہت مشہور ہے اور علامہ جلال الدین سیوطی نے الحاوی للفتاویٰ

میں، سیوطی کے ارشد تلامذہ صاحب سیرت شامی نے، سیرت شامیہ میں علامہ یوسف نبہانی نے حجۃ اللہ علی العالمین میں اور دیگر علماء نے اپنی کتب میں عید میلاد النبی کے جواز پر، علامہ ابن حجر مکی کا درج ذیل ارشاد نقل کیا ہے، جس میں آپ زیر بحث حدیث سے استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

الحاوی للفتاویٰ وغیرہ

و قد ظهر لى تخريجها على اصل ثابت و هو ما ثبت فى الصحيحين من ان النبى صلى الله عليه وسلم قدم المدينة فوجد اليهود يصومون يوم عاشورآء فسألهم فقالوا هو يوم اغرق الله فيه فرعون و نجى موسٰى فنحن نصومه شكرا لله تعالىٰ فيستفاد منه فعل الشكر لله على ما من به فى يوم معين من اسداء نعمة او دفع نقمة و يعاد ذلك فى نظير ذالك اليوم من كل سنة و الشكر لله يحصل بانواع العبادة كالسجود و الصيام و الصدقة و التلاوة و اى نعمة اعظم من النعمة ببروز هٰذا النبى نبى الرحمة فى ذٰلك اليوم. و على هٰذا فينبغى ان يتحرى اليوم بعينه حتٰى يطابق قصة موسٰى فى يوم عاشوراء۔

(الحاوی للفتاویٰ جلد اول ص ۱۹۶) (تصحیح المسائل علامہ شاہ فضل الرسول بحوالہ سیرت شامیہ ص ۲۵۹) (حجۃ اللہ علی العالمین ص ۲۳۷)

ترجمہ: مجھ پر ظاہر ہوا ہے کہ جشن میلاد کو شرع میں ثابت شدہ ایک اصول

پر جائز قرار دیا جاسکتا ہے۔ بخاری شریف میں ہے کہ نبی ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے تو یہود کو عاشوراء کا روزہ رکھتے ہوئے پایا آپ نے اس کی وجہ پوچھی تو یہود نے کہا اس دن اللہ نے فرعون کو غرق کر کے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نجات عطا فرمائی تھی ہم اس نعمت کے شکرانہ میں روزہ رکھتے ہیں۔ معلوم ہوا جب کوئی نعمت ملے یا مصیبت ٹلے تو اس کا شکرانہ ادا کرنے کے لیے دن مقرر کرنا جائز ہے۔ تاکہ ہر سال اس دن کے آنے پر شکرانہ ادا کیا جائے۔ اور اللہ کا شکر مختلف انواع عبادت سے ادا کیا جاسکتا ہے جیسے سجدہ، روزہ، صدقہ اور تلاوت قرآن وغیرہ ہے۔ اور بارہ ربیع الاول میں نبی رحمت علیہ الصلوۃ والسلام کی ولادت سے بڑھ کر کونسی نعمت ہو سکتی ہے، تو چاہیے کہ موسیٰ علیہ السلام کے لیے عاشورہ کے تقرر کی طرح نبی علیہ السلام کی خوشی کے لیے ایک دن مقرر کیا جائے تاکہ عاشوراء کے ساتھ پوری مطابقت ہو جائے۔

⑵ علامہ زماں محمد بن علوی مالکی حسینی استاذ مسجد الحرام کا ارشاد

الاحتفال بالمولد النبوی

الرابع ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یلاحظ ارتباط الزمان بالحوادث الدینیة العظمی التی مضت وانقضت، فاذاجآء الزمان الذی وقعت فیہ کان فرصة لذکرھا وتعظیم یومھا لاجلھا ولانہ ظرف لھا وقد اصّل صلی اللہ علیہ وسلم ھذہ القاعدة بنفسہ کما صرح فی الحدیث بانہ صلی اللہ

علیہ وسلم لما وصل الی المدینة وارأی یصومون یوم اشورآء فسال عن ذلك فقیل لہ انھم یصومون لان اللہ نجی نبیھم واغرق عدوھم فھم یصومون شکرا اللہ علیٰ ھذہ النعمة فقال صلی اللہ علیہ وسلم نحن اولیٰ بموسیٰ منکم فصامہ وامر بصیامہ۔

ترجمہ: چوتھی بات یہ ہے کہ نبی ﷺ ماضی میں گذشتہ بڑے دینی واقعات کو ان کی تاریخ وقوع کے مطابق ان کا تذکرہ کیا جانا پسند کرتے تھے۔ تاکہ اس تاریخ وقوع کے آنے پر مسلمانوں کو ان واقعات کی یاد تازہ کرنے اور ان کی تعظیم بجالانے کا موقع مل جائے، کیونکہ وہ تاریخ ان واقعات کا ظرف ہے۔

نبی ﷺ نے یہ قاعدہ اور ضابطہ بذات خود وضع فرمایا جیسا کہ حدیث میں صراحت ہے کہ نبی ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے تو یہود کو عاشوراء کے دن روزہ رکھتے ہوئے دیکھا پوچھنے پر بتلایا گیا کہ وہ اس لیے روزہ رکھ رہے ہیں کہ اس دن اللہ نے ان کے نبی موسیٰ علیہ السلام کو نجات دی اور ان کے دشمن فرعون کو غرق کر دیا تو وہ اس نعمت کا شکریہ ادا کرنے کے لیے روزہ رکھتے ہیں، نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا! ہم موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تم سے زیادہ حق رکھتے ہیں۔ تب اپنے اس دن روزہ رکھا اور صحابہ کو بھی روزہ رکھنے کا حکم ارشاد فرمایا۔

حدیث چہارم

نبی علیہ السلام نے اعلان نبوت کے بعد جانور ذبح کر کے اپنا عقیقہ کیا یعنی اپنی ولادت کی خوشی منائی کہ مجھے رحمۃ للعالمین بنا کر پیدا کیا گیا

بیہقی شریف

اخبرنا ابو الحسن بن الحسین بن داود العوی رحمه الله انبانا حاجب بن احمد بن سفیان الطوسی ثنا محمد بن حماد الابیور دی ثنا عبدالرزاق انبانا عبدالله بن محرر عن قتادة عن انس رضی الله عنه ان النبی صلی الله علیه وسلم عق عن نفسه بعد النبوة۔

(بیہقی شریف جلد ۳ صفحہ ۳۰۰ مطبوعہ حیدرآباد دکن (کتاب الضحایا)

ترجمہ: ہمیں ابوالحسن بن حسین بن داؤد علوی رحمۃ اللہ علیہ نے خبر دی۔ وہ کہتے ہیں ہمیں صاحب بن احمد بن سفیان نے خبر دی۔ کہتے ہیں ہمیں محمد بن حماد بیوردی نے انہیں عبدالرزاق نے اور انہیں قتادہ رضی اللہ عنہ نے حضرت انس سے روایت بتلائی کہ نبی ﷺ نے اعلان نبوت کے بعد اپنا عقیقہ دیا۔

زادالمعاد

وذکر ابن ایمن من حدیث انس رضی الله عنه ان النبی صلی الله علیه وسلم عق عن نفسه بعد ان

جاءته النبوة۔ وهذا الحدیث قال ابو داؤد فی مسائله سمعت احمد حدثهم بحدیث الهیثم بن جمیل عن عبدالله المثنی عن ثمامة عن انس ان النبی صلی الله علیه وسلم عق عن نفسه۔

(زاد المعاد فی ہدی خیر العباد علامہ ابن قیم جلد نمبر ۳، صفحہ نمبر ۱۳۷ بر حاشیہ زرقانی مطبوعہ بیروت)

ترجمہ: ابن ایمن نے حدیث انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی ﷺ نے اپنی نبوت آنے کے بعد اپنا عقیقہ دیا، یہ حدیث یوں بھی ہے کہ ابو داؤد اپنے مسائل میں کہتے ہیں کہ میں نے احمد سے سنا وہ ہیثم بن جمیل سے عبداللہ مثنٰی اور ثمامہ کی روایت کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے تھے کہ نبی ﷺ نے اپنا عقیقہ خود دیا۔

علاوہ ازیں شرح سفر السعادت صفحہ نمبر ۳۸۰ طبع سکھر میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اور صاحب متن سفر السعادت علامہ محمد بن یعقوب نے بھی بروایت انس رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے بعد از نبوت اپنے عقیقہ کے کرنے کا ذکر کیا ہے۔

حالانکہ ولادت رسول کے سات دن بعد حضرت عبدالمطلب نے آپ کا عقیقہ کر دیا تھا

سیرت حلبیہ

عن ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنهما قال لما وُلد رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم عق عنه ای یوم سابع ولادته جده بکبش وسماه محمدا فقیل له

یا ابا الحارث ما حملك علی ان تسمیه محمدا ولم تسمه باسم آباء ہ و فی لفظ ولیس من اسماء ابائك ولاقومك. قال اردت ان یحمده الله فی السماء ویحمده الناس فی الارض.

(انسان العیون فی سیرت الامین المامون المعروف سیرت حلبیہ مصنفہ علامہ علی بن برہان الدین حلبی متوفی ۱۰۴۴ھ جلد اول صفحہ نمبر ۱۲۸ بیروت)

ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی ﷺ پیدا ہوئے تو آپ ﷺ کے دادا نے ساتویں دن بعد ایک دنبہ ذبح کر کے آپ ﷺ کا عقیقہ کیا۔ اور آپ کا نام محمد (ﷺ) رکھا۔ لوگوں نے کہا: اے ابوالحارث کیا بات ہے تم نے اس کا نام محمد رکھا ہے اور اپنے باپ دادا کے نام پر نام نہیں رکھا؟ ایک روایت میں یوں ہے کہ یہ نام تمہارے باپ دادا کا ہے نہ تمہاری قوم میں سے کسی کا؟ آپ کے دادا نے کہا میں چاہتا ہوں کہ آسمان میں اس کی خدا تعریف کرے اور زمین میں لوگ کریں۔ (کیونکہ محمد کا معنیٰ ہے تعریف کیا جانے والا)

یاد رہے جناب عبدالمطلب کا نبی علیہ السلام کا عقیقہ کرنا محدث ابن عساکر نے بھی انہی حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے۔ دیکھئے الدر المنظم فی المولد النبی الاعظم صفحہ نمبر ۴۹ مصنفہ شیخ الدلائل حضرت شیخ عبدالحق محدث الہ آبادی)

خصائص کبریٰ

اخرج البیہقی وابن عساکر عن ابی الحکم التنوخی

قال کان المولود اذا ولد فی قریش دفعوه الی نسوة من قریش... فلما ولد رسول الله صلی الله علیه وسلم دفعه عبدالمطلب الی نسوة فلما کان الیوم السابع ذبح عنه ودعاله قریشا فلما اکلوا قالوا یا عبدالمطلب ماسمیته قال سمیته محمدا اردت ان یحمده الله فی السمآء وخلقه فی الارض۔

(خصائص کبریٰ جلد اول صفحہ نمبر ۵۰)

ترجمہ: بیہقی اور ابن عساکر نے ابوالحکم تنوخی سے روایت کی ہے کہ جب قریش میں کوئی بچہ پیدا ہوتا تو اسے بعض قریشی عورتوں کے سپرد کر دیا جاتا، جب نبی ﷺ پیدا ہوئے تو حضرت عبدالمطلب نے آپ ﷺ کو بعض عورتوں کے سپرد کیا پھر جب ساتواں دن ہوا تو آپ کا عقیقہ کیا اور قریش کی دعوت کی، دعوت کے بعد قریش نے پوچھا بچے کا نام کیا ہے کہا محمد۔ میں چاہتا ہوں کہ خدا آسمان میں اس کی تعریف کرے اور لوگ زمین میں۔

نتیجہ: عقیقہ دوبار نہیں کیا جاتا اور نہ شرح میں اس کا جواز ہے۔ جب حضرت عبدالمطلب نے ایک بار آپ ﷺ کا عقیقہ کر دیا تھا تو حضور ﷺ کا دوسری بار اعلان نبوت کے بعد عقیقہ کرنا چہ معنی وارد! لہذا اس کا یہ معنی کیا جائے گا کہ یہ دراصل عقیقہ نہیں تھا بلکہ آپ کی طرف سے اس بات پر اظہار مسرت تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے رحمت اللعلمین شفیع المذنبین، امام الانبیاء، حبیب کبریا اور سرور دوعالم بنا کر پیدا فرمایا۔ اس خوشی میں آپنے جانور ذبح کر کے اصحاب کو کھانا کھلایا جسے مجازاً عقیقہ کہ دیا گیا۔ معلوم ہوا حضور

ﷺ کی ولادت باسعادت کی خوشی میں جانور ذبح کرنا مسلمانوں کو کھانا کھلانا اور مال خرچ کر کے اظہار فرحت و سرور کرنا خود نبی ﷺ کی سنت ہے اور ربیع الاول شریف کے مہینہ میں بالخصوص اور سارے سال میں بالعموم اہل سلام جو میلاد النبی ﷺ کی خوشی مناتے اور مال خرچ کرتے ہیں۔ اس کا اصل حدیث پاک میں موجود ہے۔

فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

مذکورہ حدیث سے جشن میلاد کے جواز پر علامہ سیوطی کا استدلال

الحاوی الفتاوئ

(قلت) وقد ظهر لی تخریجه علی اصل آخر وهو ما اخرجه البیهقی عن انس ان النبی صلی الله علیه وآله وسلم عق عن نفسه بعد النبوة مع انه قد ورد ان جده عبدالمطلب عق عنه فی سابع ولادته والعقیقة لا تعاد مرة ثانیة فیحمل علی ان الذی فعله النبی صلی الله علیه وآله وسلم اظهار الشکر علی ایجاد الله ایاه رحمته للعلمین وتشریع لامته کما کان یصلی علی نفسه لذالك فیستحب لنا ایضا اظهار شکر بمولده بالاجتماع واطعام الطعام ونحو ذالك من القربات واظهار المسرات۔

(الحاوی للفتاوی (رسالہ حسن المقصد) جلد اول صفحہ نمبر ۱۹۶) (حجۃ اللہ علی العالمین صفحہ نمبر ۲۳۷)

ترجمہ: میں (سیوطی) کہتا ہوں جشن میلاد کا جواز ایک اور اصل پر بھی ثابت

ہونا مجھ پر ظاہر ہوا ہے۔ چنانچہ بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے نبوت کے بعد اپنا عقیقہ کیا۔ جب کہ یہ بھی وارد ہے کہ آپ کے دادا عبدالمطلب نے ولادت کے ساتویں دن بعد آپ کا عقیقہ کر دیا تھا اور عقیقہ دوسری مرتبہ دھرایا نہیں جا سکتا۔ تو اس کے سوا کیا معنیٰ کیا جائے گا کہ نبی ﷺ نے جو کچھ کیا وہ اس بات پر اظہار شکر تھا کہ امت کے لیے اسے سنت بنانا مقصود تھا، جیسا کہ آپ ﷺ خود اپنے اوپر درود پڑھتے تھے اس لیے ہمیں بھی چاہیے کہ آپ ﷺ کے میلاد پر اجتماع کریں کھانا کھلائیں اور ایسی ہی دیگر کارہائے خیر سے خوشیوں کے پھریرے لہرائے جائیں۔

وضاحت:

علامہ سیوطی کے بیان کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ نبی ﷺ نے اپنی عظمتیں اور رفعتیں خود بیان فرمائیں۔ مثلاً یہ کہ فرمایا: میں خلق آدم علیہ السلام سے قبل نبی تھا میں تمام اولاد آدم کا سردار ہوں، میں حبیب اللہ ہوں۔ روز قیامت حمد کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہوگا۔ میں شفاعت کا دروازہ کھولوں گا ساری مخلوق در در پھر کے میرے در پر آئے گی اور میں شفاعت کروں گا وغیرہ ذالك۔ یہ سب کچھ آپ ﷺ نے صرف اس لیے اپنی عظمتیں بیان کیں تا کہ آپ ﷺ کی امت کو یہ سنت مل جائے کہ وہ آپ ﷺ کے فضائل و کمالات زیادہ سے زیادہ بیان کریں۔ اسی طرح آپ ﷺ نے اپنی ولادت مبارکہ کے احوال بیان کر رہے ہیں، تا کہ امت کو یہ تعلیم مل جائے کہ وہ آپ ﷺ کا میلاد بڑھ چڑھ کر بیان کریں۔ بالکل اسی طرح آپ ﷺ نے اپنی ولادت کی خوشی کرتے ہوئے جانور کی قربانی کی اور کھانا کھلایا تا کہ

امت کو یہ طریقہ دکھلا دیا جائے جیسا کہ علامہ سیوطی کا بیان آپ پڑھ چکے ہیں۔

اعتراض: بیہقی شریف کی جس حدیث میں آیا ہے کہ نبی علیہ السلام نے اعلان نبوت کے بعد اپنا عقیقہ کیا یہ حدیث ضعیف ہے۔ اس کی سند میں ایک راوی عبداللہ بن محرر ہے جسے تمام ائمہ نے ضعیف کہا ہے۔ تو یہ حدیث قابل حجت نہ رہی۔

جواب: یہاں چند امور قابل غور ہیں:

۱- ہم شرح صدر سے مانتے ہیں کہ عبداللہ بن محرر ضعیف ہے اور وہ بیہقی شریف کی مذکورہ حدیث کی سند میں موجود ہے۔ مگر کیا نبی علیہ السلام کا یہ فعل مبارک صرف روایت عبداللہ بن محرر میں ہی آیا ہے، اور کسی میں نہیں آیا؟ جواب نفی میں ہے کیونکہ زاد المعاد کے حوالہ سے ابھی ہم بیان کر چکے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث ایک اور سند سے بھی مروی ہے جس میں یہ عبداللہ موجود نہیں کیونکہ وہ سند یہ ہے۔

قال ابوداؤد بن الجمیل عن عبداللہ المثنی عن ثمامۃ عن انس رضی اللہ عنہ

اس لیے یہ ماننا پڑے گا کہ یہ حدیث صحیح ہے کیونکہ کسی حدیث کی ایک سند کے ضعیف ہونے سے اس حدیث کا مطلقاً ضعیف ہونا لازم نہیں آتا ممکن ہے وہ حدیث دوسری سندوں سے ہر طرح صحیح ہو۔ محض ایک سند کے ضعیف ہونے کو بنیاد بنا کر مطلق حدیث کو ضعیف کہہ دینا بہت بڑی دھوکہ دہی اور زیادتی نہیں تو اور کیا ہے؟ بلکہ اصول حدیث پڑھنے والے طلباء بھی یہ جانتے ہیں کہ اگر ایک حدیث کے مختلف طرق ہوں۔ بعض ضعیف اور بعض صحیح تو صحیح سند کی تائید سے ضعیف سند بھی قوت پکڑ جاتی اور صحیح قرار پاتی ہے۔

۲- یہ بات اپنی جگہ مسلم ہے کہ مستند فقہاء و مجتہدین کا کسی حدیث سے استدلال کرنا بھی اسے قوی بنا دیتا ہے۔ علامہ سیوطی جو ماۃ تاسعہ کے مجدد ہیں اور ان کی جلالت علم کے آگے بڑے بڑوں کے سرخم ہیں۔ آپ نے اس حدیث کو صحیح سمجھ کر ہی اس سے استدلال کیا ہے۔

ایک اور شبہ

ممکن ہے نبی علیہ السلام کا اعلان نبوت کے بعد عقیقہ کرنا اس لیے ہو کہ آپ کو معلوم نہ ہوا تھا کہ بچپن میں میرا عقیقہ کیا گیا تھا یا نہیں۔ تو آپ ﷺ نے احتیاطاً اپنا عقیقہ کر دیا۔ لہٰذا اس سے ولادت کی خوشی کرنے کا مفہوم اور استدلال قائم نہیں ہوتا۔ میں کہتا ہوں یہ شبہ بالکل بے بنیاد ہے۔ پیچھے آپ عبدالمطلب کا آپ ﷺ کی ولادت کے ساتویں روز عقیقہ کرنا پڑھ چکے ہیں، تو یہ بڑی عجیب بات ہے کہ جس بات کو عبداللہ بن عباس جانتے تھے وہ نبی علیہ السلام کو اپنے بارے میں معلوم نہ ہو سکی۔ اور کئی صدیوں بعد آنے والے محدثین و مورخین تو اس بات کو جان گئے مگر نبی علیہ السلام کو اس کا علم نہ ہو سکا۔

فصل سوم

نبی ﷺ محفلوں میں اپنا میلاد خود سنایا کرتے تھے

اس بات سے ہر کوئی واقف ہے کہ محفل میلاد شریف میں نبی علیہ السلام کی عظمت کا تذکرہ ہوتا ہے، یہ بیان کیا جاتا ہے کہ آپ ﷺ اپنے رب کے نور سے پیدا ہوئے ہیں اور دوسرا سارا جہان آپ ﷺ کے نور سے پیدا کیا گیا ہے۔ تخلیق کائنات سے

قبل کئی لاکھ سال تک آپ ﷺ ایک نور کی شکل میں رہے اور اللہ کی حمد وثنا اور عبادت کرتے رہے۔ تخلیق کائنات کے بعد سب سے قبل آپ ﷺ کا نور پیشانی آدم علیہ السلام میں ظاہر ہوا۔ پھر یہ نور نسل در نسل ایمان والے لوگوں کی اصلاب وارحام سے منتقل ہوتا ہوا جبین عبد المطلب میں آ ظاہر ہوا۔ پھر یہ نور رسالت آپ ﷺ کے والد ماجد حضرت عبداللہ کے پاس آیا۔ پھر یہ امانت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کو منتقل کر دی گئی۔

ایام حمل میں کیا کیا نشانیاں اور خوارق عادت امور ظاہر ہوئے۔ آپ ﷺ کی ولادت کے وقت دنیا پر نور ورحمت کی کیا کیا بارش کی گئی۔ آپ ﷺ کی دائی سیدہ حلیمہ کو آپ ﷺ کی برکت سے کون کون سی رحمت ملی۔ دور بچپن میں لوگوں نے آپ ﷺ کی کیا عظمتیں دیکھیں وغیرہ ذالك۔ یہ تمام باتیں محفل میلاد کا موضوع خاص ہوتی ہیں۔ یعنی آپ ﷺ کی دنیا میں تشریف آوری سے متعلق تمام احوال سے عوام الناس کو علماء کرام آگاہ کرتے ہیں۔

اگر احادیث رسول ﷺ کا ذخیرہ زیر نظر لایا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ یہ تمام باتیں نبی علیہ السلام اپنے صحابہ کی مجلسوں میں یعنی اپنے حلقہ ہائے درس میں خود بیان فرمایا کرتے تھے۔ پھر صحابہ کرام نے آپ کی اس سنت کو قائم رکھا اور ذکر میلاد رسول ﷺ کی مجلسیں جمتی رہیں۔ بعد ازاں کچھ محدثین نے آپ ﷺ کی ولادت سے متعلقہ احادیث کو ایک جگہ مستقل کتابوں اور رسالوں کی شکل میں لکھنا شروع کر دیا۔ جس کا نام وہ کتاب مولد النبی ﷺ رکھتے تھے۔ ایسی کتابوں اور رسالوں کو لوگوں نے بڑے شوق سے محفلوں میں پڑھنا شروع کر دیا اور میلاد خوانی کا سلسلہ چل نکلا۔ پھر تقریباً چھٹی صدی ہجری میں مسلمانوں نے ایک نئی بات یہ اپنائی کہ ایسی کتابوں کو محفلوں میں پڑھنے کے لیے ایک خاص دن مقرر کر لیا تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس مبارک عمل

میں شریک ہوں۔ وہ دن تھا ۱۲ ربیع الاول کا کیونکہ اس دن آپ ﷺ کی ولادت مبارک ہوئی ہے۔ اس کا مطلب یہ نہ تھا کہ مسلمانوں نے اس کے علاوہ کسی اور دن میں ذکر ولادت رسول قطعی چھوڑ دیا۔ نہیں یہ سلسلہ سارا سال جاری رہتا ہے، مگر ۱۲ ربیع الاول کو اس کا خاص اہتمام کیا جاتا ہے۔ یہ ہے محفل میلاد کی مختصر تعریف وتاریخ

اب ہم وہ احادیث پیش کرتے ہیں جن میں نبی علیہ السلام نے محفلوں میں اپنے خلق نور سے دور بچپن تک کے احوال بیان کیے ہیں۔ تاکہ معلوم ہو جائے کہ ایسے ذکر کے لیے محفل قائم کرنا خود صاحب میلاد کی سنت ہے۔

دلیل اول

زبان رسالت سے خلق نور محمدی کا ذکر

سب سے پہلے اللہ نے میرے نور کو اپنے نور سے پیدا کیا

مسند عبدالرزاق

عن جابر بن عبدالله قال قلت یارسول الله بابی انت و امی اخبرنی من اول شئی خلقه الله تعالیٰ، قال ان الله تعالیٰ خلق قبل الاشیاء نور نبیك من نوره فجعل ذالك النور یدور بالقدرة حیث شآء الله ولم یکن فی ذالك الوقت لوح ولا قلم ولا جنة ولا نار ولا ملك ولاسمآء ولا ارض ولاشمس ولا قمر ولا جنی ولا انسی، فلما اراد الله ان یخلق الخلق قسم

ذالك النور اربعة اجزاء فخلق من الجزء الاول القلم ومن الثاني الوح و من الثالث العرش ثم قسم الجزء الرابع اربعة اجزاء فخلق من الاول حملة العرش ومن الثاني الكرسي ومن الثالث الملائكة ثم قسم الرابع اربعة اجزآء فخلق من الاول السموات ومن الثاني الارضين ومن الثالث الجنة والنار ثم قسم الرابع اربعة اجزاء فخلق من الاول نور ابصار المومنين ومن الثاني نور قلوبهم وهي المعرفة بالله ومن الثالث نور انسهم وهي التوحيد لا اله الا الله محمد رسول الله۔ (الحديث)

(مسند عبدالرزاق) (المواہب اللدنیہ بحوالہ مسند جلد اول صفحہ نمبر ۴۶ طبع بیروت) (نشر الطیب مولانا اشرف علی تھانوی صفحہ نمبر ۵)

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہتے ہیں میں نے کہا یا رسول اللہ! آپ ﷺ پر میرے والدین قربان مجھے بتلائیے۔ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے کون سی چیز پیدا فرمائی؟ آپ نے فرمایا! اے جابر، بے شک اللہ تعالیٰ سب چیزوں سے پہلے اپنے نور سے تیرے نبی کا نور پیدا کیا تو یہ نور اللہ کی قدرت سے جہاں خدا نے چاہا پھرتا رہا۔ اس وقت لوح تھا نہ قلم اور نہ جنت تھی، نہ دوزخ، نہ فرشتہ آسمان تھا، نہ زمین تھی نہ شمس تھا، نہ قمر اور جن تھا، نہ انسان۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق پیدا کرنا چاہی تو اس نور کے چار حصے کیے۔ پہلے سے

لوح دوسرے سے قلم تیسرے سے عرش بنایا، اور چوتھے کے چار حصے کر دیے۔ پہلے سے حاملین عرش دوسرے سے کرسی تیسرے سے فرشتے بنائے اور چوتھے کو پھر چار حصوں میں بانٹ دیا۔ پہلے سے تمام آسمان دوسرے سے سب زمین، تیسرے سے جنت و دوزخ بنائے اور چوتھے کے پھر چار حصے کر دیے۔ پہلے سے مومنوں کا نور نگاہ، دوسرے سے نور قلب یعنی معرفت خداوندی، اور تیسرے سے ان کا نور محبت پیدا کیا اور وہ کلمہ توحید ہے یعنی:

لا اله الا الله محمد رسول الله۔

فرمان رسول ﷺ

میں خلق آدم علیہ السلام سے چودہ ہزار سال پہلے اللہ کے نزدیک نور تھا

المواهب اللدينيه و في اعلام ابن القطان في ما ذكره

ابن مرزوق عن علي بن الحسين عن ابيه عن جده ان النبي صلى الله عليه وسلم قال كنت نورا بين يدي ربي قبل خلق آدم باربعة عشر الف عام۔

(المواہب اللدنیہ مع الزرقانی جلد اول صفحہ نمبر ۴۹ طبع بیروت)

ترجمہ: ابن القطان کی کتاب احکام میں ابن مرزوق کی ذکر کردہ روایات میں یہ بھی ہے کہ حضرت زین العابدین۔ امام حسین سے اور وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا میں پیدائش آدم سے چودہ ہزار سال قبل اللہ کے ہاں نور تھا۔

جبریل علیہ السلام کی عمر اور نور نبی ﷺ

جواھر البحار

وروی فی التشریفات عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سئل جبرئیل علیہ السلام کم عمرت من السنین قال واللہ لاادری غیر ان کوکبا من الحجاب الرابع یظھر فی کل سبعین الف سنة مرة ورایته اثنین وسبعین الف مرة فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یا جبریل وعزة ربی انا ذالك الکوکب۔

(جواہر البحار جلد دوم صفحہ نمبر ۴۰۸ مطبوعہ مصر)

ترجمہ: تشریفات میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا تمہاری کتنے سال عمر ہے؟ وہ کہنے لگے بخدا مجھے اس کے سوا کچھ معلوم نہیں کہ چوتھے حجاب میں ایک ستارہ ستر ہزار سال بعد طلوع ہوتا تھا اور میں نے اسے بہتر ہزار مرتبہ دیکھا ہے۔

فرمان رسول ﷺ

میں خلق آدم سے قبل اللہ کے ہاں خاتم النبیین تھا

مستدرك وغيره

وعن العرباض بن سارية عن النبي صلى الله عليه

وسلم قال انی عند اللہ لخاتم النبیین وان آدم لمنجدل فی طینتہ

(مسند امام احمد بن حنبل) (مستدرک للحاکم) (دلائل النبوۃ (محدث ابونعیم رحمہ اللہ) جلد اول صفحہ نمبر ۵۴ طبع حلب (جدید) (المواہب اللدنیہ مع الزرقانی جلد اول صفحہ نمبر ۳۱)

ترجمہ: عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا میں اللہ کے نزدیک خاتم النبیین تھا اور آدم علیہ السلام ابھی اپنی مٹی میں تھے۔

یاد رہے اسی معنیٰ کی چند احادیث محدث ابن سعد نے بھی طبقات جلد اول ص ۱۴۸ پر روایت کی ہیں۔

فرمان رسول ﷺ

میں خلقت میں سب نبیوں سے اول ہوں اور بعثت میں سب سے بعد

دلائل النبوة

حدثناہ ابو محمد عبداللہ بن ابراھیم بن ایوب ثنا جعفر بن احمد بن عاصم قال ثنا ھشام بن عمار قال ثنا بقیة قال ثنا سعید بن بشیر ثنا قتادة عن الحسن عن ابی ھریرة رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی قولہ تعالیٰ واذا اخذنا من النبیین میثاقھم قال کنت اول النبیین فی الخلق وآخرھم فی البعث۔

(دلائل النبوۃ (ابونعیم) جلد اول صفحہ نمبر ۴۵)

ترجمہ: ہمیں حدیث بیان کی ابومحمد عبداللہ بن ابراہیم نے انہیں جعفر بن احمد بن عاصم نے انہیں ہشام بن عمار نے انہیں بقیہ نے انہیں سعید بن بشیر نے انہیں قتادہ نے اور انہیں حسن (بصری) نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی ﷺ نے

واذا اخذنا من النبیین الخ

کے بارے میں فرمایا! میں سب نبیوں سے پہلے پیدا ہوا اور سب کے آخر میں بھیجا گیا ہوں۔

ابن سعد وجامع صغیر

اخبرنا عبدالوھاب بن عطاء عن سعید بن ابی عروبة عن قتادة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کنت اول الناس فی الخلق وآخرھم فی البعث۔

(الطبقات الکبریٰ ابن سعد جلد نمبر ۱۴۹ بیروت (جدید) (جامع صغیر جلد دوم (حرف کاف) صفحہ نمبر ۳۰۲ بیروت جدید)

ترجمہ: قتادہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا میں پیدائش میں سب نبیوں سے پہلے ہوں اور بعثت میں سب سے بعد۔

یادرہے امام سیوطی نے یہ حدیث نقل کرکے لکھا ہے۔ (حدیث صحیح)

آدم علیہ السلام کے انگوٹھوں میں نور نبی ﷺ کی تابانی

روح البیان

وفی قصص النبیاء وغیرھا ان آدم علیہ السلام اشتاق الی لقاء محمد صلی اللہ علیہ وسلم حین کان

فی الجنة فاوحی اللہ تعالیٰ الیه فجعل اللہ النور المحمدی فی اصبعه المسبحة من یده الیمنی فسبح ذالك النور فلذالك سمیت تلك الاصبح مسبّحة کما فی الروض الفائق او اظهر اللہ تعالیٰ جمال حبیبه فی صفاء ظفری ابهامه مثل المرأة فقبل آدمُ ظفری ابهامیه ومسح علی عینیه فصار اصلا لذریته فلما اخبر جبریل النبی صلی اللہ علیه وسلم بهذاه القصة قال علیه السلام من سمع اسمی فی الاذان فقبل ظفری ابها میه ومسح علی عینیه لم یعم ابدا۔

(روح البیان جلد ہفتم صفحہ نمبر ۲۶۹ سورۃ احزاب زیر آیت ان اللہ وملائکتہ (لخ))

ترجمہ: قصص الانبیاء وغیرہ میں ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے جنت میں نبی ﷺ سے ملنے کی خواہش کی اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی کی اور ان کے دائیں ہاتھ کی شہادت والی انگلی میں نور محمدی ظاہر کیا۔ اس نور نے تسبیح پڑھی اس لیے اس انگلی کو مُسبّحہ کہا جاتا ہے۔ یا اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کا جمال حضرت آدم کے انگوٹھوں کے ناخن میں شیشے کی طرح ظاہر کیا آدم علیہ السلام نے اپنے انگوٹھوں کے ناخن چوم کر آنکھوں پر مل لیے اور یہ عمل آپ کی اولاد کے لیے اصل بن گیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا جس نے اذان میں میرا نام سنا اور انگوٹھوں کے ناخن چوم کر آنکھوں پر لگا لیے وہ کبھی اندھا نہیں ہوگا۔

اس حدیث سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ نبی ﷺ نے دست آدم علیہ السلام میں اپنی تابانی نور کا اپنی زبان اقدس سے تذکرہ فرمایا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی آپ کو اس واقعہ کی اطلاع دی اور اپنے امت کو واقعہ بتلایا جو ہم تک پہنچا۔ یہ حدیث اگرچہ درجہ ضعف میں شمار کی جاتی ہے۔ لہٰذا تاہم صاحب روح البیان علامہ اسماعیل حقی اور اس حدیث کے بعد فرماتے ہیں۔

"یعنی میں فقیر (علامہ اسماعیل حقی) کہتا ہوں کہ علماء سے یہ صحیح فیصلہ موجود ہے کہ باب اعمال میں ضعیف حدیث سے استدلال کرنا درست ہے اس لیے حدیث کے ضعیف ہونے سے اس پر عمل چھوڑ دینا لازم نہیں آتا۔

میرے وسیلہ سے حضرت آدم کی توبہ قبول ہوئی میں نہ ہوتا تو آدم علیہ السلام بھی نہ ہوتے (الحدیث)

خصائص کبریٰ بحوالہ حاکم و بیہقی و طبرانی

عن عمر بن الخطاب رضی الله عنه قال قال رسول الله لما اقترف آدم الخطیئة قال یارب بحق محمد لما غفرت لی قال و کیف عرفت محمدا قال لانك لما خلقتنی و نفخت فیّ من روحك رفعت راسی فرایت علی قوائم العرش مکتوبا لا اله الا الله محمد رسول الله فعلمت انك لم تضف الی اسمك الا احب الخلق الیك قال صدقت یا آدم ولو لا محمد ما خلقتك۔

(الخصائص الکبریٰ جلد اول صفحہ ۶، علامہ سیوطی)

ترجمہ: عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جب آدم علیہ السلام نے غلطی کا اعتراف کیا تو کہا: اے ہمارے رب! محمد ﷺ کے صدقہ میں میری خطا معاف کر دے۔ اللہ نے فرمایا: آپ نے محمد ﷺ کو کیسے جانا۔ عرض کیا: اے اللہ! جب تو نے مجھے پیدا کیا اور مجھ میں اپنی روح پھونکی تو میں نے عرش کے پائیوں پر لکھا دیکھا: لا اله الا الله محمد رسول الله۔ میں نے جان لیا کہ تو نے اپنے نام کے ساتھ اسی کا نام رکھا ہے جو تجھے سب سے محبوب ہے۔ اللہ نے فرمایا: ہاں اے آدم تم نے سچ کہا۔ اگر محمد ﷺ نہ ہوتے تو آپ کو پیدا نہ کیا جاتا۔

میرے نام کی اذان دی گئی تو آدم علیہ السلام کی وحشت دور ہوئی (الحدیث)

خصائص کبریٰ

عن ابی هریرة قال قال رسول الله نزل آدم بالهند واستوحش فنزل جبریل علیه السلام فنادیٰ بالاذان الله اکبر. الله اکبر. اشهد ان لا اله الا الله مرتین، اشهد ان محمد رسول الله مرتین۔ قال آدم من محمد؟ قال آخر ولدك من الانبیاء۔

(الخصائص الکبریٰ جلد اول صفحہ ۶)

ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، حضرت آدم ہند میں اتارے گئے اور وہاں (تنہائی کی وجہ سے) وحشت محسوس کی تو جبریل امین اُترے اور آذان دی: اللہ اکبر اللہ

اکبر اشھد ان لا الہ الا اللہ (دو مرتبہ) اشھد ان محمداً رسول اللہ (دو مرتبہ) حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا: محمد کون ہے؟ حضرت جبریل نے جواب دیا: آپ کی اولاد میں سے آخری نبی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو میری عظمت، میرے حسب ونسب اور میری امت کے مقام سے آگاہ کیا (الحدیث)

خصائص کبریٰ بحوالہ طبرانی

عن ابی امامۃ الباھلی قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول لما بلغ ولد معد بن عدنان اربعین رجلا وقعوا فی عسکر موسٰی فانتھبوہ۔ فدعا علیھم موسٰی فاوحی اللہ الیہ لا تدع علیھم فان منھم النبی الامی النذیر البشیر و منھم الامۃ المرحومۃ امۃ محمد الذین یرضون من اللہ بالیسیر من الرزق.... نبیھم محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب المتواضع فی ھیئتہ المجتمع لہ اللب فی سکوتہ ینطق بالحکمۃ و یستعمل الحلم اخرجتہ من خیر جیل من امۃ قریش اخرجتہ صفوۃ من قریش فھو خیر من خیر الی خیر و امتہ الی خیر بصیرون۔ (خصائص کبریٰ جلد اول صفحہ ۹ تا ۱۰)

ترجمہ: ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے سنا: جب معد بن عدنان کی اولاد چالیس مرد ہوگئی تو انہوں نے لشکرِ

حضرت موسیٰ پر حملہ کر دیا اور مال لوٹ لیا۔ آپ نے ان کے حق میں بددعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی ارشاد فرمایا: اے موسیٰ علیہ السلام ان لوگوں پر بددعا نہ کرو ان کی اولاد میں سے نبی امی نذیر و بشیر ظاہر ہوگا اور انہی لوگوں میں سے امتِ مرحومہ امتِ محمدیہ پیدا ہوگی جو اللہ سے تھوڑا سا رزق لے کر راضی ہو جائیں گے ان کا نبی محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوگا جس کی رفتار پروقار ہوگی وہ چپ رہے گا تو چہرے پر دانائی برسے گی اور بولے گا تو منہ سے حکمت کے موتی برسیں گے۔ میں اسے قریش کے بہتر قبیلہ سے فصیح اللسان بنا کر پیدا کروں گا۔ وہ ایک بہتری سے دوسری بہتری حاصل کرتا ہوا خوب سے خوب تر ہوتا جائے گا اور اس کی امت بھی خیر کی طرف بڑھتی جائے گی۔

میں ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں اور عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت (الحدیث)

مسند احمد بن حنبل

عن العرباض بن ساریۃ قال قال رسول اللہ انا دعوۃ ابی ابراھیم و بشارۃ عیسٰی علیھما السلام۔

(مسند احمد بن حنبل، خصائص کبریٰ جلد اول صفحہ ۹)

ترجمہ: عرباض بن ساریہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: میں اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں۔

ان تمام احادیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام کی محافل ومجالس میں اپنے نور کی تخلیق بیان فرماتے تھے، آپ نے صحابہ کرام کو بتایا کہ اللہ نے میرا نور آدم علیہ السلام کے انگوٹھوں میں ظاہر فرمایا تو انہوں نے انگوٹھے چوم لیے، پھر ابراہیم علیہ السلام

نے میری آمد کے لیے دعاء فرمائی، اور عیسیٰ علیہ السلام نے میری آمد کی بشارت سنائی، اور انہی چیزوں کو محفل میں بیان کرنے کا نام محفل میلاد النبی ﷺ ہے۔

دلیل دوم: نبی علیہ السلام نے حضرت آدم وحوا علیہما السلام تک اپنے تمام آباء واجداد کی طہارت وعظمت کا بیان فرمایا ہے

کسی کی ولادت یا میلاد کے ذکر میں یہ بیان بھی ضروری ہوتا ہے کہ اس کا حسب ونسب کیسا ہے۔ نبی علیہ السلام نے اپنے میلاد کے اس حصہ کو بھی اپنے صحابہ کی محفل میں بارہا بیان فرمایا ہے۔

فرمانِ رسول ﷺ

میری پیدائش تمام نسلِ آدم کے زمانوں میں سے بہتر زمانہ میں ہوئی

بخاری شریف

عن ابی هريرة رضی الله عنه قال رسول الله ﷺ بعثت من خير قرون بنی ادم قرنا فقرنا حتی كنت من القرون الذی كنت منه۔

(۱۔بخاری شریف جلد اول صفحہ ۵۰۳ کتاب المناقب، ۲۔طبقات ابن سعد جلد اول صفحہ ۲۵ طبع بیروت۔ ۳۔دلائل النبوۃ بیہقی جلد اول صفحہ ۱۷۵)

ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: زمانہ بہتر سے بہتر ہوتا رہا۔ تا آنکہ مجھے سب سے بہتر زمانہ میں پیدا کیا گیا۔

فرمانِ رسول ﷺ

مجھے اللہ تعالیٰ نے سب سے بہتر قبیلہ وخاندان میں پیدا کیا

مسلم شریف

واثلة بن الاسقع يقول سمعت رسول الله ﷺ يقول ان الله عزوجل اصطفٰى كنانة من ولد اسماعيل عليه الصلوٰة والسلام واصطفٰى قريشا من كنانة واصطفٰى من قريش بنی هاشم۔

(۱۔مسلم شریف جلد دوم صفحہ ۲۴۵ کتاب الفضائل، ۲۔دلائل النبوۃ (بیہقی) جلد اول صفحہ ۱۶۵ باب ذکر شرف اصل رسول اللہ ﷺ، ۳۔الطبقات الکبریٰ (ابن سعد) جلد اول صفحہ ۲۵ طبع بیروت)

ترجمہ: واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے سنا اللہ تعالیٰ نے اولادِ اسماعیل علیہ السلام میں سے کنانہ کو چنا پھر کنانہ میں سے قریش اور قریش میں سے بنوہاشم کو چنا اور پھر مجھے بنوہاشم سے چن لیا۔

یہ حدیث ابن سعدؒ نے محمد بن علی (غالباً امام باقر رضی اللہ عنہ) اور عبداللہ بن عبید اللہ بن عمیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، اور ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۲۰۱، ابواب المناقب میں بھی یہ حدیث موجود ہے اور امام ترمذی نے کہا: ھٰذا حديث حسن صحيح۔

ترمذی شریف

عن العباس بن عبدالمطلب قال قلت يا رسول الله ان قريشا جلسوا فتذاكروا احسابهم بينهم فجعلوا

مثلك مثل نخلة في كبوة من الارض فقال النبي ﷺ ان الله خلق الخلق فجعلني من خير فرقهم و خير الفريقين ثم خير القبائل فجعلني من خير القبيلة ثم خير البيوت فجعلني من خير بيوتهم فانا خيرهم نفسا و خيرهم بيتا۔

(۱۔ ترمذی شریف جلد دوم صفحہ ۲۰۱، ابواب المناقب، ۲۔ دلائل النبوۃ بیہقی جلد اول صفحہ ۱۶۸ باب ذکر شرف اصل رسول اللہ ﷺ، ۳۔ دلائل النبوۃ (محدث ابو نعیم) جلد اول صفحہ ۶۶ صلب الفصل الثانی)

ترجمہ: حضرت عباس بن عبد المطلب سے روایت ہے کہتے ہیں میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ قریش نے بیٹھ کر اپنے اپنے حسب و نسب بیان کیے ہیں اور آپ کی مثل کھجور کے اس درخت سے دی ہے جو ایک چٹیل میدان میں ہو۔ نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مخلوق پیدا کی تو مجھے بہترین فریق میں رکھا پھر قبائل میں چناؤ کیا تو مجھے سب سے بہتر قبیلہ میں رکھا پھر گھروں میں چناؤ کیا تو مجھے بہترین میں سے پیدا کیا تو میں اپنی ذات اور گھرانہ کے اعتبار سے سب سے بہتر ہوں۔

اسی طرح محدث ابو نعیمؒ نے حضرت ابن عمرؓ سے ایک اور حدیث روایت کی ہے جس کا مفہوم بھی یہی ہے۔ دیکھیے دلائل النبوۃ جلد اول صفحہ ۶۷۔

فرمانِ رسول ﷺ

جب بھی اللہ نے اہلِ ارض کی تقسیم کی تو میرے جوہر ولادت کو بہتر قسم میں رکھا

طبقات ابن سعد

اخبرنا جعفر بن محمد بن علي عن ابيه محمد بن علي بن حسين بن علي بن ابي طالب ان النبي ﷺ قال قسم الله الارض نصفين فجعلني في خيرهما ثم اختار العرب من الناس ثم اختار قريشا من العرب ثم اختار بني هاشم من قريش ثم اختار بني عبدالمطلب من بني هاشم ثم اختارني من بني عبدالمطلب۔

(طبقات ابن سعدؒ جلد اول صفحہ ۲۰ ذکر من انتمی الیہ رسول اللہ ﷺ)

ترجمہ: امام جعفر اپنے والد امام محمد باقر سے وہ اپنے والد امام زین العابدین بن علی بن حسین سے وہ امام حسین ؓ سے اور وہ اپنے والد حضرت علی سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے زمین کے دو حصے کیے اور مجھے بہتر حصہ میں رکھا، پھر لوگوں میں سے عرب کو فضیلت دی تو مجھے عرب میں رکھا، پھر عرب میں سے قریش کو پھر قریش میں سے بنو ہاشم اور پھر بنو ہاشم میں سے

بنوعبد المطلب کو فضیلت دی اور مجھے بنو عبدالمطلب میں سے پیدا کیا۔

طبقات ابن سعد

عن ابی صالح عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ ﷺ خیر العرب مضر و خیر مضر بنو عبد مناف و خیر بنی عبد مناف بنوھاشم و خیر بنی ھاشم بنو عبد المطلب واللہ ما افترق فرقتان منذ خلق اللہ آدم الا کنت فی خیرھما۔

(طبقات ابن سعد بطریق الکلبی عن ابی صالح)

ترجمہ: ابوصالح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: عرب میں سے بہتر مضر ہیں اور مضر میں سے بہتر قبیلہ بنوعبد مناف ہے اور بنوعبد مناف سے بنوہاشم اور بنوہاشم میں سب سے بہتر بنوعبد المطلب ہیں۔ بخدا جب بھی اللہ تعالیٰ نے پیدائش آدم علیہ السلام سے لے کر انسانوں کے دو گروہ بنائے مجھے (یعنی میرے جوہر ولادت کو) ان میں سے بہتر گروہ میں رکھا۔

فرمانِ رسول ﷺ

میرے جوہر ولادت کو کبھی بھی زنا نے پیدا نہیں کیا

بیہقی شریف

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما ولدنی من سفاح الجاھلیة شیئٌ ما ولدنی

الا نکاح کنکاح الاسلام۔

(۱۔ بیہقی شریف جلد ہفتم صفحہ ۱۹۰ طبع حیدر آباد دکن 1353ھ کتاب النکاح ۲۔ المواھب اللدنیہ جلد اول صفحہ ۶۶ طبع مصر)

ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: مجھے کبھی بھی جاہلیت کے طریقہ زنا نے پیدا نہیں کیا۔ مجھے ہمیشہ سے نکاح اسلام نے ہی پیدا کیا (یعنی میرے سلسلۂ نسب میں سے کوئی فرد بھی زنا سے پیدا نہیں ہوا)۔

فرمانِ رسول ﷺ

حضرت آدم علیہ السلام سے میرے والدین تک میرے جوہر ولادت کو نکاح سے منتقل کیا گیا

دلائل النبوت

عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال خرجت من نکاح ولم اخرج من سفاح من لدن آدم الی ان ولدنی ابی و امی لم یصبنی من سفاح الجاھلیة شیئٌ۔

(۱۔ دلائل النبوت جلد اول صفحہ ۱۶۵ الفصل الثانی طبع حلب، ۲۔ المواھب جلد اول صفحہ ۶۷ طبع بیروت)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: میں نکاح سے منتقل ہوا ہوں زنا سے نہیں اور آدم علیہ السلام سے لے کر تا آنکہ

میرے والدین نے مجھے جنا میرا جوہر ولادت جاہلیت کے زنا سے پاک رہا ہے۔

فرمانِ رسول ﷺ

میں پاک پشتوں سے پاک رحموں میں منتقل ہوتا رہا

دلائل النبوت

عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لم يلتق ابوای فی سفاح لم یزل الله عزوجل ینقلنی من اصلاب طیبة الی ارحام طاهرة صافیا مهذبًا لا تتشعب شعبتان الا کنت فی خیرهما۔

(دلائل النبوت جلد اول صفحہ ٦٦) (المواہب جلد اول صفحہ ٦٧)

ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: میرے حسب ونسب میں کہیں بھی میرے دو والدین زنا میں اکٹھے نہیں ہوئے۔ اللہ تعالیٰ مجھے پاک صلبوں سے پاک رحموں میں منتقل کرتا رہا ہے میں صاف ستھرا ہوں۔ جب بھی انسانوں کے دو گروہ بنے ہیں میں ان میں سے بہتر گروہ میں رہا۔

فرمانِ رسول ﷺ

میرا حسب ونسب تم سب سے بہتر ہے

دلائل النبوۃ بیہقی

عن انس بن مالك و ابی بكر بن عبدالرحمٰن قالا خطب رسول الله ﷺ فقال انا محمد بن عبدالله بن عبدالمطلب بن هاشم بن عبد مناف بن قصی بن كلاب بن مرة بن لوی بن غالب بن فهر بن مالك بن النضر بن كنانة بن خزيمة بن مدركة بن الياس بن مضر بن نزار وما افترق الناس فرقتين الا جعلني الله فی خیرهما فاخرجت من بين ابوين فلم يصبني شيء من عهد الجاهلية و خرجت من نكاح ولم اخرج من سفاح من لدن آدم حتى انتهيت الى ابي و امي۔

(دلائل النبوۃ بیہقی جلد اول صفحہ ۱۷۴ باب ذکر شرف اصل رسول اللہ ﷺ)

ترجمہ: انس بن مالک اور ابوبکر بن عبدالرحمن دونوں کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے خطبہ دیا اور فرمایا: میں ہوں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نصر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مغر بن نزار۔ جب بھی لوگ دو گروہوں میں بٹے مجھے اللہ نے ان میں سے بہتر میں رکھا میں اپنے والدین سے یوں نکالا گیا ہوں کہ عہد جاہلیت

کا کوئی اثر مجھ تک نہیں پہنچا میں آدم سے لے کر اپنے والدین تک نکاح سے منتقل ہوتا رہا زنا سے نہیں۔ تو میری ذات ونسب تم سے بہتر ہے۔

نوٹ: اس حدیث میں صاف الفاظ ہیں: خطب رسول اللہ ﷺ یعنی نبی ﷺ نے خطبہ دیا اور اپنے میلاد کی عظمت و شان ایک بھرے مجمع اور محفل میں بیان فرمائی تو جس محفل میں آپ اپنا میلاد بیان کریں اور اپنے نسب وحسب کا ذکر فرمائیں کیا وہ محفل میلاد النبی ﷺ نہیں۔ صاف معلوم ہو گیا کہ دورِ رسالت میں بھی محفل میلاد کا اصل موجود ہے کیونکہ خود حضور ﷺ نے محض اپنے میلاد سنانے کے لیے لوگوں کو بلایا اور اپنے میلاد کی محفل قائم فرمائی۔ لہٰذا اہلِ سنت محفل میلاد النبی ﷺ قائم کر کے سنتِ رسول ادا کرتے ہیں۔ فالحمد للہ علی ذالک۔

دلیل سوم: نبی علیہ السلام محفلوں میں اپنے میلاد کی عظمتیں اور واقعات بیان فرماتے تھے

فرمانِ رسول ﷺ

میری والدہ نے میری ولادت کے وقت وہ نور دیکھا جس سے انہیں بصریٰ کے محلات نظر آ گئے

طبقات ابنِ سعد

عن ابی العجفاء عن النبی ﷺ قال رأت امی حین

وضعتني سطع منها نور اضاءت له قصور بصری۔

(طبقات ابن سعد جلد اول صفحہ ۱۰۲ ذکر مولد رسول اللہ ﷺ) (جامع صغیر (علامہ سیوطی) جلد اول صفحہ ۶۷۰) (خصائص کبریٰ جلد اول صفحہ ۴۶ ذکر ما ظهر فی لیلة مولدہ ﷺ)

ترجمہ: ابوجعفاء سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: میری والدہ نے جب مجھے جنا تو ان سے وہ نور ظاہر ہوا جس سے ان پر بصریٰ کے محلات روشن ہو گئے۔

فرمانِ رسول ﷺ

میری والدہ نے میرے میلاد پر شام کے محلات دیکھے

مسند احمد بن حنبل وغیرہ

اخراج احمد والبزار والطبرانی والبیہقی و ابونعیم عن العرباض بن سارية ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال انی اخبرکم عن اول امری انا عبدالله و خاتم النبيين و ان آدم لمنجدل فی طينته و ساخبرکم عن ذلك دعوة ابی ابراهيم و بشارة عيسى و رؤيا امی التی رأت و كذلك امهات النبيين يرين و ان ام رسول الله ﷺ رأت حين وضعته نورًا اضاءت له قصور الشام۔

(مسند احمد بن حنبل) (جامع صغیر جلد اول صفحہ ۶۷۰ حرف الراء طبع بیروت) (بیہقی در دلائل جلد اول صفحہ ۸۳ باب ذکر مولد المصطفیٰ ﷺ) (خصائص کبریٰ جلد اول صفحہ ۴۵)

ترجمہ: احمد بزاء، طبرانی، حاکم، بیہقی اور ابونعیم نے عرباض بن ساریہؓ سے روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جب آدم علیہ السلام ابھی مٹی کی منزل میں تھے میں اس وقت اللہ کی عبادت کرنے والا اور خاتم النبیین تھا، میں تمہیں اس کی خبر دیتا ہوں میں اپنے باپ ابراہیم کی دعا عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت اور اپنی والدہ کی وہ دید ہوں جو انہوں نے دیکھی اور اسی طرح سب نبیوں کی ماؤں نے دیکھا، اور نبی ﷺ کی والدہ نے آپ کی ولادت پر وہ نور دیکھا جس سے ان پر شام کے محلات روشن ہو گئے۔

نوٹ: علامہ سیوطی نے جامع صغیر حوالہ مذکورہ میں مذکورہ دونوں حدیثوں کو حدیث صحیح کہا ہے۔

حاکم و خصائص کبریٰ

اخرج الحاکم و صححه والبیهقی عن خالد بن معدان عن اصحاب رسول الله صلی الله عیه وسلم انهم قالوا یا رسول الله اخبرنا عن نفسك فقال دعوة ابی ابراهیم و بشریٰ عیسٰی و رأت امی حین حملت کانه خرج منها نور اضاءت له بصریٰ۔

(خصائص جلد اول صفحہ ۴۶) (حاکم جلد دوم صفحہ ۶۰۰) (بیہقی جلد:۱، صفحہ ۸۳)

ترجمہ: خالد بن معدان روایت کرتے ہیں کہ اصحاب رسول ﷺ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ ہمیں اپنے متعلق خبر عنایت فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: میں اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی

بشارت ہوں اور میری والدہ نے میری ولادت کے وقت وہ نور دیکھا جس سے بصریٰ کے محلات ان پر روشن ہو گئے۔

طبقات ابن سعد

عن ابی امامة الباهلی قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم رأت امی کانه خرج منها نور اضاءت منه قصور الشام۔

(طبقات ابن سعدؓ جلد اول صفحہ ۱۰۲، ذکر مولد رسول اللہ ﷺ)

ترجمہ: ابوامامہ باہلیؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: میری والدہ نے (میری ولادت پر) دیکھا کہ ان سے نور نکلا ہے جس سے ان پر شام کے محلات روشن ہو گئے۔

قول رسول ﷺ

میں ختنہ شدہ اور ناف بریدہ پیدا ہوا

خصائص کبریٰ

و اخرج الطبرانی فی الاوسط و ابونعیم والخطیب و ابن عساکر من طرق عن انس عن النبی صلی الله علیه وسلم انه قال من کرامتی علی ربی انی ولدت مختونا ولم یرا احد سوأتی و صححه الضیاء فی المختارة۔

(خصائص کبریٰ جلد اول صفحہ ۵۳ باب الآیۃ فی ولادتہ ﷺ) (دلائل النبوۃ ابونعیمؒ، جلد اول صفحہ

۱۹۲ طبع حلب جدید) (المواہب اللدنیہ صفحہ ۷۲ طبع بیروت)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ کی طرف سے میری توقیر وتکریم میں سے ایک یہ بات بھی ہے کہ میں ختنہ شدہ پیدا ہوا، کسی نے میرا ستر نہیں دیکھا اسے ضیاء نے مختارہ میں صحیح حدیث قرار دیا ہے۔

دلائل النبوۃ

عن ابن عباس عن ابيه العباس رضی الله عنه قال ولد رسول الله صلى الله عليه وسلم مختونا مسروراً فاعجب ذالك جده و حظی عنده و قال ليكونن لابنی هذا شان فكان له شأنٌ۔

(دلائل النبوت (ابونعیم) جلد اول صفحہ ۱۹۲) (خصائص کبریٰ جلد اول صفحہ ۵۳) (طبقات ابن سعد جلد اول صفحہ ۱۰۳ ذکر مولد رسول اللہ ﷺ)

ترجمہ: ابن عباس اپنے والد حضرت عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ ختنہ شدہ ناف بریدہ پیدا ہوئے۔ آپ کے دادا اس پر تعجب کیا اور آپ کی بڑی قدر سمجھی اور کہا میرے اس بیٹے کا ایک بڑا مقام ہوگا، تو واقعی آپ کا بڑا مقام تھا۔

تبصرہ: مسند احمد بن حنبل کی مذکورہ بالا حدیث کے الفاظ وسأخبركم عن اول امری سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ نبی ﷺ نے اپنے میلاد کی عظمتیں محفلِ صحابہ میں بیان فرمائی تھیں۔ اسی طرح حاکم کی روایت میں یہ الفاظ ہیں:

عن اصحاب رسول الله ﷺ قالوا اخبرنا عن نفسك۔

پتہ چلا کہ نبی ﷺ محفل میں اپنا میلاد اور اس کی عظمتیں بیان فرمایا کرتے تھے۔ لہٰذا محفلوں اور جلسوں میں آپ کا میلاد سنانا خود آپ کی سنت ہے اور یہ کہ محفلِ میلاد کا وجود دورِ رسالت میں بھی ہے اگرچہ اس وقت اس کا نام محفلِ میلاد نہ تھا۔ اب ہم نے ایسی محفلوں کا نام محفلِ میلاد رکھ لیا ہے اور یہ ہم نے کوئی برا کام نہیں کیا ان گنت محدثین کرام نے اپنی کتابوں میں لفظ میلاد النبی یا مولد النبی کے عنوان سے باب قائم کیے ہیں ترمذی شریف میں ہے: باب میلاد النبی ﷺ۔ دیکھیے ترمذی جلد دوم صفحہ ۲۰۲ بلکہ بے شمار محدثین نے مولد النبی کے عنوان سے آپ کے میلاد کے جواز پر مستقل کتابیں لکھی ہیں۔ آگے ان کا تذکرہ آئے گا۔

دلیل چہارم: نبی ﷺ نے اپنے دورِ رضاعت وبچپن کی عظمتیں خود بیان فرمائی ہیں

ہم اہلِ سنت و جماعت محفل میلاد النبی ﷺ میں آپ کی ولادت باسعادت کے ذکر کے ساتھ آپ کے بچپن کے احوال اور دورِ رضاعت میں آپ کی ذات سے ظاہر ہونے والی عظمتیں بیان کرتے ہیں۔ اس لیے کہ نبی ﷺ نے بھی ایسے کیا ہے یعنی جہاں آپ نے اپنے میلاد پر ظاہر ہونے والی آیات الٰہیہ محفلوں میں بیان فرمائیں وہاں دورِ رضاعت وطفولیت کی عظمتوں سے بھی آگاہ فرمایا، تو محفل میلاد مکمل طور پر اتباعِ سنت ہے۔

فرمانِ رسول ﷺ

گھوارہ میں چاند مجھ سے باتیں کرتا اور میرے اشارے پر چلتا تھا اور میں اس کے سجدوں کی آوازیں سنتا تھا

خصائص کبریٰ

و اخرج البیھقی والصابونی فی المأتین والخطیب و ابن عساکر فی تاریخھما عن العباس بن عبدالمطلب قال قلت یا رسول اللہ دعانی الی الدخول فی دینک امارۃ لنبوتک۔ رأیتک فی المھد تناجی القمر و تشیر الیہ باصبعک فحیث اشرت الیہ مال قال انی کنت احدثہ و یحدثنی و یلھینی عن البکآء و اسمع و جبتہ حین یسجد تحت العرش۔

(خصائص کبریٰ جلد اول صفحہ ۵۳)

ترجمہ: بیہقی نے اپنی سنن میں، صابونی نے ماتین میں اور خطیب اور ابن عساکر نے اپنی اپنی تاریخ میں حضرت عباس بن عبدالمطلب سے روایت کی ہے کہ آپ نے (ایک بار) عرض کیا: یارسول اللہ! آپ کے دین میں داخل ہونے پر مجھے آپ نبوت کی ایک نشانی نے مجبور کیا میں نے دیکھا آپ گھوارے میں لیٹے چاند سے باتیں کرتے اور اپنی انگلی سے اس کی طرف اشارہ کرتے تھے۔ اور چاند آپ کے

اشارے پر چل رہا تھا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: میں چاند سے باتیں کیا کرتا تھا اور وہ مجھ سے باتیں کرتا اور مجھے رونے نہ دیتا تھا اور میں چاند کی دھنک سنتا تھا جب وہ عرش کے نیچے سجدہ کرتا تھا۔

فرمانِ رسول ﷺ

بچپن میں میرا سینہ پھاڑ کر میرے دل کو نور سے بھرا گیا

دلائل النبوۃ

عن خالد بن معدان عن اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انھم قالوا لہ اخبرنا عن نفسک فذکر الحدیث۔ قال واسترضعت فی بنی سعد بن بکر فبینا انا مع اخ لی فی بھم لنا، اتانی رجلان علیھما ثیاب بیاض معھما طست من ذھب مملوءۃ ثلجا فاضجعانی فشقا بطنی ثم استخرجا قلبی فشقاہ فاخرجا منہ علقۃ سوداء فالقیاھا ثم غسلا قلبی و بطنی بذلک الثلج حتی اذا القیا ثم رداہ کما کان، ثم قال احدھما لصاحبہ زنہ بعشرۃ من امتہ فوزننی بعشرۃ فوزنتھم، ثم قال زنہ بمأۃ من امتہ فوزننی بمأۃ فوزنتھم ثم قال زنہ بالف من امتہ فوزننی بالف فوزنتھم فقال دعہ فلو وزنتہ بامتہ لوزنھم۔ (دلائل النبوۃ جلد اول صفحہ ۱۴۶ باب ذکر رضاع النبی طبع بیروت)

ترجمہ: خالد بن معدان نے بعض اصحاب رسول ﷺ سے روایت کی ہے کہ صحابہ نے آپ سے عرض کیا کہ ہمیں اپنے بارہ میں کچھ خبر دیجیے، تو آگے ساری حدیث بیان کی، جس میں ہے کہ میں نے بنوسعد بن بکر کا دودھ پیا ہے ایک دن میں اپنے رضاعی بھائی کے ساتھ اپنے جانور لے کر گیا ہوا تھا کہ میرے پاس سفید کپڑوں والے دو شخص آئے جن کے پاس برف سے بھرا ہوا سنہری طباق تھا۔ انہوں نے آ کر مجھے لٹا لیا، میرا پیٹ پھاڑا میرا دل نکالا پھر دل کو چیرا اور اس سے ایک سیاہ رنگ کا لوتھڑا نکال کر پھینک دیا، پھر میرا دل اور پیٹ اس برف سے دھویا اور وہ صاف ہو گئے پھر انہیں پہلے کی طرح ملا کر جسم کو درست کر دیا، پھر ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا اسے اس کی امت کے دس افراد کے ساتھ وزن کرو۔ جب دس افراد کے ساتھ میرا وزن کیا تو میں ان سے بھاری رہا، اس نے کہا: سو افراد کے ساتھ اس کا وزن کرو میں پھر بھی بھاری رہا۔ اس نے کہا: اس کی امت کے ہزار افراد کے ساتھ اسے تولو! جب میں ہزار پر بھی بھاری رہا، تو اس کے ساتھی نے کہا: رہنے دو اگر تم اسے اس کی ساری امت کے ساتھ وزن کرو گے تو بھی یہ بھاری رہے گا۔

فرمانِ رسول ﷺ

میرے بچپن میں یہودی میری مہر نبوت کو دیکھ کر کہتے کہ یہ نبی ہے

دلائل النبوت ابو نعیم

حضور ﷺ فرماتے ہیں: بچپن میں میری والدہ اپنے علاقہ مدینہ منورہ میں مجھے لے کر آئیں جب میں آیا تو:

نظرت الی رجل من الیهود یختلف الی ینظر الی ثم ینصرف عنی فلقینی یوما خالیا. فقال یا غلام؟ ما اسمك؟ قلت احمد، و نظر الی ظهری، فاسمعه یقول هذا نبی هذا الامة ثم راح الی اخوالی فخبرهم الخبر فاخبروا امی فخافت علی فخرجنا من المدینة.

(دلائل النبوت (ابو نعیمؒ) جلد اول صفحہ ۲۰۵ طبع حلب جدید)

ترجمہ: میں نے دیکھا ایک یہودی شخص بار بار مجھے دیکھتا اور نگاہ پھیر لیتا ہے۔ ایک دن وہ مجھے تنہائی میں ملا تو کہا: اے لڑکے! تمہارا نام کیا ہے؟ میں نے کہا: احمد (ﷺ) اس نے میری پشت کو دیکھا، تب میں نے سنا وہ کہہ رہا تھا: یہ بچہ اس امت کا رسول ہے، پھر وہ میرے ننھیال گیا اور ساری بات بتلائی، میری والدہ نے سنا تو اسے میری بڑی فکر لاحق ہو گئی تب ہم مدینہ طیبہ سے چلے آئے۔

حضور ﷺ نے اپنے میلاد اور بچپن پر فخر کیا

طبرانی

عن ابی سعید الخدری رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ انا اعرب العرب ولدت فی قریش و نشأت فی بنی سعد فأنی یأتینی اللحن۔ (رواہ الطبرانی)

(جامع صغیر (للسیوطی) جلد اول صفحہ ۴۱۳ طبع بیروت)

ترجمہ: ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں سب عرب سے زیادہ فصیح ہوں کیونکہ قریش میں میرا میلاد ہوا اور بنوسعد میں پرورش تو میرے تلفظ میں خرابی کیسے آسکتی ہے

پتہ چلا کہ جس طرح محفل میلاد اور جلسہ میلاد میں آپ کے نور کی تخلیق آپ کی ولادت کی عظمتیں اور آپ کے پاک بچپن کے احوال بیان کیے جاتے ہیں بالکل اسی طرح نبی ﷺ بھی صحابہ کی محفلوں میں اپنی ولادت اپنا بچپن اور اپنا دور رضاعت خود بیان کرتے تھے اور بالکل اسی بیان کے لیے آج محفل میلاد منعقد کی جاتی ہے۔ لہٰذا محفل میلاد سراسر اتباعِ سنت ہے، اس لیے اہلِ سنت کا حق بنتا ہے کہ اسے قائم کریں اور اسے خلافِ شرع حرکات سے پاک رکھیں۔

دلیل پنجم: صحابہ کرام نبی علیہ السلام کو محفلوں میں آپ کے میلاد کی نظمیں سناتے تھے

مستدرک

اخرج الحاکم والطبرانی عن خریم بن اوس قال

هاجرت الی رسول الله صلی الله علیه وسلم منصرفه من تبوك فسمعت العباس یقول یارسول الله انی ارید ان امتدحك قال قل لا یفضض الله فاك فقال:

۱- من قبلها طبت فی الظلال و فی
مستودع حیث یخصف الورق

۲- ثم هبطت البلاد لا لبشر
انت ولا مضغة ولا علق

۳- بل نطفة ترکب السفین و قد
الجم نسر و اهله الغرق

۴- تنقل من صالب الی رحم
اذا مضی عالم بدا طبق

۵- وردت رالخلیل مسترا
فی صلبه انت کیف یحترق

۶- حتی احتوی بیتك المهیمن من
خندف علیاء تحتها النطق

۷- و انت لمّا ولدت اشرقت
ارض وضاءت بنورك الافق

۸- فنحن فی ذالك الضیاء و فی
النور و سبل الرشاد تخترق

(المستدرک للحاکم جلد سوم صفحہ ۳۲۷،مناقب العباس بن عبدالمطلب،ذکر دعاء النبی ﷺ فی حق العباس ؓ) (خصائص کبریٰ جلد اول صفحہ ۳۹ باب اختصامیہ بطہارت ﷺ) (المواہب اللدنیہ) (نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب علامہ اشرف علی تھانوی صفحہ ۷ طبع کتب خانہ رحیمیہ، دیوبند)

ترجمہ: حاکم وطبرانی نے خریم بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہتے ہیں میں ہجرت کر کے نبی علیہ السلام کے پاس پہنچا، آپ اس وقت سفر تبوک سے واپس آئے میں نے سنا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کہہ رہے تھے یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں آپ کی تعریف کرنا چاہتا ہوں۔فرمایا: کہو! اللہ تمہارا چہرہ سلامت رکھے تو حضرت عباس نے یہ اشعار کہے:

(۱) اے نبی ﷺ آپ دنیا میں آنے سے پہلے جنت کے سایوں میں خوش رہتے تھے۔آپ آدم علیہ السلام کی پشت میں تھے۔جب وہ پتوں سے خود کو ڈھانپ رہے تھے۔

(۲) پھر زمین پر اترے آپ کے ساتھ کوئی شر نہ تھی اس وقت آپ گوشت کا ٹکڑا تھے نہ خون کا لوتھڑا (یعنی ابھی آپ کی ولادت قریب نہ آئی تھی)

(۳) بلکہ آپ نطفہ کی شکل میں تھے جو صلب نوح علیہ السلام میں رہتے ہوئے کشتی پر سوار ہوا۔اس وقت نسر بت کو لگام دی گئی اور اس کے پجاری غرق کیے گئے۔

(۴) آپ ایک پشت سے دوسرے رحم کی طرف منتقل ہوتے رہے

ایک زمانہ گزرتا تو دوسرا دور شروع ہو جاتا۔

(۵) پھر آپ نارِ خلیل میں اُترے، جب آپ حضرت خلیل کی پشت میں تھے تو وہ آگ میں کیسے جل سکتے تھے۔

(۷) جب آپ کی ولادت باسعادت ہوئی تو زمین چمک اٹھی، اور آپ کے نور سے آفاقِ عالم منور ہو گئے۔

(۸) تو ہم اب بھی اسی روشنی اور نور میں ہیں، اور ہدایت کے راستے طے کیے جا رہے ہیں۔

المواہب مع الزرقانی

بنو تمیم اپنے خاندانی شاعر اقرح بن جابس (جو بعد میں ایمان لے آئے تھے) کو ساتھ لے کر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس مدینہ منورہ آئے اور حجروں کے پیچھے سے پکارا اے محمد (ﷺ) باہر آؤ ہم اشعار میں اپنے اپنے مفاخر بیان کرنے کا مقابلہ کرتے ہیں۔آپ نے فرمایا: مجھے شاعر اور متکبر بنا کر نہیں بھیجا گیا تاہم جو کہنا چاہتے ہو کہو۔" تو ان کے خطیب نے اپنی عظمتیں گنوائیں، آپ نے ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ وہ ان کے خطیب کا جواب دیں۔انہوں نے ایسا خطبہ دیا کہ سب پر غالب آ گئے، تب اقرع بن جابس شاعرِ تمیمی نے اٹھ کر اپنے قبیلہ کی عظمتوں کو اشعار میں پیش کیا۔آگے حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

فامر النبی صلی اللہ علیہ وسلم حسانا یجیبھم فقام فقال:

۱- ھل المجد الا السود والعود والندیٰ
وَ جاہ الملوك واحتمال العظائم

۲- نصرنا و آوینا النبی محمدا
علی انف راض من معد و راغم

۳- زکی جرید اصله و ثراءة
بجابیة الجولان وسط الاعاجم

۴- و نحن ولدنا فی قریش عظیمها
ولدنا نبی الخیر من ال هاشم

هکذا انشدها کلها ابن هشام فی السیرة۔

(المواهب اللدنیہ مع الزرقانی جلد سوم صفحہ ۷۴ ۱۳ الفصل السابع فی خطائبہ و شوائہ)

ترجمہ: نبی ﷺ نے حضرت حسان کو انہیں جواب دینے کا حکم فرمایا:

حضرت حسان اٹھے اور فرمایا:

(۱) شرافت انہی چیزوں سے تو ہے (۱) سرداری (۲) مرجع خلائق ہونا (۳) مجلسِ مشاورت قائم کرنا (۴) بادشاہوں جیسا بدیہ اور عظیم ذمہ داریاں سر پر اٹھانا۔

(۲) ہم نے محمد ﷺ کو مدد اور پناہ دی چاہے کوئی راضی تھا یا ناراض۔

(۳) آپ کا نسب صاف ستھرا ہے اور آپ کی دولت (دولتِ اسلام) جابیۂ جولان تک جا پہنچی ہے جو عجم کے وسط میں ہے۔

(۴) ہم قریش کے عظیم قبیلہ میں پیدا ہوئے، ہم نے آلِ ہاشم سے بھلائی والا رسول پیدا کیا ہے۔

مذکورہ دونوں احادیث سے یہ امور ثابت ہوئے

(۱) حضرت عباس اور حضرت حسان رضی اللہ عنہما کی نظمیں آپ نے ملاحظہ فرمائیں، حضرت حسان کی نظم میں میلادِ رسول کا مختصر اور جامع بیان ہے جب کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی آٹھ اشعار پر مشتمل نظم اول تا آخر میلادِ رسول کا بیان ہے۔ بلکہ اسے قصیدہ میلاد النبی ﷺ کہنا چاہیے، دونوں واقعات بتلا رہے ہیں کہ میلاد النبی کی یہ نظمیں محفلوں میں حضور علیہ السلام کو سنائی گئیں۔

پہلی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

فسمعت العباس یقول یا رسول الله انی ارید ان امتدحك۔

یعنی راوی حدیث خریم بن اوس صحابی رسول کہتے ہیں میں نے حضرت عباس کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ یارسول اللہ میں آپ کی مدح کرنا چاہتا ہوں۔ معلوم ہوا حضرت عباس نے یہ قصیدۂ میلاد سننے والوں کی مجلس و محفل میں سنایا اور چونکہ آپ نے نبی ﷺ کی تبوک سے بخیریت واپسی پر خوشی کا اظہار کرنے کے لیے یہ قصیدہ پڑھا ہے۔ اس لیے عقل کا تقاضا ہے کہ اسے محفل میں پڑھا گیا تاکہ دوسرے صحابہ بھی اس خوشی میں شامل ہوں، جب کہ حضرت حسان والی حدیث میں تو صاف ہے کہ بنو تمیم کے لوگ بھی موجود تھے اور صحابہ بھی، اور حضرت حسان نے یہ اشعار سنا کر شاعرِ بنو تمیم کو عاجز کر دیا۔

منکرو! ذرا آنکھوں سے تعصب کی پٹی اتار کر بتلاؤ کہ جس محفل میں نبی علیہ السلام کے سامنے آپ کے میلاد کی عظمتیں بیان ہو رہی تھیں کہ

انت لما ولدت اشرقت

ارض وضاءت بنورك الافق

اور یہ اشعار پڑھے جا رہے تھے کہ

و نحن ولدنا فی قریش عظیمها

ولدنا نبی الخیر من آل هاشم

کیا وہ محفل میلاد النبی ﷺ نہ تھی؟ تو پھر تم یہ کیوں نہیں اقرار کرتے کہ دورِ رسالت میں بھی محفل میلاد ہوتی تھی۔ یہ الگ بات ہے کہ اس وقت اسے محفل میلاد کا نام نہیں دیا گیا تھا۔ یہ نام بعد کے دور میں تجویز ہوا مگر میلاد خوانی کا کام تو دورِ رسالت ہی سے شروع ہو گیا تھا

(۲) میلاد خوانی سے اور آپ کے میلاد کی محفل بنانے سے آپ خوش ہوتے اور دعا دیتے ہیں جیسا کہ آپ نے حضرت عباس سے فرمایا:

قل لا یفضض الله فاك۔

یعنی میری تعریف کرو اللہ تمہارا چہرہ سلامت رکھے۔

لہٰذا محفل میلاد سراسر رضائے نبی کا حصول ہے۔ اس لیے چاہیے کہ ایسے مبارک کام میں کوئی خلاف شرع حرکت نہ ہو ورنہ بڑا گناہ ہوگا۔

محفل میلاد دورِ رسالت اور دورِ صحابہ میں بھی ہوتی تھی

مولانا عبد الحی دیوبندی کا واضح تر فتویٰ

مجموعۃ الفتاویٰ

ذکر میلاد اسے کہتے ہیں کہ ذاکر کوئی آیت یا حدیث پڑھ کر اس کی شرح میں

کچھ فضائل نبویہ اور معجزاتِ احمدیہ اور آپ کی ولادت اور نسب کا تھوڑا احال اور خوارق جو ولادت کے وقت ظاہر ہوئے، بیان کرے جیسا کہ ابن حجر مکی رحمہ اللہ نے نعمۃ الکبریٰ علی العالم بمولد سید ولد آدم میں لکھا ہے اور اس کا وجود زمانہ نبوی اور زمانہ صحابہ میں بھی تھا، اگرچہ اس نام سے نہ تھا، ماہرین فن حدیث پر مخفی نہ ہوگا کہ صحابہ مجالس وعظ اور تعلیم علم میں فضائل نبویہ اور ولادتِ احمدیہ کا ذکر کرتے تھے اور صحاح میں مروی ہے کہ حضور سرور کائنات ﷺ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو اپنی مسجد میں منبر پر بٹھاتے اور قصیدہ قصائدِ مدح نبوی کہ انہوں نے کہے ہوئے پڑھتے اور آپ ان کو دعاء خیر دیتے اور فرماتے:

اللھم ایدہ بروح القدس۔

اے اللہ! ان کی مدد کر بذریعہ جبریل۔

اور دیوانِ حسان رضی اللہ عنہ کے دیکھنے والوں پر پوشیدہ نہ ہوگا کہ ان کے قصائد میں معجزات اور حالاتِ ولادت اور نسب شریف وغیرہ موجود ہے۔ پس محفل میں ایسے اشعار پڑھنا عین ذکر میلاد ہے اور حسان رضی اللہ عنہ کے مسجد میں اشعار پڑھنے کا قصہ صحیح بخاری میں بھی موجود ہے پس درحقیقت ذکر میلاد میں اور اس قصہ میں کوئی معتد بہ فرق نہیں معلوم ہوتا یہ امر دیگر ہے کہ اس ذکر کا نام مجلسِ ذکر میلاد قرار نہیں پایا تھا۔ (مجموعۃ الفتاویٰ اردو کتاب الحظر والاباحت جلد دوم صفحہ ۱۶۰ طبع کراچی)

دعوتِ انصاف

آج کل تقریباً ہر دیوبندی عالم کی زبان پر یہی بات ہے کہ محفل میلاد بدعتِ ضلالت ہے گمراہی و بد دینی ہے۔ اس کے جواب میں جب ہم کہتے ہیں کہ بھلے لوگو!

محفلِ میلاد اس چیز کا نام ہے کہ مسلمان مل بیٹھ کر نبی ﷺ کے میلاد کا ذکرِ خیر کریں اور یہ عمل تو دورِ رسالت میں بھی ہوتا تھا تو دیوبندی علماء کو ہماری یہ بات بڑی ناگوار گزرتی ہے۔ اب ہم کہتے ہیں کہ ہماری نہ مانو اپنے امام مولانا عبدالحی دیوبندی کی بات مان لو۔ وہ بھی یہ کہہ رہے ہیں کہ اگرچہ اس وقت اس کا نام مجلسِ ذکرِ میلاد قرار نہیں پایا تھا لیکن یہ محفل دورِ رسالت اور دورِ صحابہ میں بھی ہوتی تھی۔

والفضل ما شهدت به الأعداء

دلیلِ ششم: صحابہ محفلِ میلاد قائم کیا کرتے تھے اور نبی ﷺ انہیں دعائیں دیا کرتے تھے

شیخ المحدثین امام المحققین علامہ ابوالخطاب بن دحیہ علیہ الرحمہ اپنی کتاب التنویر فی مولد البشیر النذیر میں دو احادیث بیان کرتے ہیں۔

التنویر

عن ابن عباس رضی الله عنه انه كان يحدث ذات يوم فى بيته وقائع ولادته صلى الله عليه وسلم لقوم فيستبشرون و يحمدون الله و يصلون عليه عليه الصلوة والسلام فاذا جاء النبى صلى الله عليه وسلم قال حلت لكم شفاعتى۔

(التنویر فی مولد البشیر النذیر بحوالہ الدر المنظم للعلامۃ الشیخ عبدالحق المحدث الہ آبادی صفحہ ۹۵)

ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ایک دن اپنے گھر میں لوگوں کو نبی ﷺ کی ولادت باسعادت کے واقعات بیان کر رہے

تھے۔ لوگ سن کر خوش ہو رہے تھے اور حمدِ الٰہی اور درود رسالت مآب ﷺ پڑھ رہے تھے اتنے میں نبی ﷺ آ گئے تو فرمایا: تم پر میری شفاعت واجب ہو گئی۔

التنویر

عن ابی درداء رضی الله عنه قال مر النبى صلى الله عليه وسلم الى بيت عامر الانصارى و كان يعلم وقائع ولادته عليه السلام لابنائه و عشيرته و يقول هذا اليوم هذا اليوم فقال عليه الصلوة والسلام ان الله فتح لك ابواب الرحمة و ملائكته كلهم ليستغفرون لك من فعل فعلك نجى نجاتك۔

ترجمہ: ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ عامر انصاری کے گھر کی طرف سے گزرے وہ اپنے بچوں کو نبی ﷺ کی ولادت کے واقعات پڑھا رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ فلاں تاریخ کو یہ ہوا فلاں کو یہ ہوا، نبی ﷺ نے سن کر فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے رحمت کے دروازے کھول دیے ہیں اور سب فرشتے تمہارے لیے استغفار کر رہے ہیں۔ جس نے تمہارے جیسا یہ کام کیا، وہ تم جیسا نجات یافتہ ہو گیا۔

مذکورہ دونوں احادیث سے درج ذیل امور ثابت ہوئے

۱۔ نبی ﷺ کی حیاتِ ظاہرہ میں ہی صحابہ کرام نے اپنے اپنے گھروں میں ذکر

ولادتِ رسول ﷺ کی محافل قائم کرنے کا آغاز کر دیا تھا۔ لہٰذا محفلِ میلاد کو بدعت ضلالت کہنا سراسر حماقت و جہالت ہے۔

۲۔ نبی ﷺ محفلِ میلاد کو دیکھ کر خوش ہوتے اور دعا دیتے تھے لہٰذا اہلِ سنت کو مژدۂ رحمت ہو کہ اُن پر اللہ کا رسول خوش ہے۔

۳۔ صحابہ کی محفلِ میلاد کے لیے کسی خاص دن کا تقرر نہ ہوتا تھا اور نہ ہی محفلِ میلاد نام کا تقرر تھا یہ چیزیں بعد میں مقرر ہوئیں مگر اس محفل کا اصل دورِ رسالت میں ثابت ہو گیا۔ رہا دن اور نام کا تقرر تو یہ اپنی جگہ جائز اور درست کام ہے آگے اس کی تفصیلی بحث آ رہی ہے۔

دلیل ہفتم: دورِ رسالت کے بعد بھی صحابہ نے محفلِ میلاد کا سلسلہ قائم رکھا

(۱) ذکرِ میلاد النبی ﷺ بزبان ابن عباس رضی اللہ عنہما

جب نورِ نبی جبینِ عبداللہ سے دامنِ آمنہ میں آیا

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عبدالمطلب اپنے بیٹے عبداللہ کو بیاہنے کے لیے لے کر نکلے ایک کاہنہ عورت فاطمہ خثعمیہ بنتِ مُر پر گزر ہوا جس نے آسمانی کتابیں پڑھی تھیں، اس نے جبینِ عبداللہ میں نورِ نبوت چمکتا دیکھا تو کہنے لگی: اے نوجوان کیا تم ابھی میرے ساتھ حرام کام کرنے پر تیار ہو؟ میں تمہیں ایک سو اونٹ دے دوں گی، حضرت عبداللہ نے فرمایا: (اشعار کا ترجمہ) حرام کام سے بچنے کے لیے موت قبول کر لینی چاہیے اور میں تو ہر صورت میں حلال کا طلب گار ہوں، میں تمہارا مقصد کیسے پورا کر سکتا ہوں، شریف انسان اپنی عزت اور دین کی حفاظت کیا

کرتا ہے۔

اس کے بعد آپ اپنے والد کے ساتھ آگے چلے آپ کا نکاح آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ سے ہو گیا۔ آپ اپنی بیوی کے پاس تین دن رہے۔ پھر اس کاہنہ عورت پر سے گزرے۔ وہ بولی: تم نے میرے بعد کیا کیا؟ فرمایا: میرے باپ نے میرا نکاح آمنہ بنت وہب سے کر دیا اور میں وہاں تین دن ٹھہرا رہا ہوں۔ کہنے لگی: میں کوئی بدکار عورت نہیں۔ مگر میں نے تمہاری پیشانی نور سے چمکتی دیکھی۔ تو میں نے چاہا کہ یہ نور مجھے مل جائے، مگر خدا کو کچھ اور ہی منظور تھا، پھر کہنے لگی: (اشعار کا ترجمہ) میں نے ایک تصور سا دیکھا جو چمکا اور حاتم قطر کی طرح ضوفشاں ہوا۔ اس کے پانی میں ایک نور ہے جو ماہِ تمام کی طرح ماحول کو منور کر دیتا ہے۔ میں نے اس نور کی تمنا کی تھی، تا کہ ہر روشنی کرنے والے پر فخر کر سکوں۔

نوٹ: دلائل النبوہ جلد اول صفحہ ۱۶۲ پر نبی علیہ السلام کے والدین کی شادی اور نورِ نبی کا انتقال حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کیا گیا ہے۔

دلائل النبوۃ ابو نعیم

عن ابن عباس رضی الله عنه قال كان فی عهد الجاهلية اذا ولدلهم مولود من تحت الليل رموه تحت الانآء فلا ينظرون اليه حتى يصبحوا فلما ولد النبی صلی الله عليه وسلم طرحوه تحت البرمة فلما اصبحوا اتوا البرمة فاذا هی قد انفلقت ثنتين و عيناه الى السمآء فعجبوا من ذالك ورفع الى امرأة من بنی بكر ترضعه فلما ارضعته دخل عليها الخير

من كل جانب ولها شويهات فبارك الله فيها فنمت وزادت۔ (دلائل النبوۃ ابونعیم جلد اول) (خصائص کبریٰ جلد اول صفحہ ۵۰)

ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عہدِ جاہلیت میں جب رات کو کوئی بچہ پیدا ہوتا تو اسے کسی برتن کے نیچے رکھ دیتے اور صبح تک اسے نہ دیکھتے جب نبی ﷺ پیدا ہوئے تو آپ کو ایک ہنڈیا کے نیچے رکھ دیا گیا۔ صبح جب گھر والوں نے دیکھا تو ہنڈیا دو ٹکڑے ہو گئیں تھیں اور آپ کی آنکھیں آسمان پر لگی تھیں، تو وہ بڑے حیران ہوئے پھر آپ کو بنی بکر کی ایک عورت (حلیمہؓ) کے سپرد کر دیا گیا تاکہ وہ دودھ پلائے اس عورت پر رحمت کے دروازے کھل گئے۔ اس کی چند کمزور بکریوں میں اللہ نے برکت ڈالی تو وہ بہت زیادہ ہو گئیں۔

علاوہ ازیں

پیچھے آپ وہ متعدد احادیث پڑھ چکے ہیں جن میں نبی علیہ السلام نے اپنے متعلق پیدائش نور اور عظمت حسب ونسب کا ذکر فرمایا ہے وہ اکثر ابن عباس سے مروی ہیں۔ اسی طرح نبی علیہ السلام کا مختون پیدا ہونا بھی بروایت ابن عباس پیچھے گذر گیا ہے۔

(۲) ذکر میلاد النبی ﷺ بزبانِ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ

بشارتِ آمدِ رسول

عن علي بن ابي طالب رضي الله عنه قال لم يبعث الله نبيًّا آدم فمن بعده الا اخذ عليه العهد في محمد

لئن بعث وهو حي ليؤمنن به و لينصرنه و يأمرة فيأخذ العهد على قومه۔

(تفسیر ابن جریر طبری جلد سوم صفحہ ۲۳۶ زیر آیت واذ اخذ اللہ میثاق النبیین) (درمنثور علامہ سیوطیؒ جلد ۲ صفحہ ۴۷)

ترجمہ: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سے لے کر ہر نبی کو نبی ﷺ کے متعلق یہ عہد لے کر بھیجا کہ اگر آپ ﷺ تم میں سے کسی کی موجودگی پیدا ہو جائیں تو وہ آپ پر ایمان لائے گا اور آپ کی مدد کرے گا، اور یہ بھی حکم دیا کہ اپنی قوم سے بھی یہ وعدہ لے۔

مسرت میلاد النبی ﷺ

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے سنا ابوطالب بیان کرتے ہیں کہ جب آمنہ بنت وہب کے ہاں نبی ﷺ پیدا ہوئے تو حضرت عبدالمطلب تشریف لائے آپ کو گود میں رکھا اور بوسہ دے کر ابوطالب کے حوالہ کرتے ہوئے کہا: یہ تمہارے پاس میری امانت ہے اس بچے کی بڑی شان ہوگی، پھر انہوں نے حکم دیا تو دُنبے اور بکریاں ذبح کی گئیں۔

و اطعم اهل مكة ثلاثا۔

اور اہلِ مکہ کو تین دن تک دعوت دی گئی۔

پھر مکہ کے ہر راستے پر ایک جانور ذبح کیا گیا:

لا يمنع منه انسانٌ ولا سبعٌ ولا طائرٌ۔

جو سب انسانوں درندوں اور پرندوں کے لیے عام کر دیا گیا۔

(دلائل النبوۃ ابو نعیم جلد اول صفحہ ۱۷۳ فصل تابع فی ذکر حمل امہ ووضعہا)

(۳) ذکر میلاد النبی ﷺ بزبان حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ

شانِ ولادتِ رسول ﷺ

عبد الرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں، میں اور نبی ﷺ بچپن کے دوست تھے، میری والدہ شفا بنت عبد الرحمان، آپ کے والد کی عم زاد بہن تھیں، ایک دن وہ ہمیں بتلانے لگیں۔ جب نبی ﷺ پیدا ہوئے تو میرے ہاتھوں پر تشریف لائے (یعنی میں بطور دایہ موجود تھی) آپ کچھ روئے تو میں نے سنا کوئی کہہ رہا تھا آپ کا رب آپ پر رحم کرے گا، میری والدہ شفا کہتی ہیں۔

فاضاء لی ما بین المشرق والمغرب۔

مجھ پر زمین کا مشرق و مغرب روشن ہو گیا حتیٰ کہ میں نے شام کے بعض محلات دیکھ لیے، فرمانے لگیں پھر میں نے آپ کو دودھ پلا کر لٹا دیا، تھوڑی ہی دیر بعد مجھ پر تاریکی، رعب اور خوف طاری ہو گیا پھر میری دائیں طرف روشنی ہوئی۔ میں نے سنا کوئی کسی کو کہہ رہا تھا تم انہیں کہاں لے گئے تھے۔ اس نے کہا: مشرق میں لے گیا تھا اور اس کا ذکر اب مشرق و مغرب میں ہمیشہ رہے گا۔ حضرت شفاء فرماتی ہیں۔ یہ واقعہ میرے دل پر ثبت رہا اور جب نبی ﷺ نے اعلانِ نبوت کیا میں سب سے پہلے اسلام لانے والوں میں سے تھی۔

میلادِ رسول ﷺ پر جنوں کا نغمۂ مسرت

حضرت عبد الرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی ﷺ پیدا

ہوئے۔ تو جنوں نے مقام حجون میں جبل ابو قبیس پر جس کے دامن میں مقبرہ ہے اور قریش وہاں کپڑے ترکیا کرتے تھے۔ یہ آواز دی اور کہا:

فاقسم ما انثى من الناس انجبت
ولا ولدت انثى من الناس واحدة
كما ولدت زهوية ذات مفخر
نجية من لوم القبائل ماجده
و قد ولدت خير البرية احمدا
فاكرم مولود و اكرم والدة

ترجمہ: (۱) قسم بخدا، لوگوں میں سے کوئی اتنی خوش قسمت نہیں اور نہ ہی ایسا بچہ جنا ہے۔

(۲) جیسا بنو زہرہ کی قابل فخر عورت نے جنا ہے، وہ اولاد قبائل کی بری عادات سے پاک اور معزز ہے۔ (یعنی سیدہ آمنہ والدہ رسول ﷺ)

(۳) اس نے تمام جہان سے افضل ذات احمد مصطفیٰ ﷺ کو پیدا کیا ہے۔ کتنا بہتر بچہ ہے اور کتنی بہتر ماں۔

(الوفا باحوال المصطفیٰ (ابن جوزیؒ) جلد اول صفحہ ۹۶، باب ۲۱)

(۴) ذکر میلاد النبی ﷺ بزبان صحابی ابن صحابی عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما

ابو نعیم اور ابن عساکر نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ مرالظہران نامی جگہ جو مکہ کے قریب تھی میں شام کا ایک عیص نامی راہب رہتا تھا۔

اسے خدا نے بڑا علم دیا تھا اور وہ اپنے معبد میں ہی رہتا تھا، جب کبھی مکہ شریف میں آتا تو کہتا مکہ والو! تم میں وہ بچہ پیدا ہونے والا ہے عرب جس کی غلامی کریں گے اور عجم پر وہ مالک ہوگا، یہی اس کا زمانہ ظہور ہے جو ان پر ایمان لائے گا نجات پائے گا اور نہ ماننے والا ناکام رہے گا۔ میں نے اس کی طلب میں سارا جہان چھان مارا ہے۔ تو مکہ میں جب بھی کوئی بچہ پیدا ہوتا وہ اس کا حال سنتا اور کہتا ابھی وہ بچہ پیدا نہیں ہوا، جس رات نبی ﷺ کی ولادت ہوئی، اس کی صبح حضرت عبدالمطلب عیص کے معبد پر آئے اور نیچے کھڑے ہو کر آواز دی، اس نے پوچھا: کون آیا ہے، جواب ملا: ابن عبدالمطلب، اس نے معبد کے اوپر سے نیچے جھانکا اور کہا:

کن اباہ فقد ولد ذالك المولود الذی کنت احدثکم بہ۔

ترجمہ: تم اس کے باپ ہو وہ بچہ جس کے متعلق میں تمہیں بتلاتا تھا آج پیر کے روز پیدا ہو گیا ہے۔

وھو یبعث یوم الاثنین و یموت یوم الاثنین۔

ترجمہ: وہ پیر کے روز اعلان نبوت کرے گا اور پیر ہی کو دنیا سے جائے گا۔

(خصائص کبریٰ جلد اول صفحہ ۵۰)

(۵) ذکر میلاد النبی ﷺ بزبان عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ

میلاد رسول ﷺ پر فرشتوں کی سلامی

عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں میری والدہ نے مجھے بتلایا کہ وہ نبی ﷺ کی والدہ آمنہ بنت وہب رضی اللہ عنہا کے پاس وقتِ ولادت

حاضر تھیں، فرماتی ہیں میں نے دیکھا:

النجوم تدلّٰی الیّ۔

ستارے میری طرف جھک رہے تھے۔ حتیٰ کہ میں نے گمان کیا یہ مجھ پر گر جائیں گے۔

جب آپ پیدا ہوئے تو سیدہ آمنہ سے وہ نور نکلا جس سے سارا گھر اور ماحول روشن ہو گیا۔

حتّٰی جعلت لا اریٰ الّا نورا۔

ترجمہ: بلکہ میں جدھر دیکھتی نور ہی نور تھا۔

(دلائل النبوۃ جلد اول فصل تاسع فی ذکر حمل امہ صفحہ ۱۶۸)

(۶) ذکر میلاد النبی ﷺ بزبان ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا

میلاد رسول کے چرچے

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ فرماتی ہیں کہ مکہ میں ایک یہودی تجارت کیا کرتا تھا، جب نبی ﷺ کی ولادت کی رات آئی۔ اس نے ایک مجلس میں کہا: اے قریش! کیا تم میں آج کوئی بچہ پیدا ہوا ہے۔ کہنے لگے: ہمیں تو خبر نہیں، کہنے لگا: اللہ اکبر، اگر وہ پیدا نہیں ہوا تو بہتر ہے اور اگر ہو گیا ہے تو یاد رکھو:

ولد فیکم ھذہ اللیلۃ نبی ھذہ الامۃ الاخیرۃ۔

تم میں اس رات اس آخری امت کا نبی پیدا ہوا ہے۔ اس کے دونوں کندھوں کے درمیان علامت ہے وہاں اکٹھے بال ہیں جیسے گھوڑے کی گردن کے ہوتے ہیں۔

لوگ مجلس سے اٹھ کر گھروں کو گئے پتہ چلا اس رات آمنہؓ بنت وھب کے ہاں لڑکا ہوا ہے جس کا نام انہوں نے محمد رکھا ہے۔ لوگ یہودی کے پاس آئے اور حال بتلایا۔ تو وہ کہنے لگا: چلو چل کر اسے دیکھتے ہیں، لوگ وہاں آئے، یہودی نے کہا: وہ بچہ مجھے دکھلاؤ۔ آپ کو لایا گیا تو اس نے آپ کی پشت مبارک دیکھی، جب اسے وہ نشانی (مہرِ نبوت) نظر آئی تو بے ہوش ہو کر گر پڑا جب اسے ہوش آیا تو لوگوں نے کہا: تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ کہنے لگا: بخدا آج بنو اسرائیل سے نبوت نکل گئی۔ اے قریش تم اس پر خوش ہو؟

بخدا وہ تم پر ایسا غلبہ حاصل کرے گا کہ

یخرج خبرھا من المشرق والمغرب۔

اس کی خبر مشرق و مغرب سے نکل جائے گی۔

(دلائل النبوۃ (بیہقیؒ) جلد اول صفحہ ۱۰۸ تا ۱۰۹ باب تروج عبداللہ بن عبدالمطلب بآمنہ بنت وھب) (مستدرک للحاکم جلد دوم صفحہ ۶۰۱ تا ۶۰۲ طبع بیروت باب اخبار سید المرسلین)

نوٹ: امام حاکم نے مذکورہ حدیث نقل کرنے کے بعد فرمایا:

ھٰذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاہ۔

یعنی یہ حدیث صحیح اسناد کے ساتھ ہے جسے امام بخاری مسلم نے بیان نہیں کیا۔

(۷) ذکر میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بزبان سیدہ اسمآء بنت صدیق اکبر رضی اللہ عنہما

کہ اصنام حرم ٹوٹ گئے

خرائطی نے اسماء بنت صدیق اکبر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔ آپ فرماتی ہیں کہ زید بن عمرو بن نفیل اور ورقہ بن نوفل ذکر کیا کرتے تھے کہ وہ دونوں نجاشی کے

پاس گئے بعد ازاں کہ ابرھہ مکہ مکرمہ سے واپس گیا تھا۔

کہتے ہیں جب ہم نجاشی کے پاس پہنچے تو اس نے ہمیں کہا، اے قریشی جوانو! سچ کہنا کیا تم میں کوئی ایسا بچہ پیدا ہوا تھا جسے اس کے والد نے ذبح کرنا چاہا تو اس کی مخالفت کی گئی، جس پر اُس نے بچے کو ذبح کرنے کے بجائے اس کے بدلہ میں کئی اونٹ ذبح کیے تھے؟ ہم نے کہا: ہاں۔ کہنے لگا: اس بچے کا حال بتلاؤ۔ ہم نے کہا: اس نے بڑے ہو کر ایک عورت آمنہ سے نکاح کیا اور اسے حاملہ چھوڑ کر دنیا سے چلا گیا۔ کہنے لگا: کیا اس نے پھر بچہ بھی جنا یا نہ۔ ورقہ بن نوفل نے کہا: بادشاہ! اب تجھے بتلاتا ہوں، ایک رات میں اپنے بت کے پاس گیا تھا تو اس کے اندر سے آواز آئی:

ولد النبی فذل الاملاك

و نأیٰ الضلال وادبر الاشراك

یعنی نبی پیدا ہو گیا۔ بادشاہ ذلیل ہو گئے۔ گمراہی جاتی رہی اور شرک و کفر بھاگ نکلے، پھر وہ بت سر کے بل گر پڑا، یہ سن کر زید نے کہا: میرے پاس بھی کچھ ایسی ہی خبر ہے، اے بادشاہ! میں ایک روز جبل ابوقبیس پر آیا، کیا دیکھتا ہوں ایک شخص آسمان سے جبل ابوقبیس پر اترا، اس کے دو سبز پَر تھے، پھر اس نے شہر مکہ پر جھانکتے ہوئے کہا، شیطان ذلیل ہو گیا، بت ناکارہ ہو گئے، اور رسول امین پیدا ہو گئے پھر اس نے اپنا ایک کپڑا ہوا میں بلند کر کے مشرق و مغرب کی طرف کر کے جھاڑا۔

فرأیت قد جلل ما تحت السمآء و سطع نور کاد یخطف بصری.

میں نے دیکھا کہ آسمان کے نیچے سب کچھ روشن ہو گیا ہے اور ایسا نور چمکا کہ قریب تھا میری نگاہ جاتی رہے، میں یہ دیکھ خوف زدہ ہو گیا، پھر اس آسمانی شخص نے

اپنے پر پھیلائے اور کعبہ کی چھت پر جا اُترا۔

فسطع لہٗ نورٌ اضاءت لہٗ تہامۃ۔

جس سے ایسا نور نکلا کہ تہامہ روشن ہو گیا (تہامہ جنوب عرب کا علاقہ ہے)

پھر اس شخص نے کہا: بتوں کی طرف جو کعبہ میں تھے اشارہ کیا تو وہ سب کے سب گر گئے۔

نجاشی نے کہا: میرے پاس بھی تمہاری ہی طرح کی ایک خبر ہے۔ میں ایک رات اپنے قبہ میں خلوت گزیں تھا اچانک زمین سے ایک سر اور گردن نمودار ہوئی اور اس نے کہا: ہاتھی والوں پر عذاب آ گیا، انہیں ابابیلوں نے مار ڈالا، ان پر پتھر برسا دیے، نبی امی مکی حرمی پیدا ہو گیا ہے اس کی اتباع کرنے والا خوش بخت ہے اور نافرمانی کرنے والا سرکش، پھر وہ غائب ہو گیا۔ مارے دہشت کے میں نے چیخنا چاہا تو میں بول نہ سکا میں نے اٹھنا چاہا تو اٹھ نہ سکا، پھر کچھ وقت بعد میری زبان اور پاؤں نے کام کرنا شروع کیا۔

(خصائص کبریٰ جلد اول صفحہ ۵۲ تا ۵۳ باب ما ظہر فی لیلۃ مولدہ ﷺ)

(۸) ذکر میلاد النبی ﷺ بزبان سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا

ابن اسحاق، ابن راھویہ، ابو یعلی، طبرانی، بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت حلیمہ سے روایت کیا ہے۔ فرماتی ہیں ہم (کوئی بچہ لینے کے لیے) مکہ مکرمہ میں آئے، ہم میں سے ہر عورت کے سامنے نبی ﷺ کو پیش کیا گیا لیکن وہ یہ کہہ کر انکار کر دیتی تھیں کہ یہ یتیم ہے، میرے سوا ہر عورت کو بچہ مل گیا، میں نے اپنے شوہر سے کہا میں جا کر اسی یتیم بچے کو لے لیتی ہوں خالی ہاتھ واپس جانا اچھا نہیں، تو میں آئی، دیکھا کہ آپ کو

دودھ سے زیادہ سفید کپڑے میں لپیٹا گیا ہے جس سے خوشبو آ رہی تھی اور آپ کے نیچے سبز ریشمی چادر بچھی تھی آپ کمر کے بل لیٹے خراٹے بھر رہے تھے۔ آپ کے نیچے سبز ریشمی چادر بچھی تھی، آپ کمر کے بل لیٹے خراٹے بھر رہے تھے، آپ کا حسن و جمال دیکھ کر مجھے آپ کو جگانے کی صحت نہ ہوئی میں آہستہ قریب ہوئی اور آپ کے حسن و جمال کو دیکھا۔ آپ نے مسکرا کر آنکھیں کھول دیں اور میری طرف دیکھنے لگے۔

فخرج من عینیہ نورٌ حتی دخل خلال السمآء و انا انظر۔

آپ کی آنکھوں سے ایسا نور نکلا جو آسمان میں جا داخل ہو گیا اور میں دیکھتی رہ گئی۔ میں نے آپ کا ماتھا چوم لیا، اور اپنا دایاں دودھ پیش کیا۔ آپ نے جس قدر چاہا دودھ پیا، پھر میں نے دوسرا دودھ پیش کیا تو آپ متوجہ نہ ہوئے اور بعد میں بھی آپ کا یہی معمول رہا۔ (اہلِ علم کہتے ہیں اللہ نے آپ کو بتلا دیا تھا کہ اس دودھ میں آپ کا ایک ساتھی بھی ہے، اس لیے آپ نے عدل قائم کیا) فرماتی ہیں اس طرح آپ اور آپ کا بھائی دونوں سیر ہو گئے۔

پھر میں اپنی گدھی پر سوار ہوئی اور نبی ﷺ کو آگے بٹھا لیا، فرماتی ہیں میں نے گدھی کو دیکھا

وقد سجدت نحو الکعبۃ ثلاث سجدات۔

اس نے کعبہ کی طرف تین سجدے کیے رفعت رأسھا الی السمآء۔

پھر اس نے آسمان کی طرف سر اٹھایا اور چل پڑی حتی کہ ان سب سواریوں سے آگے نکل گئی جو میرے ساتھ مکہ مکرمہ کی طرف آئی تھیں، فرماتی ہیں میں نے سنا میری گدھی کچھ کہہ رہی ہے، وہ کہتی تھی، آج میرا ایک مقام ہے اللہ نے مجھے موت

کے بعد زندگی بخشی اور لاغری کے بعد صحت لوٹا دی۔ اے بنو سعد کی عورتو! تم پر افسوس تم غفلت میں ماری گئیں۔

و هل تدرين على ظهري خير النبيين و سيد المرسلين و افضل الاولين والآخرين و حبيبُ رب العالمين۔

ترجمہ: تم کیا جانو میری پشت پر جو سوار ہیں، سب نبیوں سے بہتر سردارِ رُسُل، اولین وآخرین سے برتر اور محبوب تر ہیں۔

(المورد الروی حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ، بحوالہ الدر المنظم للعلامۃ الشیخ عبدالحق المحدث الہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۷۳ تا ۷۴)

دلیل ہفتم کا خلاصہ

آپ نے بالتفصیل پڑھ لیا کہ حضرت ابن عباس حضرت علی المرتضیٰ، حضرت عبدالرحمان بن عوف، حضرت عثمان بن ابی العاص، حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ، حضرت اسماء بنتِ ابی بکر صدیق اور حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہم سے راویوں نے نبی علیہ السلام کا میلاد روایت کیا ہے، کہ آپ کی ولادت پر فلاں فلاں قدرتِ الٰہیہ ظاہر ہوئی، فلاں فلاں معجزات دیکھنے میں آئے، پھر آپ کی پرورش ایسے ایسے ہوئی بچپن میں ان ان کمالات کا ظہور ہوا وغیرہ ذالک۔ اگر ہم تفصیل میں جاتے تو مزید کئی صحابہ سے آپ کے میلاد کا ذکر تحریر میں آتا۔ مگر ہم نے طوالت کے خوف سے اسی قدر پر اکتفا کیا ہے۔

چنانچہ مذکورہ روایات سے درج ذیل امور ثابت ہوئے۔

(۱) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم لوگوں کو آپ کا میلاد سنایا کرتے تھے، اور سامعین کے سامنے

آقا کے میلاد کا تذکرہ کیا کرتے تھے، گویا نبی علیہ السلام کے میلاد کے ذکر کی مجلسیں دورِ صحابہ میں منعقد ہوتی تھیں۔

(۲) اہلِ سنت و جماعت ایسی مجلسوں کو محافل میلاد النبی کے نام سے تعبیر کرتے ہیں اور ایسی محافل کا انعقاد اپنے لیے باعث حصولِ برکت وثواب قرار دیتے ہیں جس سے صاف معلوم ہوا کہ اہلِ سنت کا یہ عمل صحابہ کرام کے طریقہ کے عین مطابق ہے جب کہ نبی علیہ السلام کا ارشاد ہے:

اصحابی کالنجوم بأیهم اقتدیتم اهدیتم۔

یعنی میرے صحابہ تاروں کی طرح ہیں تم جس کی اتباع کرو گے ہدایت پالو گے۔

اس لیے محفلِ میلاد قائم کرنا ارشادِ رسول کے مطابق یقیناً راہِ ہدایت ہے۔

فالحمد لله على ذٰلك۔

دلیل ہشتم: صحابہ کے بعد دورِ تابعین میں بھی محافل ذکرِ میلاد النبی کا سلسلہ جاری رہا

(۱) ذکر میلاد النبی ﷺ بزبانِ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ

میلاد النبی کی رات شیطان پر کیسے گزری

اخوج ابن ابی حاتم فی تفسیرہ عن عکرمة قال لما ولد النبی صلی الله علیه وسلم اشرقت الارض نورا و قال ابلیس لقد ولد اللیلة ولد یفسد علینا امرنا فقال له جنوده فلو ذهبت الیه فخبلته فلما دنا من

النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعث اللہ جبرئیل
فرکضۃ فوقع بعدن۔

(خصائص کبریٰ جلد اول صفحہ ۵۱ باب ماظہر فی لیلۃ مولدہ ﷺ) (السیرۃ الحلبیہ (علامہ علی بن برھان الدین حلبی) جلد اول صفحہ ۱۱۱ طبع بیروت ذکر مولدہ ﷺ)

ترجمہ: ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ فرماتے ہیں: جب نبی ﷺ پیدا ہوئے تو زمین نور سے جگمگا اٹھی، ابلیس نے کہا: آج ایک بچہ پیدا ہوا ہے جو ہمارا کام خراب کر دے گا، اس کے چیلوں نے اسے کہا: تم جا کر اسے تکلیف دو۔ تو جب ابلیس آپ کے قریب ہوا۔ اللہ نے جبریل علیہ السلام کو بھیجا انہوں نے اسے مُکا مارا تو وہ عدن میں گرا۔

طبقات ابن سعد

عن عکرمۃ ان رسول اللہ ﷺ لما ولدتہ امہ وضعتہ تحت برمۃ فانفلقت عنہ قالت فنظرت الیہ فاذا ھو قد شق بصرہٗ ینظر الی السمآء۔

(طبقات ابن سعد جلد اول صفحہ ۱۰۲ ذکر مولد رسول اللہ ﷺ)

ترجمہ: عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کو جب آپ کی والدہ ماجدہ نے جنا تو آپ کو ایک ہنڈیا کے نیچے رکھ دیا (کیونکہ قریش ایسا ہی کرتے تھے) صبح دیکھا تو ہنڈیا پھٹ گئی تھی اور آپ آنکھ کھولے آسمان کی طرف دیکھ رہے تھے۔

نوٹ: زیرِ نظر دلیل کی مذکورہ بالا پہلی حدیث سے معلوم ہوا کہ شب میلاد النبی ﷺ

میں شیطان کا مارے غم کے برا حال تھا اور پیچھے گزر چکا ہے کہ شب میلاد النبی میں جانور بھی خوشی کر رہے تھے خدا کی ساری خدائی خوش تھی۔ اس لیے تو محسن اہلِ سنت مفتی احمد یار خان رحمہ اللہ کا ارشاد ہے:

نثار تیری چہل پہل پر ہزار عیدیں ربیع الاول
سوائے ابلیس کے جہاں میں سبھی تو خوشیاں منا رہے ہیں

تو بارہ ربیع الاول شریف کو جو شخص اظہارِ مسرت نہیں کرتا اسے غور کرنا چاہیے کہیں شیطان کی سنت تو نہیں ادا کر رہا؟

(۲) ذکر میلاد النبی ﷺ بزبان حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ

حضرت عروہؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں قریش کی ایک جماعت جن میں ورقہ بن نوفل زید بن عمرو بن نفیل اور عبیداللہ بن جحش اور عثمان بن حویرث بھی تھے اپنے ایک بت کے پاس جمع ہوا کرتے تھے، ایک رات جب وہ اس بت کے پاس آئے تو دیکھا منہ کے بل گرا پڑا ہے انہیں بڑا تعجب ہوا، انہوں نے اسے اٹھا کر اپنی جگہ ٹھہرایا تو تھوڑی دیر بعد وہ پھر گر گیا، انہوں نے پھر اٹھایا تو وہ تیسری مرتبہ پھر گر پڑا۔ عثمان بن الحویرث نے کہا یہ کوئی حادثہ ہوا ہے۔

و ذالك فی لیلۃ التی ولد فیھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

اور یہی وہ رات تھی جس میں نبی ﷺ پیدا ہوئے تھے، پھر عثمان بن حویرث کہنے لگا۔ (اشعار کا ترجمہ) اے عید کے بت جس کے گرد دور و نزدیک سے بڑے بڑے سردار آ کر صف بستہ کھڑے ہوتے ہیں تو اوندھا پڑا ہے کیا بات ہے ہمیں بتلا کیا

کوئی حادثہ ہوا ہے یا تو ہم سے مذاق کر رہا ہے۔

پھر انہوں نے بت کو اٹھایا، جب وہ اپنی جگہ ٹھہر گیا تو کسی آواز دینے والے نے آواز دی:

۱- تردی لمولودٍ اضاءت بنورہٖ
جمیع فجاج الارض بالشرق والغرب

۲- و خرت له الاوثان طرا و ارعدت
قلوب ملوك الارض طرا بالرعب

۳- و نار جمیع الفوس باخت و اظلمت
و قد بات شاہ الفرس فی اعظم الکرب

۴- و صد عن الکھان بالغیب منھا
فلا مخبر منھم بحق ولا کذب

۵- فیال قصی ارجعوا عن ضلالکم
و ھبوا الی الاسلام والمنزل الرحب

ترجمہ: (۱) میں اس نومولود بچہ کے لیے گر پڑا ہوں جس کے نور سے مشرق مغرب میں زمین کے تمام راستے منور ہو گئے۔

(۲) سب کے سب بت اس کے لیے گر پڑے اور شاہانِ جہان کے دل رعب وخوف سے تھرتھرا اٹھے۔

(۳) تمام اہلِ فارس کی آگ ٹھنڈی اور تاریک ہوگئی اور شاہِ فارس (کسریٰ) نے رات بڑے کرب میں گذاری ہے۔

(۴) اے آلِ قصی اپنی گمراہی سے باز آجاؤ اور اسلام و جنت کی طرف

دوڑ پڑو۔ (خصائص کبریٰ جلد اول صفحہ ۵۲ باب ما ظہر فی لیلۃ مولدہ ﷺ)

(۳) میلاد النبی ﷺ بزبان حضرت کعب بن احبار رضی اللہ عنہ

جب سیدہ آمنہ کو نورِ نبوت کی امانت ملی

و فی روایة کعب بن الاحبار انه نودی تلك اللیلة فی السمآء و صفاحھا والارض و بقاعھا ان النور المکنون الذی منه رسول الله صلی الله علیه وسلم فی بطن امه فیاطوبیٰ ثم یاطوبیٰ و اصبحت یومئذ اصنام الدنیا منکوستا و کانت قریش فی جدب شدید و ضیق عظیم فاخضرت الارض و حملت الاشجار و اتاھم الرفد من کل جانب فسمیت تلك السنة التی حمل فیھا برسول الله صلی الله علیه وسلم سنة الفتح والابتھاج۔

(مواہب اللدنیہ مع الزرقانی جلد اول صفحہ ۱۰۵ ذکر تزوج عبداللہ آمنۃ)

ترجمہ: حضرت کعب بن الاحبار سے روایت ہے کہ اس رات زمین و آسمان کی وسعتوں میں ندا کی گئی کہ وہ نورِ مکنون جس سے نبی ﷺ کا ظہور ہوگا، اپنی والدہ کے بطن میں جلوہ گر ہوگیا ہے، تو مبارک ہو پھر مبارک ہو۔ اس دن صنم ہائے دنیا اوندھے ہو گئے۔ قریش سخط قحط سالی اور تنگ دستی میں تھے اب وہ ان کی زمین سرسبز ہوگئی درخت بارور ہو گئے اور ہر طرف خیر و برکت آنے لگی۔ اس لیے جس میں نبی ﷺ اپنی والدہ کے بطن انور میں رہے اسے سن فتح وابتہاج (سال

کامرانی ومسرت) کہا گیا۔

خلاصہ دلیل ہشتم

ہم نے بنظر اختصار صرف چند مشہور و عظیم المرتبت تابعین کا ذکر کیا ہے ورنہ یہ سلسلہ طویل تر ہے۔ اور مذکورہ احادیث اور اس طرح کی دیگر غیر مذکور احادیث سے یہ امور ثابت ہوتے ہیں۔

۱- تابعین میں سے جلیل القدر اور کثیر العلم حضرات نے اپنے اپنے حلقہ درس میں نبی ﷺ کے میلاد کا بیان اپنا وظیرہ بنایا ہوا تھا، عروہ بن زبیر، عکرمہ، مجاہد اور کعب بن احبار کا مقام تابعین میں نہایت بلند ہے۔ اور ان کی زبان سے امتِ محمدیہ کو احادیث رسول اللہ ﷺ کے بڑے بڑے خزانے منتقل ہوئے ہیں۔

۲- یہ بھی معلوم ہوگیا کہ ذکر میلاد النبی ﷺ کی محفل ومجلس کو بدعت ضلالت کہنا صحیح نہیں، جس عمل کا اصل دورِ نبوی میں موجود ہو پھر دورِ صحابہ وتابعین میں بھی اس کا اصل ثابت ہو، اگر وہ عمل بھی بدعت ضلالت ہے تو بتلایا جائے کہ پھر سنت کسے کہتے ہیں جو اہلِ علم غلط فہمی کی بناء پر محفل میلاد کو بدعت ضلالت کہتے ہیں ہمارے ان صفحات کا مطالعہ کرنے کے بعد انہیں چاہیے کہ اپنے نظریہ پر نظر ثانی کریں۔

دلیل نہم: دوشنبہ اور بارہ ربیع الاول کا دن ہر لحاظ سے روزِ جمعہ کی طرح ہے لہٰذا اس کی طرح یومِ عید بھی ہے

روزِ جمعہ کا آدم علیہ السلام سے تعلق

طبقات ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ

عن ابی لبابة بن عبد المنذر ان رسول الله صلی الله

علیه وسلم قال یوم الجمعة سید الایام و اعظمها عند الله خلق الله فیه آدم و اهبط فیه آدم الی الارض و فیه توفّی الله آدم۔

(طبقات ابن سعد یہ جلد اول صفحہ ۳۰ ذکر من ولد رسول اللہ ﷺ من الانبیاء)

ترجمہ: ابولبابہ بن عبدالمنذر سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: روزِ جمعہ سردار ایام ہے اور اللہ کے ہاں سب دنوں سے افضل، اس میں اللہ نے حضرت آدم کو پیدا فرمایا، اس میں آدم واردِ ارض ہوئے اور اسی میں انہوں نے وصال فرمایا۔

کنز العمال

عن اوس بن اوس الثقفی عن النبی صلی الله علیه وسلم قال من افضل ایامکم یوم الجمعة فیه خلق آدم و فیه قبض و فیه النفخة و فیه الصعقة فاکثروا علی الصلوٰة فیه فان صلوتکم تعوض علی۔ قالوا یارسول الله کیف تعرض علیك صلوتنا و قد ارمت و یقول بلیت؟ قال ان الله حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء۔ (حم و ابونعیم)

(کنزالعمال جلد ہشتم صفحہ ۳۶۸ (حم وابونعیم) (حرف الصاد) الباب السادس فی صلوٰۃ الجمعہ طبع حلب حدیث ۲۳۳۰۱)

ترجمہ: اوس بن اوس ثقفی نے نبی ﷺ سے روایت کی ہے، آپ نے فرمایا تمہارے دنوں میں سے روزِ جمعہ ہے اسی دن حضرت آدم پیدا

ہوئے اسی میں فوت ہوئے۔ اسی میں صور پھونکا جائے گا اور اس روز تم مجھ پر زیادہ درود شریف پڑھا کرو تمہارا درود مجھے پیش کیا جاتا ہے، لوگ کہنے لگے: یارسول اللہ آپ کو ہمارا درود اس وقت کیسے پیش کیا جائے گا جب آپ خاک میں مل جائیں گے اور ایک قول یوں ہے کہ بوسیدہ ہو جائیں گے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کے اجسام کو کھانا حرام قرار دے دیا ہے۔

نوٹ: مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۲۰ میں یہی حدیث اوس بن اوس بحوالہ ابوداؤد نسائی ابن ماجہ دارمی اور الدعوات الکبیر (للبیہقی) موجود ہے۔

مشکوٰۃ شریف

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر یوم طلعت فیہ الشمس یوم الجمعۃ فیہ خلق أدم و فیہ اھبط و فیہ تیب علیہ و فیہ مات۔ رواہ مالک و ابوداؤد والترمذی والنسائی۔

(مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۲۰ باب الجمعہ الفصل الثانی)

ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جمعہ ہر اس دن سے بہتر ہے جس میں سورج طلوع کرتا ہے۔ اسی میں حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اسی میں زمین پر بھیجے گئے۔ اسی میں ان کی توبہ قبول ہوئی اور اسی میں ان کا وصال ہوا۔

دوشنبہ اور بارہ ربیع الاول کا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تعلق

الوفا

قال ابن اسحاق ولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم الاثنین عام الفیل لاثنتی عشرۃ لیلۃ مضت من شہر ربیع الاول۔ (الوفا جلد اول صفحہ ۹۰ فی ذکر مولد نبینا)

ترجمہ: ابن اسحاق نے کہا نبی ﷺ عام الفیل میں پیر کے دن بارہ ربیع الاول کو پیدا ہوئے۔

المواھب اللدنیہ

والمشھور انہ صلی اللہ علیہ وسلم ولد یوم الاثنین ثانی عشر ربیع الاول وھو قول ابن اسحاق وغیرہ قال ابن کثیر وھو المشھور عند الجمھور و بالغ ابن الجوزی و ابن الجزار فنقلا فیہ الاجماع وھو الذی علیہ العمل۔

(المواہب مع الزرقانی جلد اول صفحہ ۱۳۲ طبع بیروت)

ترجمہ: سب سے مشہور قول یہی ہے کہ نبی ﷺ پیر کے روز بارہ ربیع الاول کو پیدا ہوئے یہی ابن اسحاق وغیرہ کا قول ہے ابن کثیر وغیرہ کا قول ہے ابن کثیر نے کہا جمہور کے نزدیک یہی مشہور ہے اور ابن جوزی اور ابن جزار نے تو بڑا اضافہ کیا اور اس پر اجماع نقل کیا، بہرحال اسی قول پر امت کا عمل ہے۔

پیچھے آپ خصائص کبریٰ جلد اول صفحہ ۵۰ کے حوالہ سے پڑھ چکے ہیں کہ جس رات کو نبی ﷺ پیدا ہوئے آپ کے دادا عبدالمطلب ایک راہب عیص نامی کے پاس گئے تو اس نے کہا وہ بچہ جس کا مجھے انتظار تھا وہ پیدا ہو گیا ہے۔ تم اس کے باپ (یعنی دادا) ہو وہ پیر کے دن پیدا ہوا ہے، پیر کو اعلان نبوت کرے گا اور پیر کے دن ہی وصال کرے گا۔

حدیث کا صاف فیصلہ

عن ابن عباس رضی الله عنهما قال ولد رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم الاثنين فى اول شهر ربيع الاول و انزلت عليه النبوة فى يوم الاثنين فى اول شهر ربيع الاول و دخل المدينة فى يوم الاثنين فى اول شهر ربيع الاول و توفى فى يوم الاثنين فى اول شهر ربيع الاول۔

(دلائل النبوۃ ابونعیمؒ جلد اول صفحہ ۱۹۱، الفصل الحادی عشر حدیث نمبر ۹۰ طبع حلب) (سیرت حلبیہ جلد اول صفحہ ۹۴ باب ذکر مولدہ ﷺ طبع بیروت) (الوفا باحوال المصطفیٰ (ابن جوزی) جلد اول صفحہ ۲۴۹ الباب الثامن)

ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں نبی ﷺ نے پیر کے دن ربیع الاول کے پہلے حصہ میں پیدا ہوئے آپ پر نبوت بھی پیر کے دن ربیع الاول کے پہلے حصے میں نازل ہوئی، آپ مدینہ طیبہ میں داخل بھی پیر کے دن ربیع الاول کے پہلے حصہ میں ہوئے اور آپ کا وصال بھی پیر کے دن ربیع الاول کے پہلے حصہ میں ہوا۔

مذکورہ روایات واحادیث سے یہ امور ثابت ہوتے ہیں

۱- جمعہ کے روز آدم علیہ السلام کی پیدائش ہوئی۔

۲- جمعہ ہی جناب آدم کے زمین پر اترنے کا دن ہے یعنی حضرت آدم کا یوم بعثت ہے۔

۳- جمعہ کے روز ہی آپ کی توبہ قبول کی گئی اور ابتلاء و امتحان کے دور سے آزادی ملی۔

۴- جمعہ کے روز آپ نے دنیا سے وصال فرمایا۔

۵- جب کہ پیر کے دن بارہ ربیع الاول کو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا میلاد ہوا۔

۶- پیر کے دن ربیع الاول میں کو آپ پر نزولِ قرآن کا آغاز ہوا یعنی ربیع الاول پیر کا دن آپ کا یوم بعثت اور ماہ بعثت ہے۔

۷- ربیع الاول میں پیر کے دن آپ مدینہ طیبہ میں تشریف لائے یعنی یہ دن اور تاریخ اسلام کا یوم آزادی ہے کہ نبی علیہ السلام اور صحابہ کو اللہ تعالیٰ نے کفار کے ظلم سے نجات کا مقام اور جائے پناہ عطا فرمائی جو بہت بڑی نعمت ہے۔

۸- بارہ ربیع الاول کو ہی آپ کا وصال ہوا۔

نتیجہ: جو خصوصیات روزِ جمعہ کی ہیں بعینہٖ بارہ ربیع الاول کی ہیں اور جن وجوہ سے جمعہ کا روز متبرک ہوا ہے انہی وجوہ سے بارہ ربیع الاول بھی متبرک ہے، جس کا صاف صاف نتیجہ یہ ہے کہ جس طرح جمعہ اہلِ اسلام کے لیے یوم عید ہے۔ بارہ ربیع الاول بھی یوم عید ہے۔ بلکہ جمعہ سے بھی بڑی عید ہے، کیونکہ جمعہ حضرت آدم علیہ السلام کی نسبت سے مشرف ہوا ہے اور بارہ ربیع الاول سید الانبیاء حبیب خدا ﷺ کی نسبت سے مشرف

ہے جن کے واسطے سے حضرت آدم کی توبہ قبول ہوئی، اور جن کی ذات پر درود شریف پڑھنے سے حضرت آدم کا نکاح ہوا۔

رہا جمعہ کا عید ہونا تو اس کی ہم آگے مستند احادیث کی روشنی میں تحقیق لا رہے ہیں۔

ایک شبہ کا ازالہ

اگر کوئی اعتراض کرے کہ جمعہ میں تو اللہ نے مسلمانوں کے لیے ایک مخصوص نماز مقرر کی ہے اور ایک مخصوص اجتماع کا حکم دیا ہے پھر چاہیے تھا کہ بارہ ربیع الاول کو بھی اللہ تعالیٰ؟ میں ایسی ہی کسی نماز اور اجتماع کا حکم دیتا، ایسا کیوں نہیں ہوا کیا وجہ ہے؟ تو جواب یہ ہے کہ نبی علیہ السلام کی امت پر تخفیف کرتے ہوئے ایسا حکم نہیں دیا گیا کیونکہ آپ رحمۃ للعالمین بن کر آئے ہیں اور رحمت کا تقاضا تخفیف بھی ہے۔ ہاں اگر اہلِ اسلام اس دن تبرعاً اور تطوعاً اجتماع کریں جلسے کریں محافل میلاد قائم کریں۔ یا شکرانے کے نوافل ادا کریں تو اس سے بڑی سعادت کوئی نہیں تاہم اس دن کسی خاص نماز اور خاص اجتماع کو امت پر تخفیف کے لیے فرض نہیں کیا گیا، اگر ہماری بات پر یقین نہیں تو علامہ سیوطی علیہ الرحمہ کا فیصلہ سنیے جو انہوں نے علامہ وقت امام عبید اللہ بن الحاج کی کتاب المدخل سے نقل کیا ہے۔

الحاوی للفتاویٰ

فان قال قائل قد التزم علیه الصلوٰة والسلام فی الاوقات الفاضلة ما التزمهٗ مما قد علم ولم یلتزم فی هٰذا الشهر ما التزمه فی غیره فالجواب ان ذالك لما علم من عادته الكریمة انه یرید التخفیف عن

امته سیما فیما كان یخصه الا تری انه علیه السلام حرم المدینة مثل ما حرم ابراهیم مكة و مع ذالك لم یشرع فی قتل صیده ولا قطع شجره الجزاء تخفیفا علی امته رحمة بهم فكان ینظر الی ماهو من جهته و ان كان فاضلا فی نفسه فیتركه للتخفیف عنهم۔

(الحاوی للفتاویٰ جلد اول صفحہ ۱۹۴ حکم عمل المولد) (سیرت شامیہ، علامہ شیخ محمد بن یوسف شامی)

ترجمہ: اگر کوئی شخص یہ کہے کہ نبی ﷺ نے بابرکت اوقات میں کئی عبادات کی پابندی کی مگر ماہِ ربیع الاول میں ایسی کوئی پابندی آپ سے دیکھنے میں نہیں آئی۔ کیوں؟ جواب یہ ہے کہ آپ کی یہ معروف عادتِ کریمہ تھی کہ آپ امت کے لیے تخفیف کے طلب گار رہتے تھے۔ خصوصاً ان معاملات میں جو آپ کی ذات سے متعلق ہوں، مثلاً یہ کہ جیسے ابراہیم علیہ السلام نے مکہ مکرمہ کو حرم قرار دیا نبی علیہ السلام نے مدینہ کو حرم فرمایا۔ مگر حرمِ مکہ کی طرح حرمِ مدینہ میں شکار مارنے اور درخت کاٹنے پر کوئی سزا جاری نہیں فرمائی محض امت پر تخفیف کرتے ہوئے، تو جو وقت یا جگہ آپ کی ذات سے متعلق ہو اس میں آپ امت پر تخفیف کرتے ہوئے کسی عبادت کی پابندی نہ فرماتے تھے اگرچہ وہ اپنی جگہ بڑا ہی بابرکت ہوتا تھا۔

یوم عید میلاد النبی جمعہ کی طرح ہے، شارح شفا امام خفاجی کا فیصلہ

ان یوم الاثنین فی حقہ صلی اللہ علیہ وسلم کیوم الجمعۃ لآدم علیہ السلام فانہ فیہ خلق و فیہ نزل الی الارض و فیہ تاب اللہ علیہ و مات فیہ ولم یجعل اللہ تعالی فی یوم الاثنین یوم مولدہ علیہ السلام من التکلیف بالعبادات ما جعل فی یوم الجمعۃ المخلوق فیہ آدم من صلوۃ الجمعۃ والخطبۃ و غیر ذلك اکراما لنبیہ علیہ الصلوۃ والسلام بالتخفیف عن امتہ بسبب وجودہ قال تعالی وما ارسلنك الا رحمۃ للعلمین و من ذلك عدم التکلیف.

(شرح شفا علامہ احمد شہاب الدین خفاجی مصری علیہ الرحمہ) (جواہر البحار علامہ یوسف نبہانی مصری جلد سوم صفحہ ۳۶۸ طبع مصر من جواہر سید احمد عابدین دمشقی)

ترجمہ: بلاشک پیر کا دن نبی علیہ السلام کے لیے ایسے ہے جیسے آدم علیہ السلام کے لیے جمعہ کا دن کیونکہ حضرت آدم جمعہ میں پیدا ہوئے اسی میں زمین پر اترے، اسی میں آپ کی توبہ قبول ہوئی اور اسی میں آپ نے وصال فرمایا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے پیر کے دن میں جو نبی علیہ الصلوۃ والسلام کا یوم میلاد ہے کوئی نماز یا خطبہ لازم نہیں کیا جیسے جمعہ میں کیا ہے جو کہ حضرت آدم کا یوم میلاد ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کی عزت افزائی کے لیے، آپ کے صدقہ میں آپ کی امت پر تخفیف فرماتا ہے۔ اللہ فرماتا ہے: وما ارسلناك الا رحمۃ للعلمین اور ہم نے

آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

جمعہ کی طرح یوم میلاد بھی یوم مغفرت ہے امام جلال الدین بن عبدالملک کا فتویٰ

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے ممتاز ترین تلامیذ میں سے حضرت امام محمد بن یوسف شامی ہیں جن کی کتاب سبل الہدیٰ والرشاد فی سیرت خیر العباد المعروف سیرتِ شامیہ ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے عالم اسلام میں شہرتِ دوام بخشی ہے۔ آپ نے اس میں جشن میلاد النبی ﷺ منانے کے جواز پر ان گنت مستند فقہاء و محدثین کے اقوال پیش کیے ہیں، ہمارے پاس یہ کتاب موجود نہیں۔ البتہ شاہ فضل الرسول رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب تصحیح المسائل میں اس کے چند اقتباسات لکھے ہیں یہ کتاب تصحیح المسائل تقریباً ۱۲۷۰ھ میں مطبع گلزار حسنی بمبئی سے چھپی تھی ہمارے پاس موجود ہے۔ اسی طرح شیخ عبدالحق الہ آبادی مہاجر مکی نے الدرا لمنتظم میں سیرت شامیہ سے ویسے ہی چند اقتباسات پیش کیے ہیں۔ یہ کتاب الدرا لمنتظم ۱۳۰۷ھ میں چھپی تھی ہمارے پاس موجود ہے۔ ہم اس میں موضوع کی مناسبت سے ایک اقتباس پیش کرتے ہیں۔

و قال الشیخ الامام جمال الدین عبدالرحمن بن عبدالملك المعروف بالمخلص الکتانی مولد رسول اللہ مبجل مکرم. قدس یوم ولادتہ و شرف و عظم. و کان وجودہ سبب النجاۃ لمن تبعہ و تقلیل حظ جہنم من اعدلہ الفرح بولادتہ صلی اللہ علیہ وسلم و تمت برکاتہ علی من اہتدی بہ

فيُشابه هذا اليوم يوم الجمعة من حيث ان يوم الجمعة لا تسجر فيه جهنم هكذا ورد عنه صلى الله عليه وسلم فمن المناسب اظهار السرور و انفاق الميسور و اجابة من دعاه رب الوليمة للحضور.

(تصحیح المسائل صفحہ ۲۵۷ بحث مولد شریف)(الدر المنظم صفحہ ۹۸ ساتواں باب)

ترجمہ: شیخ امام جمال الدین عبدالرحمان بن عبدالملک المعروف مخلص کتانی فرماتے ہیں میلادِ رسول ﷺ قابل صد عزت و احترام ہے آپ کا یوم ولادت مشرف و معظم ہے۔ آپ کا وجود آپ کے غلاموں کے لیے سبب نجات ہے اور میلاد کی خوشی منانے والوں کے لیے جہنم کا حصہ کم کرنے کا باعث ہے۔ تو یوم میلاد یوم جمعہ کی طرح ہوگیا۔ جس میں جہنم نہیں بھڑکایا جاتا نبی ﷺ سے ایسے ہی مروی ہے اس لیے مناسب ہے کہ آپ کے میلاد پر اظہارِ مسرت کیا جائے۔ طاقت کے مطابق مال خرچ کیا جائے اور اگر کسی نے اس موقع پر دعوت کی ہو تو اس میں شرکت کی جائے۔

دلیل دہم: بارہ ربیع الاول یومِ ولادتِ رسول بھی ہے اور یوم آزادی اسلام بھی

ابھی آپ نے پڑھا کہ نبی ﷺ کی ولادت بھی بارہ ربیع الاول کو ہوئی اور آپ نے مدینہ طیبہ میں ورود مسعود بھی بارہ ربیع الاول کو فرمایا۔ مزید تسلی کے لیے ہم چند عبارات پیش کیے دیتے ہیں اور پھر ہم اپنا مدعیٰ بیان کریں گے۔

الوفا باحوال المصطفیٰ

قال الزهري قدم رسول الله صلى الله عليه وسلم المدينة يوم الاثنين لاثنتي عشرة ليلة خلت عن ربيع الاول. (الوفا ابن جوزی جلد اول صفحہ ۲۴۹ الباب الثامن)

ترجمہ: زہری کہتے ہیں نبی ﷺ بارہ ربیع الاول کو مدینہ طیبہ میں تشریف لائے۔

طبقات ابن سعد

فلما كان اليوم الذي قدم فيه رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو يوم الاثنين ليلتين خلتا من شهر ربيع الاول و يقال لاثنتي عشرة ليلة خلت من شهر ربيع الاول.

(طبقات ابن سعد جلد اول صفحہ ۲۲۳ ذکر خروج رسول اللہ ﷺ الی المدینۃ)

ترجمہ: جب نبی ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے تو وہ پیر کا دن دو ربیع الاول اور کہا گیا ہے کہ بارہ ربیع الاول کی تاریخ تھی۔

زاد المعاد

فلما انتهوا الى المدينة و ذالك يوم الاثنين لاثنتى عشرة ليلة خلت من شهر ربيع الاول.

(زاد المعاد جلد اول مع الزرقانی صفحہ ۸۵)

ترجمہ: جب حضور مدینہ طیبہ تشریف لائے۔ اور یہ پیر کا دن بارہ ربیع الاول کی تاریخ تھی۔

پیچھے آپ پڑھ چکے ہیں کہ نبی ﷺ نے مدینہ طیبہ آ کر دیکھا کہ یہود دس محرم الحرام یعنی عاشورا کے دن روزہ رکھتے اپنے بچوں اور عورتوں کو اچھے اچھے لباس اور زیور پہناتے ہیں پوچھنے پر معلوم ہوا کہ اس دن حضرت موسیٰ علیہ السلام اور آپ کے ساتھیوں کو اللہ تعالیٰ نے قومِ فرعون سے نجات عطا فرمائی تو ہم اظہارِ شکر کے لیے روزہ رکھتے ہیں اور حضرت موسیٰ کی یاد مناتے ہیں، حضور علیہ السلام نے فرمایا: ہم موسیٰ علیہ السلام کی یاد منانے کے زیادہ حقدار ہیں۔ (نحن احق بموسٰی منکم مسلم شریف) چنانچہ نبی علیہ السلام اور صحابہ کرام نے عاشورا کا روزہ رکھا، علاوہ ازیں نبی علیہ السلام نے فرمایا: اے مسلمانو! یہ عاشورا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عید ہے یعنی اُن کا یادگار دن ہے۔ (مسلم شریف)

نتیجہ:

جس طرح عاشورا قومِ بنی اسرائیل کے لیے آزادی کا دن تھا اسی طرح بارہ ربیع الاول اہلِ اسلام کے لیے آزادی کا دن ہے۔ جیسے عاشورا میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کو قومِ فرعون کے ظلم وستم سے نجات دی۔ نبی علیہ السلام اور آپ کے صحابہ کو کفارِ مکہ کے ظلم و استبداد سے نجات کا مقام عطا فرمایا اور جائے پناہ عنایت کر دی اور آزادی سے اسلام کی تبلیغ شروع ہوگئی۔ حضور ﷺ نے بنی اسرائیل کو عاشوراء بطور یومِ آزادی مناتے دیکھا تو اسے پسند فرمایا۔ اور مسلمانوں کو بھی اس میں شرکت کا حکم دیا اور یہ بھی فرمایا کہ اس دن گھر والوں کو زیادہ خرچہ دیا کرو (تاکہ وہ اچھے اچھے کھانے تیار کر سکیں اور دعوتِ عام ہو) تو اہلِ اسلام کو چاہیے کہ بارہ ربیع الاول کے دن کو بطور یومِ آزادی اسلام ہمیشہ ہمیشہ کے لیے منایا کریں، مجالس و اجتماعات کر کے اس نعمت کا شکریہ ادا کیا کریں، گویا بارہ ربیع الاول دو طرح سے مسلمانوں کے لیے مسرت اور خوشی کا دن ہے۔ یہ یومِ ولادتِ رسول بھی

ہے اور یومِ آزادی اسلام بھی اور یہ دونوں اللہ کی بہت بڑی نعمتیں ہیں جن کا ذکر اللہ نے قرآن میں فرمایا ہے۔

ولادتِ رسول کی نعمت کا ذکر یوں فرمایا:

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲۸﴾

(سورۃ توبہ، آیت: ۱۲۸)

ترجمہ: تحقیق تشریف لایا تمہی سے تمہارے پاس رسول تمہارا مشکل میں پڑنا اسے ناگوار ہے اور وہ مومنوں کے لیے مہربان اور رحیم ہے۔

اور فرمایا:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۶۴﴾ (آلِ عمران: ۱۶۴)

ترجمہ: تحقیق احسان فرمایا اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر۔ کہ ان میں رسول بھیج دیا جو انہوں میں سے ہے ان پر اللہ کی آیات پڑھتا، انہیں پاکیزہ بناتا اور کتاب وحکمت سکھلاتا ہے، اگرچہ وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔

جب کہ آزادی اسلام اور کفارِ مکہ کے ظلم وستم سے نجات کی نعمت کا تذکرہ یوں فرمایا:

وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِي اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ۭ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۱﴾

ترجمہ: اور وہ لوگ جنہوں نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی بعد ازاں کہ انہیں ظلم کا نشانہ بنایا گیا۔ ہم انہیں دنیا میں بہترین ٹھکانہ (مدینہ شریف میں سکونت) عطا فرمائیں گے اور آخرت کا اجر تو بہت بڑا ہے اگر وہ جانیں۔ (سورہ نحل۔آیت:۴۱)

جس طرح آج یوم آزادی پاکستان پر خوشی کی جاتی ہے جشن منایا جاتا ہے اسی طرح بارہ ربیع الاول میں بانی اسلام ﷺ اور آپ کے صحابہ کو کفار مکہ کے ظلم و استبداد سے آزادی ملی اور وہ شہر مدینہ میں سکونت پذیر ہوئے اور عظمت اسلام کی بنیاد پڑی اور پہلی اسلامی ریاست وجود میں آئی۔ پاکستان کی صورت میں قائداعظم نے اسلامی ریاست قائم کی تو مدینہ طیبہ کی صورت میں نبی اکرم ﷺ نے اسلام کی پہلی ریاست قائم کی۔ اگر پاکستان کی خوشی جائز ہے تو جس دن پہلی اسلامی ریاست بنی اس کی خوشی کیوں جائز نہیں۔

دلیل یاز دہم: حضرت آدم علیہ السلام کی ولادت کا وقت ہر بار جب بھی لوٹ کر آتا ہے رحمتیں اور برکتیں لے کر آتا ہے

جمعہ کے دن عصر کے بعد وہ ساعت آتی ہے کہ جو مانگو اللہ عطا فرماتا ہے

ترمذی شریف

عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم التمسوا الساعة التی ترجی فی یوم الجمعة بعد العصر

الی غیبوبة الشمس۔

(ترمذی شریف جلداول باب الجمعۃ) (مشکوۃ شریف صفحہ ۱۲۰ باب الجمعۃ طبع نور محمد کراچی)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جو ساعت روز جمعہ طلب کی جاتی ہے اسے عصر سے غروب آفتاب تک تلاش کرو۔

ابوداؤد شریف

عن جابر بن عبداللہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال یوم الجمعة ثنتا عشرة یرید ساعة لا یوجد مسلم یسئل اللہ شیئا الا اتاہ اللہ عزوجل فالتمسوھا اخر ساعة بعد العصر۔

(ابوداؤد شریف جلداول صفحہ ۱۵۰ کتاب الصلوۃ باب الجمعہ، الدجابۃ آیت ساعۃ)

ترجمہ: جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: یوم جمعہ میں ایک ساعت ہے اس میں جو مسلمان جو دعا مانگتے پایا جائے اللہ اسے قبول فرماتا ہے تو تم وہ ساعت جمعہ کو عصر کے بعد تلاش کرو۔

نسائی شریف

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے طویل حدیث مروی ہے جس کے آخر میں ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں روز جمعہ کی اس گھڑی کو جانتا ہوں جس میں ہر دعا قبول ہوتی ہے۔ حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں:

فقلت یا اخی حدثنی بها قال هی اخر ساعة من الجمعة قبل ان تغیب الشمس۔

یاد رہے یہی حدیث مسند احمد بن حنبل میں ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

فقال ھی فیما بین العصر والمغرب۔

یعنی حضرت عبداللہ نے فرمایا: وہ ساعت عصر ومغرب کے درمیان ہے۔

دیکھیے، مسند احمد بن حنبل مبوب جلد ششم صفحہ ۱۶ مصر باب ماورد فی ساعۃ الجمعۃ۔

مسند امام احمد بن حنبل

عن ابی سعید الخدری و ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہما ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان فی الجمعۃ لساعۃ لا یوافقھا عبد مسلم یسئل اللہ عزوجل فیھا الا اعطاہ وھی بعد العصر۔

(مسند امام احمد بن حنبل مبوب جلد ششم صفحہ ۱۳ باب ماورد فی ساعۃ الجمعۃ)

ترجمہ: ابوسعید خدری ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: جمعہ میں ایک وہ ساعت ہوتی ہے جس میں ایک مسلمان بندہ جو بھی دعا کرے قبول ہو جاتی ہے اور وہ عصر کے بعد آتی ہے۔

نوٹ: جمعہ کے دن ساعۃ قبولیت میں اختلاف ہے کہ کب آتی ہے مگر تمام اقوال میں سے بہتر اور اصح و اقویٰ قول یہی ہے کہ وہ عصر کے بعد سے غروب شمس تک کے مابین آتی ہے۔ اکثر علماء کا یہی فتویٰ ہے۔

ابن قیم کا فتویٰ

روی سعید بن جبیر عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال الساعۃ التی تذکر یوم الجمعۃ ما بین صلوۃ العصر الی غروب الشمس، و کان سعید بن جبیر اذا صلی العصر لم یکلم احدا حتی تغرب الشمس و

ھذا ھو قول اکثر السلف و علیہ اکثر الاحادیث۔

(زاد المعاد علی الزرقانی جلد اول صفحہ ۳۹۴ بحث نفیس فی ساعۃ الجمعۃ)

ترجمہ: سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ: جمعہ کے دن جس ساعت کا ذکر کیا جاتا ہے، عصر سے غروب آفتاب تک متوقع ہوتی ہے، اور سعید بن جبیر عصر پڑھنے کے بعد غروب آفتاب تک کسی سے بات نہ کرتے تھے اور یہی اکثر سلف کا قول ہے اور اکثر احادیث بھی اسی قول پر ہیں۔

خاتونِ جنت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا طرزِ عمل

گفت بندۂ ضعیف عفا اللہ عنہ بتحقیق بصحت رسید است از حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا و علی سائر اہل بیت النبوۃ کہ وے می گماشت خادمہ خود را تا انتظار کند ونگہ بانی نماید آخر ساعت را از روز جمعہ و خبر کند تا ذکر و دعا کند در وے واللہ اعلم۔

(اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ جلد اول کتاب الصلوۃ باب الجمعۃ صفحہ ۶۱۰ (نولکشوری)

ترجمہ: بندہ ضعیف عفا اللہ عنہ (شیخ عبد الحق محدث دہلوی) کہتا ہے کہ تحقیق کے ساتھ یہ روایت پہنچی ہے کہ حضرت سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا و علیٰ سائر اہلِ بیت النبوۃ نے ایک لونڈی مقرر کر دی ہوتی تھی جو روز جمعہ کے آخر وقت پر آپ کو متنبہ کرتی اور آپ اس میں مشغولِ ذکر و دعا ہو جاتیں۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا یہ عمل علامہ ابن الحاج نے بھی المدخل میں بیان فرمایا ہے جسے جواہر البحار میں علامہ نبہانی نے جلد اول صفحہ ۲۲۴ (طبع مصر) میں نقل کیا ہے۔

بہر حال یہ بات پایہ تحقیق کو پہنچ چکی ہے کہ جمعہ کے دن والی ساعت قبولیت عصر کے بعد غروب شمس تک کسی وقت آتی ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے جمعہ کے دن عصر کے بعد پیدا کیا

مسلم شریف و مسند احمد بن حنبل

عن ابی ہریرۃ قال اخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدی فقال خلق اللہ التوبة یوم السبت و خلق فیہا الجبال یوم الاحد و خلق الاشجار یوم الاثنین و خلق المکروہ یوم الثلاثآء و خلق النور یوم الاربعاء و بث فیہا الدوات یوم الخمیس و خلق آدم علیہ السلام بعد العصر من یوم الجمعۃ فی آخر الخلق فی آخر ساعۃ من ساعات الجمعۃ فیما بین العصر الی اللیل۔

(مسلم شریف جلد دوم صفحہ ۳۷۱ کتاب صفۃ المنافقین و احکام مہم باب صفۃ القیامۃ والجنۃ والنار طبع نور محمد کراچی) (مسند امام احمد بن حنبل مبوب جلد ۰۲، صفحہ ۸ کتاب خلق العالم باب ماورد فی خلق السماوات السبع والارضین طبع مصر قاصرہ) (کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۲۷ حرف الخاء کتاب خلق العالم (خلق التربۃ) طبع صلب حدیث ۱۵۱۲۵)

ترجمہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے میرا ہاتھ تھام کر ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہفتہ کو زمین پیدا کی، اتوار کو پہاڑ بنائے، پیر کو درخت پیدا کیے منگل کو مکروہات کی پیدائش کی۔ بدھ کو نور بنایا، جمعرات کو زمین پر جانور پھیلائے اور جمعہ کے دن آخری وقت میں

عصر کے تمام مخلوق کے آخر میں حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا۔

طبقات ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ

عن ابی سلمۃ عن عبداللہ بن سلام قال خلق اللہ آدم فی آخر یوم الجمعۃ۔

(طبقات جلد اول صفحہ ۳۰ ذکر من ولد رسول اللہ ﷺ من الانبیاء)

ترجمہ: ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو جمعہ کے دن آخری وقت میں پیدا فرمایا۔

جمعہ کے دن عصر کے بعد ساعۃ اجابت خلق آدم علیہ السلام کی برکت سے ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا فتویٰ

کنز العمال

عن عطاء بن ابی رباح قال کنت عند ابن عباس فاتاہ رجل فقال یا ابن عباس! ارأیت الساعۃ التی ذکرھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الجمعۃ ھل ذکرھا لکم منھا؛ فقال اللہ اعلم ان اللہ خلق آدم یوم الجمعۃ بعد العصر خلقہ من اریم الارض کلھا الا تریٰ ان من ولدہ الاسود والاحمر والخبیث والطیب۔

(کنز العمال جلد ۸ صفحہ ۳۸۱ تا ۳۸۲ حرف الصاد صلوٰۃ الجمعہ (ساعۃ الجمعہ) حدیث ۲۳۳۵۷ طبع صلب)

ترجمہ: عطا بن ابی رباح سے روایت ہے کہتے ہیں ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص نے آ کر کہا ابن عباس جمعہ کی جس ساعت کے بارہ میں نبی ﷺ ذکر فرمایا کرتے تھے، کیا اس کی کوئی وجہ آپ نے ارشاد فرمائی تھی؟ ابن عباس نے فرمایا: اللہ بہتر جانتا ہے، اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو جمعہ کے دن عصر کے بعد ساری زمین کی مختلف طرح کی مٹی سے پیدا کیا۔ اسی لیے تو آپ کی اولاد میں کوئی سیاہ ہے تو کوئی سرخ اور کوئی خبیث ہے تو کوئی پاکیزہ۔

مذکورہ احادیث سے یہ امور ثابت ہوئے

1. جمعہ کے دن عصر کے بعد دن کے آخری وقت میں ایک گھڑی وہ آتی ہے کہ بندہ جو کچھ مانگے اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے جب تک حرام کا سوال نہ کرے۔

آدم علیہ السلام جمعہ کے دن عصر کے بعد دن کے آخری وقت میں پیدا کیے گئے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا فتویٰ یہ ہے کہ جمعہ کی اس گھڑی کو حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کی برکت حاصل ہوئی ہے اور جب بھی یہ ساعت آتی ہے حضرت آدم کی پیدائش کی برکت سے آپ کی اولاد کی دعائیں دربارِ الٰہی میں قبول ہوتی ہیں۔

2. جب آدم علیہ السلام کی پیدائش والی ساعت کو اس قدر برکت و رحمت حاصل ہو گئی تو اس ساعت کا کیا کہنا ہے جس میں آدم و ماسوا سب انبیاء کے سردار اور باعث تکوین دو جہاں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی پیدائش ہوئی، تو میلاد النبی ﷺ کی ساعت بھی یقیناً جب آتی ہے ساعتِ جمعہ سے بھی زیادہ برکت

و رحمت لے کر آتی ہے اور اہلِ سنت اس کی برکت حاصل کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتے۔

5. پیدائش آدم علیہ السلام کی ساعت جمعہ کے سارے دن میں ایک ہے مگر اس کی برکت سے جمعہ کا سارا دن متبرک و مقدس ہو گیا، اسی طرح نبی علیہ السلام کی ولادت کی ساعت بھی بارہ ربیع الاول کو صبح صادق کے وقت آتی ہے، مگر اس کی برکت سے بارہ ربیع الاول کا سارا دن اور بارہ ربیع الاول کی ساری رات مقدس و مطہر ہو گئی اور اہلِ اسلام سارا دن اور ساری رات صدقات و خیرات کرتے اور محافل درود و سلام اور مجالس ذکر رسول ﷺ منعقد کرتے رہتے اور رحمت خداوندی لوٹتے رہتے ہیں۔

جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

ساعت ولادتِ رسول علیہ السلام کی برکت ساعتِ جمعہ سے کہیں زیادہ ہے

علامہ ابن الحاج رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

علامہ یوسف نبہانی رحمہ اللہ نے امام ابن الحاج متوفی ۷۳۷ھ کی کتاب المدخل کا خلاصہ اپنی کتاب جواہر البحار جلد اول میں پیش کیا ہے جس کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو۔

جس گھڑی میں حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے، جب اس کا حال یہ ہے کہ

کوئی مسلمان بندہ اس میں جو دعا کرے اللہ اسے اس کی مراد عطا فرما دیتا ہے تو

فلا شك ان من صادف الساعة التي ظهر فيها عليه الصلوٰة والسلام الى الوجود وهو يسل الله تعالىٰ شيئًا الا انه قد نجح وظفر بمواره.

کوئی شک نہیں کہ جس گھڑی نبی ﷺ دنیا میں تشریف لائے، اس میں اللہ سے دعا کرنے والا کامیاب ہوتا ہے اور اس کی مرادیں پوری ہو جاتی ہیں کیونکہ جمعہ کی ساعت کو محض اس لیے فضیلت مل گئی کہ اس میں حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے ہیں۔

فما بالك بالساعة التي ولد فيها سيد الاولين والآخرين صلى الله عليه وسلم.

تو کیا خیال ہے تمہارا۔ اس ساعت کے متعلق، جس میں سید اولین و آخرین ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ اور آپ کا ارشاد ہے: میں سید اولادِ آدم ہوں اور کوئی فخر نہیں اور آدم و اولادِ آدم میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔

(جواہر البحار جلد اول صفحہ ۲۲۴ طبع مصر)

محدث وقت امام قسطلانی رحمہ اللہ کا جامع و محققانہ فتویٰ

صحیح قول پر آپ کا میلاد ربیع الاول میں ہے۔ محرم رجب رمضان یا کسی اور مہینہ میں نہیں۔ کیونکہ نبی ﷺ کسی زمانہ سے فضیلت حاصل نہیں کرتے بلکہ زمانہ آپ کی نسبت سے متشرف ہوتا ہے جیسے مقامات متشرف ہوئے ہیں۔ اگر آپ رمضان وغیرہ کسی مہینہ میں پیدا ہوتے تو کسی کو یہ وہم ہو سکتا تھا کہ شاید آپ نے اس متبرک مہینہ سے عظمت حاصل کی ہے۔ اللہ نے آپ کو ربیع الاول میں پیدا کر کے بتلا دیا کہ

میرا حبیب خود مہینوں کو شرافت و کرامت عطا فرماتا ہے۔

اور جب جمعہ میں حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش ہوئی تو اللہ نے اس دن میں ایک ساعت رکھ دی جس میں دعا قبول کی جاتی ہے۔

فما بالك بالساعة التي ولد فيها سيد المرسلين.

تو اس گھڑی کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے جس میں سید المرسلین ﷺ پیدا ہوئے۔ (المواہب اللدنیہ جلد اول صفحہ ۱۳۲ تا ۱۳۳ طبع بیروت)

نوٹ: شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے بھی مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۲۲ طبع لاہور میں ایسا ہی کلام فرمایا ہے اور ساعتِ ولادتِ رسول ﷺ کو ساعتِ جمعہ سے زیادہ بابرکت قرار دیا ہے۔

دلیل دوازدہم: میلاد النبی ﷺ کی خوشی اللہ تعالیٰ نے منائی

نبی ﷺ جہاں اپنی امت بلکہ تمام جہان کے لیے رحمت ہیں رحمۃ للعالمین ہیں، باعث تخلیق کائنات ہیں، سید اولاد آدم ہیں اور امام الانبیاء ہیں وہیں حبیب خدا، محبوب کبریا، جمال و جلالِ الٰہی کے مظہر اتم، اور قدرت کے فنِ تخلیق کا شاہکار اعظم بھی ہیں، آپ کی ولادت باسعادت کی خوشی جہاں مخلوق کو ہے خالق کو بھی ہے۔ آپ کے میلاد پر جہاں خدا کی خدائی اظہار مسرت کرتی ہے وہاں خود خالق کائنات میلاد النبی ﷺ کی خوشی مناتا ہے۔ لہٰذا میلاد النبی کی خوشی منانا سنتِ الٰہیہ ہے۔ مختصر دلائل درج ذیل ہیں۔

وما توفيقي الا بالله عليه توكلت واليه انيب.

اللہ نے فرمایا نبی کے میلاد پر جنت کے دروازے کھول دیے جائیں

خصائص

و اخرج ابو نعیم عن عمرو بن قتیبه قال سمعت ابی و کان من اوعیة العلم قال لما حضرت ولادة آمنة قال الله تعالٰی للملائکة افتحوا ابواب السمآء کلها و ابواب الجنان کلها و امر الله الملائکة بالحضور فنزلت تبشر بعضها بعضا۔ (خصائص کبریٰ جلد اول صفحہ ۴۷)

ترجمہ: ابونعیم نے عمرو بن قتیبہ سے روایت کیا ہے۔ فرماتے ہیں: میں نے اپنے والد سے سنا جو علم کے خزانوں میں سے ایک خزانہ تھے، فرماتے تھے جب سیدہ آمنہ کو ولادت قریب ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے فرشتو! آسمان کے سب دروازے اور جنت کے سب دروازے کھول دو اور فرشتوں کو حکم دیا گیا تو وہ اتر کر ایک دوسرے کو مبارک باد دینے لگے۔

اپنے حبیب کے میلاد پر اللہ نے سارا سال دنیا کو لڑکے تقسیم کیے

خصائص کبریٰ

اخرج ابونعیم عن عمرو ابن قتیبه قال و کان قد اذن الله تلك السنة للنساء الدنیا ان یحملن ذکورا

کرامة لمحمد صلی الله علیه وسلم و ان لا تبقی شجرة الا حملت ولا خوف الا عاد امنا۔

(خصائص کبریٰ جلد اول صفحہ ۴۷ باب ما ظهر فی لیلة مولده ﷺ) (مواهب لدنیه جلد اول مع الزرقانی صفحہ ۱۱۱ طبع بیروت)

ترجمہ: ابونعیم نے عمرو بن قتیبہ سے روایت کیا، فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اس سال تمام دنیا کی عورتوں کو حکم دیا کہ لڑکے ہی لڑکے جنیں، نبی ﷺ کی عزت افزائی کے لیے، اس سال میں ہر درخت پھل دار ہو گیا تھا اور ہر خوف امن میں بدل گیا تھا۔

آتش کدہ ایران ٹھنڈا ہو گیا ایوانِ کسریٰ کے منارے گر گئے

دلائل النبوة

عن مخزوم بن هانی المخزومی عن ابیه و کانت له من عمره خمسون و مأة سنة قال لما کان لیلة ولده فیها رسول الله صلی الله علیه وسلم ارتجس ایوان کسریٰ و سقطت منه اربعة عشرة شرافة و خمدت نار فارس ولم تخمد قبل ذالك بألف عام۔

(دلائل النبوة ابونعیم جلد اول صفحہ ۱۷۴ الفصل التاسع فی ذکر حمل امه الخ) (خصائص کبریٰ جلد اول صفحہ ۴۹ باب ما ظهر فی لیلة مولده ﷺ) (الوفا باحوال المصطفی (ابن جوزی) جلد اول صفحہ ۹۷ باب ۲۳)

ترجمہ: مخزوم بن ہانی اپنے والد سے جن کی عمر ڈیڑھ سو سال تھی روایت کرتے ہیں جب نبی ﷺ کی شب ولادت آئی شاہ فارس کسریٰ کا محل

لرز اٹھا اور اس کے چودہ منارے گر گئے، اور فارس کا آتشکدہ سرد ہو گیا جو ایک سال سے مسلسل بھڑک رہا تھا۔

میلاد النبی ﷺ کی رات اللہ نے نہر کوثر کے کناروں پر ستر ہزار درخت لگائے

خصائص کبریٰ

اخرج ابونعیم عن عمرو بن قتیبة قال وقد انبت الله لیلة ولد علی شاطئ نهر الکوثر سبعین الف شجرة من المسك الاذفر وجعلت ثمارها بخور اهل الجنة و کل اهل السموات یدعون الله بالسلامة۔

(خصائص کبریٰ جلد اول صفحہ ۴۷)

ترجمہ: ابونعیم نے عمرو بن قتیبہ سے روایت کی ہے، فرماتے ہیں جس رات آپ پیدا ہوئے اللہ تعالیٰ نے نہر کوثر کے کنارے کستوری کے ستر ہزار درخت پیدا فرمائے اور ان کے پھلوں سے جنت مہکنے لگی اور تمام آسمانی مخلوق آپ کے لیے سلامتی کی دعا کرنے لگی۔

میلاد النبی ﷺ پر آسمان سے زمین تک ایک نورانی چادر پھیلا دی گئی

مواہب لدنیہ

اخرج ابونعیم عن ابن عباس رضی الله عنه قال

کانت آمنة تحدث عن نفسها و تقول لقد اخذنی ما یاخذ النسآء فسمعت وجبة شدیدة و امرا عظیما فهالنی ذلك فرایت کان جناح طیر ابیض قد مس علی فوادی فذهب عنی کل رعب و کل وجع کنت اجد فبینما انا کذلك اذ بدیباج ابیض قد مد بین السماء والارض۔

(مواہب لدنیہ مع الزرقانی جلد اول صفحہ ۱۱۳) (خصائص کبریٰ جلد اول صفحہ ۴۷ تا ۴۸ باب ما ظہر فی لیلۃ مولدہ نبی ﷺ)

ترجمہ: ابونعیم نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ فرماتے ہیں، سیدہ آمنہ بتلایا کرتی تھیں کہ مجھے عورتوں والی تکلیف شروع ہوئی تو میں نے ایک زوردار دھماکہ سنا جس سے میں خوف زدہ ہوگئی، پھر کیا دیکھتی ہوں کہ کچھ سفید پرندے میرے سینے پر اپنے پر مار رہے ہیں جس سے میرا سارا خوف اور درد جاتا رہا، ابھی یہی حالت تھی کہ اچانک ایک سفید تر چادر آسمان سے زمین تک پھیلا دی گئی۔

میلاد النبی ﷺ پر سارا جہان نور سے بھر گیا اور ہر آسمان پر بے حد نورانی ستون لگوائے گئے

خصائص کبریٰ

اخرج ابونعیم عن عمرو بن قتیبة قال فلما ولد

النبی صلی اللہ علیہ وسلم امتلات الدنیا کلھا نورا و تباشرت الملائکۃ و ضرب فی کل سمآء عمود من زبرجد و عمود من یاقوت قد استنار بہ فھی معروفۃ فی السمآء قدرآھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ الاسرآء قیل ھذا ما ضرب لک استبشارا بولادتک۔

(خصائص کبریٰ جلد اول صفحہ ۴۷ باب ماظہر فی لیلۃ مولدہ ﷺ)

ترجمہ: ابونعیم نے عمرو بن قتیبہ سے روایت کی ہے، فرماتے ہیں، جب نبی ﷺ پیدا ہوئے تمام دنیا نور سے بھر گئی فرشتے ایک دوسرے کو مبارکباد دینے لگے اور ہر آسمان میں زبرجد اور یاقوت کا ایک ایک ستون لگوا دیا گیا جس سے وہ آسمان روشن ہوگیا، وہ ستون آسمانوں میں معروف ہیں، نبی ﷺ نے شب معراج انہیں دیکھا تھا، آپ کے پوچھنے پر آپ کو بتلایا گیا کہ یہ ستون آپ کے میلاد کی خوشی میں لگوائے گئے ہیں۔

میلاد النبی پر اللہ تعالیٰ نے دنیا میں عظیم الشان جھنڈے لگوائے

مواھب لدنیہ

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال کانت آمنۃ تحدث

عن نفسھا و تقول فکشف اللہ عن بصری فرأیت مشارق الارض و مغاربھا و رأیت ثلاثۃ اعلام مضروبات علما بالمشرق و علما بالمغرب و علما علی ظھر الکعبۃ۔

(مواہب لدنیہ مع الزرقانی جلد اول صفحہ ۱۱۲ طبع بیروت) (خصائص کبریٰ جلد اول صفحہ ۴۸)
(حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین (نبہانی)

ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں سیدہ آمنہؓ بتلایا کرتی تھیں کہ وقت ولادت اللہ تعالیٰ نے میری آنکھوں سے پردے ہٹا دیے میں نے زمین کا مشرق مغرب دیکھ لیا، اور میں نے تین جھنڈے گڑے ہوئے دیکھے ایک جھنڈا مشرق میں دوسرا مغرب میں اور تیسرا کعبہ کی چھت پر۔

نواب صدیق حسن خان اہلِ حدیث کی تائید

آپ کے میلاد پر جھنڈے لگوائے جانے کا ذکر نواب صدیق حسن بھوپالی نے بھی کیا ہے۔ چنانچہ وہ اپنی کتاب الشمامۃ العنبریہ فی مولد خیر البریہ (یہ کتاب مستقلاً میلاد النبیؐ پر لکھی گئی ہے) میں لکھتے ہیں:

"ابن عباس کہتے ہیں آمنہ کہتی تھیں جب حمل چھ مہینے کا ہوا خواب میں کسی نے مجھ سے کہا:

انک حملت بخیر العالمین فاذا ولدتہ فسمیہ محمدا واکتمی شانہ۔

(یعنی اے آمنہ تم نے تمام جہانوں سے افضل بچہ پیٹ میں اٹھایا ہے جب تم اسے جنو تو اس کا نام محمد رکھنا اور اس کی عظمت کو خفیہ رکھنا) اور میں نے سفید چڑیاں دیکھیں جن کی چونچ زمرد کی اور پر یاقوت کے تھے اور کچھ مرد و عورت ہوا میں دیکھے ان کے ہاتھ میں چاندی کی صراحیاں تھیں۔ میں نے مشارق و مغارب ارض کو دیکھا، تین علم (جھنڈے) دیکھے۔ ایک مشرق میں ایک مغرب میں اور ایک پشت کعبہ پر۔ مجھے دردِ ولادت ہوا حضرت پیدا ہوئے دیکھا تو آپ سجدے میں ہیں اور ان کی آنکھ آسمان کی طرف جیسے کوئی متضرع مبتہل ہو۔"

(الشمامۃ العنبریہ من مولد خیر البریہ صفحہ ۹ "فصل ذکر میں نسب و ولادت شریف آنحضرت ﷺ کے" سن طباعت ۱۳۰۵ھ)

نوٹ: قبل ازیں اسی باب دوم کی دلیل اول میں آپ نے بخاری شریف اور اس کی شرح کے حوالہ سے پڑھ لیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر پیر کو ابولہب کے عذاب میں کمی کرتا ہے۔ گویا اللہ ہر پیر کو اپنے حبیب کی ولات کا صدقہ نکالتا اور اس میلاد کی خوشی مناتا ہے۔

مذکورہ احادیث و روایات سے یہ قابل توجہ امور ثابت ہوئے

1. میلاد النبی ﷺ وہ مقدس و متبرک اور قابل صد مسرت مقام ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی اپنی کائنات میں اظہارِ فرحت کے اعلانات فرماتا ہے۔
2. ہم اہلِ اسلام میلاد النبی کے موقع پر روشنی کرتے ہیں روشنی کے بلب ٹیوبیں

مرچیں فانوس اور روشنی کے بورڈ لگواتے ہیں۔ بعض حضرات یہ سب کچھ دیکھ کر سخت ناراض ہو جاتے ہیں کہتے ہیں بڑی فضول خرچی کر دی گئی ہے مگر قربان جائیے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کے میلاد پر ساتوں آسمان میں نور کے ستون قیامت تک کے لیے لگوا دیے جو اتنے نورانی ہیں کہ ان کی روشنی سے تمام آسمان منور ہیں جیسے حدیث کے الفاظ گزرے ہیں:

ضرب فی السمآء عمود من زبرجد و عمود من یاقوت قد استنار بہ۔

علاوہ ازیں آسمان سے تا زمیں نورانی چادر تنوا دی گئی۔

3. یہ روشنی کا انتظام اللہ تعالیٰ نے صرف اور صرف اپنے حبیب کے میلاد کی خوشی میں کیا، اسی لیے معراج کی شب آپ کو وہ ستون خصوصاً ملاحظہ کروائے گئے اور کہا گیا:

ھذا ما ضرب لک استبشار بولادتک۔

یعنی یہ ستون آپ کی ولادت کی خوشی میں لگائے گئے۔ حدیث کے الفاظ بھی گذرے ہیں۔

4. میلاد النبی ﷺ کے موقع پر جھنڈیاں لگوائی جاتی ہیں اور اپنی مسرت کا اظہار کیا جاتا ہے۔ محبت سے خالی دل رکھنے والے کچھ پڑھے لکھے نادان لوگوں کو اس پر بڑی تکلیف ہوتی ہے کہ جھنڈیاں کیوں لگائی گئیں مگر دیکھیے اللہ تعالیٰ نے میلاد النبی کے موقع پر چھوٹی چھوٹی جھنڈیاں نہیں بڑے بڑے عظیم الشان جھنڈے لگوا دیے، خود اہلِ حدیث محدث نے اسے بیان کیا ہے۔

◆ میلاد النبی پر بعض جگہ اہلِ اسلام درختوں کے پتوں وغیرہ سے بازاروں میں دروازے لگواتے ہیں، محرابیں بنواتے ہیں، بعضے بیمار دل ان پتوں کو دیکھ کر سخت پریشان ہوجاتے ہیں، لیکن جنت کا منظر دیکھو اللہ تعالیٰ نے میلاد النبی کے موقع پر نہر کوثر کے کناروں کے ساتھ بیسیوں یا سینکڑوں نہیں ستر ہزار درخت لگوادیے، منکروں سے پوچھیے تمہیں پتوں کے ایک دروازے پر تو اعتراض ہے مگر اللہ تعالیٰ کے ستر ہزار درختوں کی قطاروں کے متعلق کیا خیال ہے۔

◆ میلاد النبی پر اہلِ اسلام جی بھر کر مال خرچ کرتے ہیں غرباء میں کھانے بانٹتے ہیں، مٹھائی تقسیم کرتے ہیں، نادار لوگوں کو کپڑے سلائی مشینیں وغیرہ تقسیم کرتے ہیں، اور یہ سب کارِ ثواب ہیں مگر خاص میلاد النبیؐ کے موقع پر ہونے کی وجہ سے منکرینِ شانِ میلاد کو یہ باتیں بھی ناگوار گزرتی ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے منکرو! مومنوں پر اعتراض نہ کرو، میری طرف دیکھو میں نے اپنے حبیب کے میلاد پر صرف ایک دن ایک ہفتہ یا ایک مہینہ نہیں بلکہ سارا سال تمام جہان کو لڑکے ہی لڑکے تقسیم کیے۔

دلیل سیزدہم: میلاد النبی ﷺ کے موقع پر کعبۃ اللہ نے خوشی منائی

(۱) نبی علیہ السلام کے میلاد پر کعبہ تین دن تک حرکت کرتا اور خوشی کے ترانے سناتا رہا

خصائص کبریٰ

اخرج ابو نعيم عن عمرو بن قتيبة قال سمعت ابی

قال اما البيت فاياما سمعوا من جوفه صوتا وهو يقول الآن يرد على نوری الآن يجيئنی زواری الآن اطهر من انجاس الجاهلية ايتها العزى هلكت ولم تسكن زلزلة البيت ثلاثة ايام ولياليها و هذا اول علامة رأت قريش من مولد رسول الله صلى الله عليه وسلم۔

(خصائص کبریٰ جلد اول صفحہ ۴۷ باب ما ظہر فی لیلۃ مولدہ ﷺ) (حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین طبع مصر)

ترجمہ: ابو نعیم نے عمرو بن قتیبہ سے روایت ہے کہتے ہیں میں نے اپنے والد سے سنا وہ فرماتے تھے البتہ بیت اللہ شریف تو کئی دن اس سے یہ آواز سنی گئی کعبہ کہتا تھا اب میرا نور مجھ پر لوٹا دیا جائے گا۔ اب میری زیارت کرنے والے میری طرف آتے رہیں گے اب میں دورِ جاہلیت کی نجاستوں (بتوں) سے پاک کردیا جاؤں گا۔ اے عزیٰ، تو ہلاک ہوگیا، اور تین دن اور تین رات تک کعبہ حرکت کرتا رہا (جھومتا رہا) اور یہی وہ پہلی علامت تھی جو قریش نے نبی ﷺ کی ولادت پر دیکھی۔

(۲) ولادتِ رسول کے موقع پر کعبہ نے بیتِ آمنہ کی طرف سجدہ کیا

مدارج النبوۃ

ونقل است از عبد المطلب کہ گفتہ کہ من در شب ولادت نزد کعبہ بودم

چوں نیم شب شد دیدم کہ کعبہ مائل شد بمقام ابراہیم و بسجد ہ رفت و از دے تکبیر آمد کہ اللہ اکبر اللہ اکبر رب محمد المصطفٰے الآن قد طہرنی ابی من انجاس الاصنام و ارجاس المشرکین و از غیب ندا آمد کہ بخدائے کعبہ کہ برگزید کعبہ را آگاہ باشید کہ حق تعالیٰ کعبہ را قبلۂ وے ساخت و مسکن مبارک دے گردانید و تبان کہ پیرامون کعبہ بودند پارہ پارہ میشدند و بزرگ آنرا کہ ہبل میگفتند ے برروئے افتادہ بود و ندا آمد کہ زائیدہ شد از آمنہ محمد و آمد برد ے سحاب رحمت۔

(مدارج النبوت جلد دوم صفحہ ۷ اولادت آنحضرت علیہ السلام)

ترجمہ: عبد المطلب سے منقول ہے کہتے تھے کہ میں شب ولادت رسول میں کعبہ شریف کے پاس تھا جب آدھی رات ہوئی تو میں کیا دیکھتا ہوں کعبہ مقام ابراہیم کی طرف جھک گیا اور سجدہ میں چلا گیا اور اس سے تکبیر کی آواز آئی۔ اللہ اکبر اللہ اکبر رب محمد المصطفیٰ۔ اب میرے رب نے مجھے بتوں کی نجاست اور مشرکین کی ناپاکی سے پاک کر دیا ہے اور غیب سے آواز آئی۔ رب کعبہ کی قسم جس نے کعبہ کو عزت بخشی آگاہ رہو اللہ تعالیٰ نے کعبہ کو اپنے حبیب کا قبلہ بنا دیا اور اس کا مبارک مسکن بنا دیا ہے اور جو بت کعبہ کے آس پاس تھے پارہ پارہ ہو گیا اور ان میں سے بڑا بت ہبل منہ کے بل گر پڑا تھا اور ندا آئی کہ آمنہ سے محمد (ﷺ) پیدا ہو گئے اور ان پر رحمت کا بادل چھا گیا۔

نوٹ: حجاج کرام نے دیکھا ہے کہ کعبہ شریف کی شمال مشرق جانب میں مقام

ابراہیم علیہ السلام ہے اور بالکل اسی سمت میں شہر مکہ میں حرم کعبہ سے تھوڑے فاصلہ پر نبی علیہ السلام کا مقامِ ولادت ہے تو مقام ابراہیم کی طرف کعبہ کے سجدہ سے مراد یہی ہے کہ کعبہ نے نبی علیہ السلام کی دنیا میں تشریف آوری پر آپ کے گھر کی طرف سجدہ کیا۔

درج بالا روایات سے یہ امور ثابت ہوئے۔

۱ کعبہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت پر خوشی کے نغمے سناتا رہا اور تین دن تک خوشی سے حرکت کرتا رہا یعنی جھومتا رہا۔ اور گویا زبان حال سے کہتا رہا کہ اے میری طرف رخ کر کے عبادت کرنے والو! میں تو سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد پر خوشی منا رہا ہوں، اگر تم نے میری طرف منہ کر کے نماز پڑھی ہے تو پہلے میرا عقیدہ اپنانا ہوگا۔ اور میلاد النبی کی خوشی منانا ہوگی۔ لہٰذا جو لوگ میلاد النبی ﷺ کے موقع پر سخت پریشان و تنگ دل ہوتے ہیں وہ دو میں ایک کام ضرور کریں۔ یا کعبہ کی طرح ولادتِ رسول کی خوشی میں شامل ہوں یا کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا چھوڑ دیں۔

۲ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے منکرو! میرے حبیب کی ولادت کے دن تم لوگ اپنے گھروں کو تالے لگا سکتے ہو، اپنی مساجد کو اندھیریاں رکھ سکتے ہو اور اپنے مدارس میں ذکر میلاد النبی اور جشنِ میلاد النبی پر پابندی لگا سکتے ہو مگر یاد رکھو میرے حبیب کے میلاد کی خوشی منانے کے لیے میرا گھر کعبۃ اللہ کافی ہے وہ تا ابد یہ خوشی مناتا رہے گا۔

۳ یہ بھی معلوم ہو گیا کہ نبی ﷺ کی ذات کعبہ کا بھی کعبہ ہے اور آپ کے میلاد النبی ﷺ پر کعبہ آپ کی طرف ساجد ہو گیا۔ چنانچہ امام اہلِ سنت شاہ احمد رضا

خان فاضل بریلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے اب کعبہ کا کعبہ دیکھو

اور علامہ اقبال رحمہ اللہ نے فرمایا:

طور سینا از غبار خانہ اش
کعبہ را بیت الحرم کاشانہ اش

دلیل چہاردہم: ولادتِ رسول ﷺ پر شیطان کے سوا سب خدائی خوشی منارہی تھی

خصائص کبریٰ

ابونعیم نے عمرو بن قتیبہ سے روایت کیا۔ کہتے ہیں جب حضرت آمنہ کو ولادت قریب ہوئی اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا: آسمان اور جنت کے تمام دروازے کھول دو، اور دنیا کے پہاڑ لمبے ہو گئے اور سمندروں کا پانی چڑھ گیا اور سمندر کی مخلوق باہم ایک دوسرے کو مبارک باد دے رہی تھی ہر فرشتہ حاضر ہو گیا اور شیطان کو ستر ہزار زنجیر ڈال کر سبز سمندر کے وسط میں پھینک دیا گیا دوسرے شیاطین اور سرکش جن بھی کر دیے گئے۔ سورج کو اس دن نور عظیم کا لباس پہنایا گیا اور اس کے سر پر ستر ہزار حوریں کھڑی کر دی گئیں۔

تنظرون ولادة محمد صلى الله عليه وسلم۔

جو نبی ﷺ کی ولادت کا انتظار کر رہی تھیں۔ (خصائص کبریٰ جلد اول صفحہ ۴۷)

نوٹ: علاوہ ازیں پیچھے ذکر میلاد النبی بزبان حضرت عکرمہؓ کے عنوان میں بھی آپ پڑھ چکے ہیں کہ نبی ﷺ کی ولادت پر ساری دنیا میں نور چھا گیا تھا ایسے میں شیطان نے میٹنگ بلوائی اور اپنے چیلوں کے سامنے نہایت غم واندوہ کا اظہار کیا کہ آج وہ بچہ پیدا ہوا ہے جو ہمارے تمام منصوبے خاک میں ملا کر رکھ دے گا۔ علاوہ ازیں پچھلے صفحات میں آپ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت سے یہ حدیث پڑھ چکے ہیں کہ جس روز نبی علیہ السلام کا نور سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہ کی گود میں آیا۔

فكل دابة لقريش نطقت تلك الليلة و قالت حمل برسول الله ﷺ و رب الكعبة وهو امان الدنيا.... و مرت وحش المشرق بالبشارات و كذالك اهل البحار يبشر بعضهم بعضا۔

یعنی قریش کے ہر جانور نے اس رات قوت گویائی پائی اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ اپنی والدہ کے بطن میں آ گئے ہیں رب کعبہ کی قسم وہ تمام دنیا کے لیے امان ہیں۔ اور مشرق کے پرندوں نے اڑ کر مغرب کے پرندوں کو مبارک باد دی اور سمندر میں رہنے والی مخلوق بھی باہم مبارک باد دے رہی تھی۔

اور ساتھ یہ بھی آپ نے پیچھے پڑھ لیا کہ شیطان نے چار مرتبہ بڑی گریہ زاری کی ہے جن میں سے ایک موقع نبی علیہ السلام کی ولادت باسعادت کا بھی ہے۔

خلاصہ دلیل چہاردہم

نبی علیہ السلام کی ولادت پر خدا کی ساری خدائی خوش تھی زمین میں بسنے والے سمندروں میں رہنے والے جانور، اور تمام فرشتے اور حوریں الغرض سارا جہان خوشی کر

رہا تھا البتہ شیطان اور اس کے چیلوں کو بڑی تکلیف تھی وہ آپ کے میلاد پر سخت پریشان تھے چنانچہ ہم اہلِ سنت و جماعت تو بارہ ربیع الاول کو خوشی منا کر یہ ثابت کرتے ہیں کہ ہم خدا کی نعمت کبریٰ یعنی ذاتِ رسول کے حصول پر خوش ہیں اور شیطان کے ہم دشمن نمبرون ہیں۔ مگر منکرین میلاد سے بھی پوچھا جائے کہ وہ اس دن پریشانی اور اضطراب کا اظہار کر کے اس کے سوا آخر کیا ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ ہم بھی شیطان کی پریشانی میں برابر کے شریک ہیں اور اس کے دکھ سکھ کے ساتھی ہیں۔ مگر یاد رکھو۔

مَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا ﴿١١٩﴾ (سورۂ نساء: ۱۱۹)

فصل چہارم

جشن میلاد النبی ﷺ کے جواز پر ہر دور کے فقہاء مفسرین اور محدثین امت کے جامع اور مدلل فتوے

جیسا کہ ہم قبل ازیں عرض کر چکے ہیں کہ جس طرح اب جشنِ میلاد النبی منایا جاتا ہے تمام تفصیلات کے ساتھ ایسا جشن دورِ صحابہ و تابعین و تبع تابعین میں نہ تھا، البتہ نبی ﷺ کے میلاد کا ذکر کرنے کے لیے محفلیں اور مجلسیں منعقد ہوتی تھیں۔ تاہم پانچویں صدی ہجری میں موجودہ ہیئت و حیثیت کے ساتھ جشن میلاد کا آغاز ہو گیا تھا، جسے تمام فقہاء امت نے بڑی ہی اچھی نظر سے دیکھا اور اس کے جواز پر نہایت رفیع جامع اور مدلل فتوے سپردِ قلم فرمائے، ذیل میں چند فتوے درج کیے جاتے ہیں، تاکہ آج کے مسلمانوں کو اندازہ ہو سکے کہ جشن میلاد النبی ﷺ کے جواز پر کیسے کیسے عظیم الشان علماء اسلام نے ہر صدی میں اجماع فرمایا ہے۔

(۱) مجددِ ماۃِ تاسعہ شیخ الاسلام والمسلمین امام جلال الدین سیوطیؒ متوفی ۹۱۱ھ کا فتویٰ

محفلِ میلاد تعظیم رسول ہے اور بدعتِ حسنہ

الحاوی للفتاویٰ

ان اصل المولد هو اجتماع الناس و قرأة ما تيسره

من القرآن و رواية الاخبار الواردة فی مبدء امر النبی صلی الله علیه وسلم وما وقع فیه من الآیات ثم یمدلهم سماطا یأکلون منذ و یتفرقون من غیر زیادة علی ذالك من البدع الحسنة التی ثیاب صاحبها لما فیه من تعظیم قدر النبی صلی الله علیه وسلم و اظهار الفرح والاستبشار بمولده الشریف۔

(الحاوی للفتاویٰ جلد اول (رسالہ حسن المقصد فی عمل المولد) (سیرت شامیہ (علامہ محمد بن یوسف شامی) (تصحیح المسائل (شاہ فضل الرسول علیہ الرحمہ) صفحہ ۶۲۔ طبع بمبئی) (الدرالمنظم ،شیخ عبدالحق محدث الہ آبادی مہاجر مکی صفحہ ۷۹ طبع)

ترجمہ: جشن میلادالنبی ﷺ کی حقیقت صرف یہ ہے کہ لوگ جمع ہو کر تلاوتِ قرآن کریں نبی ﷺ کے دورِ ابتداء کے متعلق وارد احادیث بیان کی جائیں، اور آپ کی ولادتِ مبارکہ کے موقع پر ظاہر ہونے والی آیاتِ قدرت بیان کی جائیں، پھر دسترخوان بچھایا جائے، اور لوگ کھانا کھا کر اپنی اپنی راہ لیں اور ان بدعاتِ حسنہ پر کوئی غیر شرعی کام نہ بڑھائیں۔

تو یہ وہ کام ہیں جن پر ثواب ہی ثواب ہے کیونکہ ان میں تعظیمِ رسول ﷺ بھی ہے اور آپ کی ولادت باسعادت پر خوشی و مسرت کا اظہار بھی۔

(۲) محدث الملت شیخ الاحناف حضرت علامہ ملا علی قاری رحمہ الباری متوفی ۱۰۱۶ھ کا فتویٰ

محفل میلاد میں مقتدر ائمہ دین شریک ہوتے رہے ہیں

المورد الروی

قال شیخ مشائخنا الامام العلامة البحر الحبر الفهامة شمس الدین محمد السخوی بلغه الله المقام الوالی و کنت ممن تشرف بادراك المولد فی مكة المشرفة عدة سنین و تعرف ما اشتمل علیه من البركة المشار لبعضها بالتعیین تكررت زیادتی فیه لمحل المولد المستفیض و تصورت فكرتی ما هنالك من الفجر الطویل۔

(المورد المنتظم فی المولد النبوی) (الدرالمنتظم فی مولد النبی المعظم صفحہ ۱۰۲ طبع سن طباعت ۱۳۰۷ھ)

ترجمہ: ہمارے اساتذہ کے استاذ امام علامہ بحرالعلوم حبر الفہامہ شمس الدین محمد سخاوی (اللہ انہیں بلند و بالا مقام عطا فرمائے) نے فرمایا مکہ مکرمہ میں منعقد ہونے والی محافل میلاد النبی میں مَیں نے کئی سال شرکت کی سعادت حاصل کی ہے، اور ان محافل کی بعض خصوصی برکات سے بھی واقفیت حاصل کی ہے اور نبی ﷺ کی مبارک جائے ولادت کی زیارت کا بار بار موقع ملا ہے اور وہاں سے طلوع ہونے والی فجر طویل پر کافی غور و خوض کیا ہے۔

نوٹ: یہاں الدر المنظم میں ہے ملاں قاری کی کتاب المورد الروی سے منقول کرنا ضروری ہے کہ محفل میلاد مشرق مغرب میں ہر جگہ ہوتی ہے۔

(۲) سند المحدثین قدوۃ العلماء شیخ المشائخ الشوافع امام ابن حجر ہیثمی مکی متوفی ۹۷۳ھ کا فتویٰ

جشن میلاد النبی کا اصل حدیث میں موجود ہے اس لیے یہ بدعتِ حسنہ ہے

النعمة الکبریٰ

اصل عمل المولد بدعة ولکنها مع ذالك قد اشتملت علی محاسن و ضدها فمن تحری فی عمله المحاسن و تجنب ضدها کان بدعةً حسنةً و من لا فلا.... و قد ظهر لی تخریجها علی اصل ثابتٍ وهو ما ثبت فی الصحیحین من ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قدم المدینة فوجد الیهود یصومون یوم عاشورآء فسألهم فقالوا هٰذا یومٌ اغرق الله فیه فرعون و نجّا موسٰی فنحن نصومهٗ شکرًا لله تعالٰی فقال انا احق بموسٰی منکم فصامه و امر بصیامه فیستفاد منه فعل ذالك شکرا لله تعالٰی علی ما من به فی یوم من معین من ابداع نعمة او دفع نقمة و یعادو ذالك فی نظیر ذالك الیوم من کل سنة والشکر لله تعالٰی یحصل بأنواع العبادات من

السجود والقیام والصدقة والتلاوة و ای نعمة اعظم من النعمة ببدوز هٰذا النبی الکریمة نبی الرحمة فی ذالك الیوم و علی هٰذا فینبغی ان یتحریٰ الیوم بعینهٖ حتّٰی یطابق قصة موسٰی صلعم فی یوم عاشورآء۔

(النعمة الکبریٰ علی العالم فی مولد سید ولد آدم مندرجہ جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۳۴۰ طبع مصر)
(سیرت شامیہ) (الحاوی للفتاویٰ جلد اول صفحہ ۱۹۶) (علامہ سیوطی) (تصحیح المسائل صفحہ ۲۵۹)
(زرقانی شریف شرح مواہب لدنیہ جلد اول صفحہ ۱۴۰ طبع بیروت)

ترجمہ: جشن میلاد (موجودہ صورت کے مطابق) اصولی طور پر بدعت ہے، لیکن اس میں خوبیاں بھی ہیں اور کچھ خامیاں بھی داخل ہوگئی ہیں تو اگر خوبیوں کو اپنا لیا جائے اور خامیوں کو چھوڑ دیا جائے تو یہ عمل بدعت حسنہ ہے ورنہ نہیں اور مجھے تو جشن میلاد کے جواز پر شرع کا ایک طے شدہ اصول نظر آتا ہے اور وہ بخاری مسلم کی یہ حدیث ہے کہ نبی ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے تو یہود کو عاشورا کے دن روزہ رکھتے دیکھا آپ کے پوچھنے پر انہوں نے کہا اس دن اللہ تعالیٰ نے فرعون کو غرق کر کے حضرت موسیٰ علیہ السلام (قوم بنی اسرائیل) کو نجات بخشی تھی، تو ہم اظہارِ تشکر کے لیے روزہ رکھتے ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ہم موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تم سے زیادہ حق رکھتے ہیں۔ چنانچہ آپ نے روزہ رکھا اور صحابہ کو بھی رکھنے کا حکم دیا اس سے معلوم ہوا جس دن کوئی بڑی نعمت ملے یا بڑی مصیبت دور ہو تو ہر سال وہ دن آنے پر اظہارِ تشکر کے لیے عبادت کرنی چاہیے جس میں رکوع سجود و صدقہ خیرات اور تلاوت قرآن بھی شامل ہیں، اور اس امت

محمدیہ کے لیے نبی ﷺ کی تشریف آوری سے بڑھ کر اور کون سی نعمت ہے۔ اس لیے ہمیشہ آپ کے یوم میلاد پر عبادت کرنی چاہیے تاکہ حضرت موسیٰ کے قصہ سے مطابقت ہو جائے۔

نوٹ: امام علی برہان الدین متوفی ۱۰۴۴ھ اپنی مشہور زمانہ کتاب سیرتِ حلبیہ جلد اول صفحہ ۱۳۰ طبع بیروت باب ذکر مولدہ ﷺ میں فرماتے ہیں:

و قد قال ابن حجر الهيتمي والحاصل و ان البدعة الحسنة متفق على ندبها و عمل المولد واجتماع الناس له كذالك اى بدعة حسنة۔

ترجمہ: تحقیق علامہ ابن حجر فرماتے ہیں حاصل کلام یہ ہے کہ بدعت حسنہ کے مستحب ہونے پر اجماع ہے اور جشنِ میلاد النبی اور اس پر لوگوں کا اجتماع بھی ایسے ہی بدعت حسنہ ہے۔

روح البیان جلد ۹ صفحہ ۵۶ زیر آیت محمد رسول اللہ میں علامہ حقی نے بھی امام ابن حجر کا یہ فتویٰ نقل کیا ہے۔

(۴) شیخ الاسلام والمسلمین قدوۃ المحدثین امام ابوالخیر حافظ سخاوی رحمہ اللہ متوفی ۶۴۳ھ کا فتویٰ

پوری دنیا میں ہمیشہ سے اہلِ اسلام جشنِ میلادِ رسول مناتے آرہے ہیں اور ان پر اللہ کا فضلِ عمیم ہوتا چلا آرہا ہے

سیرتِ حلبیہ

قال الحافظ ابوالخير السخاوي و عمل المولد

الشريف لم ينقل احدٌ من السلف الصالح في القرون الثلاثة الفاضلة و انما حدث بعدها، ثم لازال اهل الاسلام في سائر الاقطار والمدن الكبار يشتغلون في شهر مولده صلى الله عليه وسلم بعمل الولائم البديعة المشتملة على الامور البهجة الرفيعة يتصدقون في لياليه بانواع الصدقات و يظهرون السرور و يزيدون في المبرات و يعتنون بقرأة مولده الكريم و يظهر عليهم من بركاته فضل عميم۔

(تصحیح المسائل شاہ فضل الرسول رحمہ اللہ صفحہ ۲۵۴) (سیرت حلبیہ امام علی بن برہان الدین جلد اول صفحہ ۱۳۷ باب ذکر مولدہ ﷺ طبع بیروت) (روح البیان جلد ۹ صفحہ ۵۶ زیر آیت محمد رسول اللہ الخ سورۃ فتح)

ترجمہ: حافظ ابوالخیر سخاویؒ نے فرمایا: (موجودہ صورت پر) جشنِ میلاد پہلی تین صدیوں میں ہمارے اسلافِ صالحین میں سے کسی سے مروی نہیں یہ جشن پہلی تین صدیوں کے بعد شروع ہوا مگر تب سے لے کر تمام اہلِ اسلام ہمیشہ سے آفاقِ عالم میں بڑے بڑے شہروں میں یہ جشن مناتے آرہے ہیں۔ میلاد النبی ﷺ کے مہینہ میں بڑی عظیم الشان دعوتیں کرتے ہیں جن میں بڑے بابرکت اعمال کیے جاتے ہیں، ان راتوں میں کثرت سے صدقہ و خیرات کیا جاتا ہے اظہار مسرت ہوتا ہے۔ نیکی کے کام بڑھ چڑھ کر کیے جاتے ہیں نبی ﷺ

کا میلاد پڑھا جاتا ہے اور لوگوں پر اس کی برکات کثرت سے ظاہر ہوتی ہیں۔

(۵) عمدۃ المحدثین رأس العلماء الفحول استاذِ شیخ سعدی امام ابن جوزی رحمہ اللہ متوفی ۵۹۷ھ کا فتویٰ

مشرق و مغرب کے تمام مسلمان ہمیشہ سے ربیع الاول میں جشنِ میلاد مناتے ہیں اور سارا سال اس کی عظیم برکات جاری رہتی ہیں

المولد الشریف

فلا زال اهل الحرمين الشريفين والمصر واليمن والشام و سائر بلاد العرب من المشرق والمغرب يحتفلون بمجلس مولد النبی عليه الصلوة والسلام و يفرحون بقدوم هلال ربيع الاول و يغتسلون و يلبسون بالثياب الفاخرة و يتزينون بانواع الزينة و يتطيبون و يكتحلون و يأتون بالسرور فی هذه الايام و يتبذلون على الناس بما كان عندهم من المضروب والاجناس و يهتمون اهتماما بليغا على السماع والقرأة لمولد النبی صلی الله عليه وسلم و ينالون بذالك اجرا جزيلا و فوزا عظيما و مما جرب من ذالك انه وجد فی ذلك العام كثرة الخير والبركة مع السلامة والعافية و وسعة الرزق و ازدياد المال

والاولاد و الاحفاد و دوام الامن فی البلاد و البلاد والامصار والسكون والقرار فی البيوت والدار ببركة مولد النبی صلی الله عليه وسلم۔

(المولد الشریف امام ابن جوزی) (الدر المنظم شیخ عبدالحق محدث الہ آبادی صفحہ ۱۰۰ تا ۱۰۱)

ترجمہ: مکہ مکرمہ مدینہ منورہ مصر یمن شام اور مشرق و مغرب کے رہنے والے ہمیشہ سے محفلِ میلاد النبی ﷺ منعقد کرتے آرہے ہیں۔ ربیع الاول شریف کے طلوع ہوتے ہی خوشی کی لہر دوڑ جاتی ہے۔ ان دنوں میں لوگ غسل کرتے بہترین لباس پہنتے طرح طرح کی زینت کرتے خوشبو اور سرمہ لگاتے اور ہر طرح سے اظہارِ مسرت و فرحت کرتے ہیں اپنی طاقت کے مطابق مال و نعمت راہِ خدا میں خرچ کرتے ہیں اور نبی ﷺ کا میلاد شریف پڑھنے اور سننے کا عظیم الشان اہتمام کرتے ہیں اور یقینا اس عمل پر اجر عظیم اور ثواب عمیم حاصل کرتے ہیں اور تجربہ سے یہ ثابت ہوا ہے کہ اس عمل سے سارا سال خیر و برکت کی کثرت اور سلامت و عافیت رہتی ہے رزق بڑھتا ہے مال اولاد میں کثرت ہوتی ہے اور نبی ﷺ کے میلاد کی برکت سے تمام ملکوں اور شہروں میں سکون اور گھروں میں خیر و عافیت رہتی ہے۔

نوٹ: روح البیان جلد ۹ صفحہ ۵۷ زیر آیت محمد رسول اللہ الخ میں ہے:

قال ابن الجوزی من خواصه انه امان فی ذالك العام و بشری عاجلة بنيل البغية والمرام۔

یعنی جشن میلاد منانے کے فوائد میں سے یہ بھی ہے کہ سارا سال امن و امان رہتا ہے اور یہ عمل حصولِ مقصد و مراد کے لیے جلدی پوری ہونے والی خوشخبری ہے۔

علاوہ ازیں تصحیح المسائل صفحہ ۲۵۵ میں سیرت شامیہ کے حوالہ سے ہے۔

قال ابن الجوزی لو لم یکن فیه الا ادغام الشیطان و ادعام اهل الیمان لکفی۔

یعنی جشن میلاد کے جواز کو یہی کافی ہے کہ اس میں شیطان کی تذلیل ہے اور اہلِ ایمان کی تکریم۔

(۶) محررِ علم قرأت شیخ المقرئین سند المحدثین حافظ محمد بن جزری شافعی رحمہ اللہ متوفی ۸۳۳ھ کا فتویٰ

اگر ابولہب کو مسرت میلاد پر انعام دائمی مل سکتا ہے تو ایک مسلمان جشن میلاد منانے سے جنت کیوں نہیں حاصل کر سکتا

عرف التعریف

قد رؤی ابولهب بعد موته فی النوم فقیل له ما حالك فقال فی النار الا انه یخفف عنی کل لیلة اثنین و امص من بین اصبعی هاتین ماءًا بقدر هذا و اشار لرأس اصبعه و ان ذالك باعتاقی ثویبة عند ما بشرتنی بولادة محمد صلی الله علیه وسلم و بارضاعها له۔ فاذا کان ابولهب الکافر الذی نزل

القرآن بذمه جوزی فی النار بفرحه لیلة مولد محمد صلی الله علیه وسلم فما حال المسلم الموحد من امة محمد صلی الله علیه وسلم یتبشر بمولده و بذل ما اتصل الیه قدرته فی محبته لعمری انما جزاؤه من الله الکریم ان یدخله بفضله جنات النعیم۔

(عرف التعریف بالمولد الشریف (امام ابن جزری)) (حجۃ اللہ العالمین فی معجزات سید المرسلین صفحہ ۲۳۷ طبع مصر) (تصحیح المسائل شاہ فضل الرسول رحمہ اللہ صفحہ ۲۶۰ طبع بمبئی) (المواہب اللدنیہ مع الزرقانی جلد اول صفحہ ۱۳۹ طبع بیروت)

ترجمہ: ابولہب مرنے کے بعد خواب میں دیکھا گیا (حضرت عباس نے دیکھا) تو اسے کہا گیا تیرا کیا حال ہے۔ کہنے لگا: جہنم میں ہوں مگر ہر پیر وار کی رات کو میرا عذاب کم ہو جاتا ہے اور ان دونوں انگلیوں کے درمیان سے پانی پیتا رہتا ہوں اور یہ اس لیے ہے کہ میں نے ثویبہ کو اس وقت آزاد کر دیا تھا جب اس نے مجھے نبی ﷺ کی ولادت مبارکہ کی خبر دی تھی۔ جب ابولہب جیسا کافر بھی جس کی مذمت میں قرآن اترا ہے۔ میلاد النبی کی خوشی منانے سے اجر حاصل کر لیتا ہے تو امتِ محمدیہ میں سے اس مسلمان موحد کا کیا حال ہے جو آپ کے میلاد پر خوش ہوتا اور آپ کی محبت میں طاقت کے مطابق مال خرچ کرتا ہے۔ مجھے اپنی زندگی کی قسم۔ اس کا اجر تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اسے جنات النعیم میں جگہ عطا فرمائے گا۔

(۷) امام المقرئین سید المحدثین استاذ امام نووی امام ابو شامہ رحمہ اللہ متوفی ۶۶۵ھ کا فتویٰ

جشن میلاد سب سے احسن بدعت ہے کیونکہ اس میں محبت و تعظیم رسول بھی ہے اور غریب پروری بھی

الباعث علی انکار البدع والحوادث

و من احسن البدع فی زماننا هذا من هذا القبیل ما کان یفعل بمدینة اربل کل عام فی الیوم الموافق لیوم مولد النبی صلی الله علیه وسلم من الصدقات والمعروف و اظهار الزینة والسرور فان ذالك مع ما فیه من الاحسان الی الفقرآء یشعر بمحبة النبی صلی الله علیه وسلم و تعظیمه و جلاله و فی قلب فاعله و شکر الله علی ما من به من ایجاد رسوله الذی ارسله رحمة للعٰلمین صلی الله علیه وسلم و کان اول من فعل ذالك بالموصل الشیخ عمر بن العلاءِ احد الصالحین المشهودین و به اقتدیٰ فی ذالك صاحب اربل وغیرهم۔

(الباعث علی انکار البدع والحوادث (امام ابوشامۃ) (تصحیح المسائل صفحہ ۲۵۸) (حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین صفحہ ۲۳۳ طبع مصر) (سیرت حلبیہ جلد اول صفحہ ۱۳۷ طبع بیروت باب ذکر مولدہ ﷺ)

ترجمہ: ہمارے زمانہ میں ایسی ہی بدعات میں سے سب سے زیادہ اچھی بدعت (بدعتِ حسنہ) وہ ہے جو شہر اربل میں ہر سال یوم میلاد النبی ﷺ پر جشن کیا جاتا ہے اور صدق کے معروف اور اظہار مسرت و زینت جیسے کام کیے جاتے ہیں اس میں فقراء کے ساتھ احسان کے ساتھ ساتھ نبی ﷺ سے محبت اور آپ کی تعظیم و تکریم کا اظہار بھی ہوتا ہے اور اس میں نبی علیہ السلام کے رحمۃ للعالمین بن کر آنے پر اظہار تشکر کا پہلو بھی ہے، یہ عمل سب سے پہلے موصل میں ایک مشہور صالح آدمی شیخ عمرو بن العلا نے شروع کیا پھر بادشاہ اربل وغیرہ نے اس کی اقتدیٰ کی۔

نوٹ: نثر الدرر شرح مولد ابن حجر میں امام احمد بن عابدین دمشقی متوفی ۱۳۲۰ھ امام ابوشامہ کی یہی عبارت نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

و ثناء هذا الامام الجلیل علی هٰذا الفعل الجمیل فی هذه اللیلة اول دلیل علی ان عمل المولد بدعة حسنةٌ۔

یعنی ایسے جلیل القدر امام کا جشن میلاد کی تعریف کرنا اس کے بدعتِ حسنہ ہونے کی سب سے بڑی دلیل ہے۔ (دیکھئے جواہر البحار جلد سوم صفحہ ۳۳۸ طبع مصر)

(۸) سید المحدثین امام اصحاب سیر امام احمد قسطلانی رحمہ اللہ متوفی ۳۲۹ھ کا فتویٰ

جشن میلاد مسلمانوں میں ہمیشہ سے آرہا ہے اور ربیع الاول میں عید میلاد منانے والے مسلمان کس قدر مبارک بادی کے مستحق ہیں

مواہب لدنیہ

ولا زال اهل الاسلام يحتفلون بشهر مولده عليه الصلوة والسلام ويعملون الولائم و يتصدقون فى لياليه بالواع الصدقات و يظهرون السرور و يزيدون فى المبرات و يعتنون بقراءة مولده الكريم و يظهر عليهم من بركاته كل فضل عميم و مما جرب من خواصه انه امان فى ذالك العام و بشرىٰ عاجلة بنيل البغية والمرام. فرحم الله امرأً اتخذ ليالى شهر مولده المبارك اعيادًا ليكون اشد علة على من فى قلبه مرضٌ واعىٰ داءٍ (اى بما يصيبهٗ من الغيظ الحاصل لهٗ بمولده صلى الله عليه وسلم)

(المواہب اللدنیہ جلد اول صفحہ ۱۳۹ تا ۱۴۰)

ترجمہ: ماہ میلاد النبی ﷺ میں اہلِ اسلام ہمیشہ سے جشن کرتے ہیں، دعوتیں صدقات و خیرات اظہارِ مسرت اور دیگر مختلف اعمالِ صالحہ کرتے ہیں اور نبی ﷺ کا میلاد پڑھنے کے لیے بڑا اہتمام کیا جاتا ہے۔

اور اس عمل پر اللہ کی طرف سے لوگوں پر فضل و کرم ظاہر ہوتا ہے۔ جشن میلاد کے دیگر فوائد یہ بھی ہیں کہ یہ عمل سارا سال باعث خیر و عافیت بھی ہوتا ہے اور اخروی نجات کی پیش گوئی بھی۔

تو اللہ اس شخص پر رحمت نازل فرمائے جس کے لیے ماہِ میلاد النبی ﷺ کی راتیں عید کی رات جیسی ہوتی ہیں۔ تاکہ مریض دل پر ایک قیامت ٹوٹ جائے اور یہ عمل اس کے لیے بہت سخت عذاب بن جائے۔

نوٹ: علاوہ ازیں پیچھے باب دوم دلیل دوازدہم کے تحت امام قسطلانی کا یہ فتویٰ بھی آپ پڑھ چکے ہیں کہ جمعہ میں آدم علیہ السلام کی پیدائش کی ساعت آتی ہے جس میں ہر دعا قبول کر لی جاتی ہے، تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ساعتِ ولادت کی برکت و رحمت کا کیا کہنا ہے یقیناً اس میں کی جانے والی ہر دعا شرفِ قبولیت حاصل کرتی ہے۔

(۹) شیخ المحققین سند المحدثین الامام الشیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۵۲ھ کا فتویٰ

جشن میلاد سے سارا سال برکت و رحمت جاری رہتی ہے اور مریض دلوں پر قیامت ٹوٹتی رہتی ہے

ما ثبت بالسنہ

لازال اهل الاسلام يحتفلون بشهر مولده صلى الله عليه وسلم و يعملون الولائم و يتصدقون فى لياليه بانواع الصدقات و يظهرون السرور و يزيدون فى المبرات و يعتنون بقرآة مولده الكريم

و یظهر علیهم من برکاته کل فضل عمیم و مما جرب من خواصه انه امان فی ذالك العام و بشری عاجلة بنیل البغیة والمرام فرحم الله امرأً اتخذ لیالی شهر مولده المبارك اعیادًا لیکون اشد علة عمن فی قلبه مرض و عناد۔

(ماثبت بالسنہ ذکر شہر ربیع الاول) (الدرالمنظم صفحہ ۱۰۳)

ترجمہ: ہمیشہ سے اہلِ اسلام ماہ ربیع الاول میں جشن کرتے ہیں دعوتیں صداقت وخیرات اظہارِ مسرت اور دیگر اعمالِ صالحہ کیے جاتے ہیں میلاد النبی ﷺ پڑھنے کا اہتمام کیا جاتا ہے جس سے اہلِ اسلام پر اللہ کا فضل عمیم ظاہر ہوتا ہے اور اس کے نتائج میں سے یہ بھی ہے کہ یہ عمل پورے سال کے لیے باعث امن وسکون اور حصولِ مراد کا ثمرہ سریع الوقوع ہے تو اللہ اس شخص پر رحمت کی بارش کرے جو ماہِ میلاد کو ماہِ عید مناتا ہے، کیونکہ اس سے ان لوگوں پر بڑی قیامت ٹوٹتی ہے جو دل کے مریض ہیں جن کے دلوں میں بغض رسول بھرا ہوا ہے۔

(۱۰) امام محقق محدث ابوزرعہ رحمہ اللہ متوفی ۵۶۶ھ کا فتوی

لوگوں کو کھانا کھلانا تو ہر وقت مستحب ہے لیکن اگر میلادِ رسول کی خوشی میں ہو تو اس کا کیا ہی کہنا ہے

علامہ یوسف نبہانی رحمہ اللہ نے جواہر البحار جلد سوم میں علامہ سید احمد بن عابدین دمشقی متوفی ۱۳۲۰ھ کی کتاب نثر الدرر شرح مولد ابن حجر کا خلاصہ پیش کیا ہے جس کا ایک اقتباس درج ذیل ہے:

و قد سئل الامام المحقق ابوزرعة العراقی من عمل المولد هل هو مستحب او مکروه و هل ورد فیه شیءٌ و هل نقل فعله عمن اقتدی به فاجاب رحمه الله تعالیٰ بأن اتخاذ الولیمة و اطعام الطعام مستحب فی کل وقت فکیف اذا انضم الی ذالك الفرح والسرور بظهور نور النبوة فی هذا الشهر الشریف ولا نعلم غیر ذالك من السلف ولا یلزم من کونه بدعةً کونُه مکروهًا فکم من بدعة حسنةٌ بل واجبةٌ۔

(جواہر البحار جلد سوم صفحہ ۳۳۹ (جواہر السید احمد بن عابدین) طبع مصر) (البنات المولد والقیام عکسی (قلمی نسخہ) صفحہ ۲۲)

ترجمہ: امام محقق ابوذرعہ عراقی سے جشنِ میلاد کے بارہ میں سوال کیا گیا کہ وہ مستحب ہے یا مکروہ اور اس بارہ میں کوئی دلیل بھی وارد ہے یا نہیں اور کیا کسی مقتدی امام سے یہ عمل منقول ہے یا نہیں تو آپ نے یہ جواب دیا کہ، دعوت کرنا اور کھانا کھلانا ہر وقت مستحب ہے اور اگر اس کے ساتھ ماہِ ربیع الاول میں میلاد النبی ظہورِ نورِ نبوت کی خوشی بھی ہو جائے تو اس عمل کا کہنا ہی کیا ہے اور سلف سے ہمیں یہی کچھ حاصل ہوا ہے۔

اور کسی عمل کے بدعت ہونے سے اس کا مکروہ ہونا لازم نہیں آتا۔ کیونکہ کئی بدعتیں حسنہ ہیں بلکہ واجبہ بھی ہیں۔

(۱۱) مجدد دین وملت عارف ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۳۴ھ کا فتویٰ

اگر محفل میلاد میں کوئی خلاف شرع کام نہ ہو تو ایسی محفل میں آخر حرج ہی کیا ہے

مکتوبات شریف

دیگر در باب مولود خوانی اندراج یافتہ بود، در نفس قرآن خواندن بصورت حسن و در قصائد نعت ومنقبت خواندن چہ مضائقہ است ممنوع تحریف وتغییر حروف قرآن است والتزام رعایت مقامات نغمہ وترديد صوت بآن طریق الحان تصفیق مناسب آں کہ اشعار عام نیز غیر مباح است اگر بر نہجے خوانند کہ تحریفے در کلمات قرآنی واقع نشود و در قصائد خواندن شرائط مذکورہ متحقق نہ گردد وآں را ہم بغرض صحیح تجویز نمایند چہ مانع است۔

(مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ، دفتر دوئم مکتوب ۷۲، صفحہ ۱۵۷ طبع امرتسر)

ترجمہ: دوسرا میلاد خوانی کے بارے میں آپ نے سوال کیا تھا تو محض اچھی آواز سے قرآن پڑھنے اور مدح نبی ﷺ کی نعتیں اور قصائد پڑھنے میں آخر کیا حرج ہے۔ ممنوع تو تحریف وتغییر حروفِ قرآن ہے۔ اسی طرح گلے میں آواز پھیر کر ترنم اور تالی بجانے کے ساتھ پڑھنا تو عام اشعار میں بھی ممنوع ہے لیکن اگر ایسے طریقہ پر پڑھیں کہ قرآنی حروف کی تغییر نہ ہو اور نعت پڑھنے میں مذکورہ امور سے اجتناب کیا جائے اور صحیح مقصد کے لیے پڑھا جائے تو اس عمل سے کون سی شرعی ممانعت ہے۔

(۱۲) خاتمۃ المفسرین قطب وقت علامہ امام اسماعیل حقی بروسوی رحمہ اللہ متوفی ۱۱۳۷ھ کا فتویٰ

میلاد النبی کے موقع پر اظہار شکر کرنا ہمارا حق بنتا ہے اور اس میں تعظیم رسول بھی ہے

روح البیان

و من تعظيمه عمل المولد اذا لم يكن فيه منكر. قال الامام السيوطی قدس سره يستحب لنا اظهار الشكر لمولده صلى الله عليه وسلم انتهى.... و قد استخرج له الحافظ ابن حجر اصلا من السنة و كذا الحافظ السيوطی و رد على الفاكهانی المالكی فی قوله ان عمل المولد بدعة مذمومة كما فی انسان العيون.

(روح البیان جلد ۹ صفحہ ۵۶ الجزء السادس والعرون سورۃ الفتح زیر آیت محمد رسول اللہ الخ)

ترجمہ: اور نبی ﷺ کی تعظیم میں یہ بات بھی داخل ہے کہ آپ کا میلاد منایا جائے مگر اس میں کوئی خلافِ شرع حرکت نہیں ہونی چاہیے۔ امام سیوطی قدس سرہ نے فرمایا: ہمارے لیے مستحب ہے کہ اظہارِ شکر کے لیے نبی ﷺ کا میلاد منائیں حافظ ابن حجرؒ نے تو اس کے لیے حدیثِ مبارکہ سے ایک اصل بھی ثابت کیا ہے یونہی حافظ سیوطی نے بھی، اور دونوں نے فاکہانی کے اس قول پر کہ جشن میلاد بدعت مذمومہ ہے۔ شدید رد کیا ہے جیسا کہ انسان العیون (سیرت حلبیہ) میں موجود ہے۔

(۱۳) الامام الجلیل والمؤرخ الکبیر علامہ امام علی بن برہان الدین حلبی رحمہ اللہ متوفی ۱۰۴۴ھ کا محققانہ فتویٰ

محفل میلاد بدعت حسنہ ہے اسے بدعتِ ضلالت کہنا بالکل غلط ہے

سیرت حلبیہ

و من الفوائد انه جرت عادة كثير من الناس اذا سمعوا ذكر وضعه صلى الله عليه وسلم ان يقوموا تعظيما له صلى الله عليه وسلم و هذا القيام بدعة لا اصل لها اى لكن هى بدعة حسنة لانه ليس كل بدعة مذمومة و قد قال سيدنا عمر رضى الله عنه فى اجتماع الناس لصلوة التراويح نعمت البدعة و قد قال العز بن عبدالسلام ان البدعة تعتريها الاحكام الخمسة و ذكر من امثله كل منها يطول ذكرها۔

(انسان العیون فی سیر الامین المأمون صلی اللہ علیہ وسلم المعروف سیرت حلبیہ علامہ علی بن برہان الدین حلبی جلد اول صفحہ ۱۲۶ طبع بیروت باب تسمیہ ﷺ)

ترجمہ: فوائد میں یہ بات ہے کہ بہت سے لوگوں کی عادت ہے نبی ﷺ کی ولادت مبارکہ کا ذکر سنتے ہی آپ کی تعظیم کے لیے کھڑے ہو جاتے ہیں یہ قیام اگرچہ بدعت ہے مگر بدعت حسنہ ہے کیونکہ ہر بدعت مذمومہ نہیں ہوتی۔ صلاۃ تراویح کے متعلق سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا تھا: نعمت البدعۃ ھذہ۔ یہ بدعت کتنی اچھی

ہے عز بن عبدالسلام کہتے ہیں بدعت پر پانچوں احکام جاری ہوتے ہیں۔ واجب، مستحب، مکروہ، حرام، مباح اور پھر ان کی مثالیں بھی دی ہیں جنہیں بیان کرنے سے بات لمبی ہو جائے گی۔

وضاحت: مذکورہ عبارت میں بدعۃ کے ساتھ لا اصل لھا کے الفاظ یا مصنف کا تسامح ہیں یا بعد میں کسی کا ادخال، کیونکہ دو وجہ سے انہیں درست نہیں قرار دیا جا سکتا۔

اول بدعت حسنہ ہوتی ہی وہ ہے جس کے لیے شرع میں کوئی نہ کوئی اصل ہو اور مصنف کا مقصد ہی یہاں جشن میلاد کو بدعت حسنہ قرار دینا ہے۔

دوم علامہ ابن حجر اور علامہ سیوطی نے جشن میلاد کی علیحدہ علیحدہ اصل ثابت کی ہے اور ہمارے گذشتہ اوراق پڑھنے والے پر واضح ہو جاتا ہے کہ جشن میلاد کے جواز پر کئی اصل موجود ہیں۔

(۱۴) خاتمۃ المحدثین زین الحرم علامہ سید احمد زین دحلان مکی رحمہ اللہ کا فتویٰ

بارہ ربیع الاول کو جشنِ میلاد النبی منانا تعظیم رسول کا ایک طریقہ ہے اور اس کے جواز پر کثیر علماء نے قلم اٹھایا ہے

الدرر السنیه

من تعظيمه صلى الله عليه وسلم الفرح بليلة ولادته و قراءة المولد والقيام عند ذكر ولادته صلى الله عليه وسلم و اطعام الطعام و غير ذلك مما يعتاد الناس فعله من انواع البر فان ذلك كله

من تعظیمه صلی الله علیه وسلم و قد افردت
مسئلة المولد وما یتعلق بها بالتکیف و اعتنا بذلك
کثیرٌ من العلماء فالفوا فی ذلك مصنفات مشحونة
بالادلة والبراهین فلا حاجة لنا فی اطاله بذلك۔

(الدار السنیہ فی الرد علی الوہابیہ (للعلامۃ احمد دحلان المکی) (اقامۃ القیامۃ لامام اہل السنۃ الشاہ احمد رضا خان ؒ صفحہ ۱۵)

ترجمہ: نبی ﷺ کی تعظیم میں یہ امور بھی داخل ہیں کہ آپ کی شب ولادت میں اظہارِ مسرت کیا جائے میلاد پڑھا جائے آپ کی ولادت کا بیان سن کر قیام کیا جائے، اور لوگوں کو کھانا کھلایا جائے یا لوگوں کے ہاں جشنِ میلاد پر نیکی کے جو دیگر طریقے مروج ہیں، یہ سب باتیں آپ کی تعظیم میں شامل ہیں۔ میں نے مسئلہ میلاد پر علیحدہ تصنیف بھی کی ہے۔ اس موضوع پر کثیر علماء نے تصانیف سپردِ قلم کی ہیں جو دلائل و براہین سے پر ہیں۔ اس لیے ہمیں یہاں بات لمبی کرنے کی ضرورت نہیں۔

(۱۵) علامہ زمان خاتمہ المحققین علامہ السید احمد بن عبد الغنی بن عمر عابد بن دمشقی متوفی ۱۳۲۰ھ کا مفصل و مدلل فتویٰ

محفل میلاد النبی عظیم ترین کار ثواب ہے اور ربیع الاول میں ہر محب صادق کو اس میں شامل ہونا چاہیے

نثر الدرر

فالاجتماع لسماع قصة مولد صاحب المعجزات

علیه افضل الصلوة و اکمل التحیات من اعظم
القربات لما یشتمل علیه من المبرات والصلات و
کثرت الصلوة علیه والتحیات بسبب حبه
الموصل الی قربه و قد صرح الاعلام بان عمل
المولد امان فی ذلك العام و بشری عاجلةٌ لنیل
البغیة والمرام کما صرح به ابن الجزری و نقله عنه
الحلبی فی سیرته و کذا المؤلف یعنی ابن حجر الهیثمی
والقسطلانی فی المواهب و حکیٰ بعضهم انه وقع فی
خطب عظیم فرزقه الله النجاة من اهواله بمجرد ان
خطر عمل المولد بباله۔

فینبغی لکل صادق فی حبه ان یستبشر لشهر مولده
صلی الله علیه وسلم و یعقد محفلا لقرأة ما صح فی
مولده من الآثار فعسی ان یدخل بشفاعته مع
السابقین الاخیار فان من سرت محبته صلی الله
علیه وسلم فی جسده لا یبلی۔

(جواہر البحار جواہر السید احمد عابدین جلد سوم صفحہ ۳۳۷)

ترجمہ: صاحب معجزات علیہ افضل التحیات کا قصہ میلاد سننے کے لیے اجتماع کرنا عظیم ترین نیکی ہے، کیونکہ اس میں کئی امور خیر شامل ہیں۔ خصوصاً نبی ﷺ پر کثرت سے درود شریف پڑھا جاتا ہے جو آپ کا قرب حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔

کئی ممتاز ترین علماء نے تصریح کی ہے کہ آپ کا میلاد منانے سے پورا سال خیر و برکت رہتی ہے۔ اور حصولِ مقصد کے لیے یہ عمل مژدۂ سریع الوقوع ہے، جیسا کہ علامہ ابن جزری نے کہا اور ان سے علامہ حلبی نے سیرت میں قسطلانی نے مواہب میں اور علامہ ابن حجر نے بھی اسے نقل کیا ہے۔

بعض لوگوں سے مروی ہے کہ وہ بری مصیبت میں گرفتار ہو گئے، اور جونہی ان کے دل میں میلاد کروانے کا خیال آیا مصیبت ٹل گئی۔

اس لیے ہر سچے مسلمان کو چاہیے کہ ماہِ میلاد النبی ﷺ میں خوشی منائے آپ کے میلاد کے متعلق صحیح وارد شدہ آثار پڑھنے کے لیے محفل سجائے، تو ممکن ہے کہ آپ کی شفاعت کے صدقے سے سابقین میں شامل ہو جائے، کیونکہ جس کے وجود میں محبت مصطفیٰ ہو وہ جسم کبھی خراب نہیں ہوگا۔

(۱۶) اوحد العلماء امام ابوالطیب محمد بن ابراہیم سبتی مالکی رحمہ اللہ متوفی ۶۹۵ھ کا فتویٰ اور یومِ میلاد پر طرزِ عمل

یومِ میلاد النبی یومِ مسرت ہے، اس میں تعلیمی اداروں کو چھٹی کرنا چاہیے

الحاوی للفتاویٰ

قال الکمال الافودی فی الطالع السعید حکی لنا صاحبنا العدل ناصر الدین محمود بن العباد ان ابا الطیب محمد بن ابراھیم السبتی المالکی نزیل قوص

احد العلماء العالمین کان یجوز بالمکتب فی الیوم الذی ولد فیه النبی صلی الله علیه وسلم فیقول یا فقیه هذا یوم سرور اصرف الصبیان فیصرفنا. و هذا منه دلیل علی تقریره و عدم انکاره وهذا الرجل کان فقیهًا مالکیًّا متفنّنًا فی علوم متورعا اخذ عنه ابو حیان و غیره ومات مسنة خمسٍ و تسعین ستمأةٍ.

(الحاوی للفتاویٰ جلد اول رسالہ حکم عمل المولد صفحہ ۱۹۷) (المواہب اللدنیہ جلد اول صفحہ ۱۳۹)

(حجۃ اللہ علی العالمین (علامہ یوسف نبہانی) صفحہ ۲۳۸)

ترجمہ: کمال افودی طالع سعید میں کہتے ہیں کہ ہمیں ہمارے عادل ساتھی ناصر الدین محمود بن العباد نے بتلایا کہ علامہ ابوالطیب محمد بن ابراہیم سبتی مالکی جو قوص میں رہتے تھے اور عامل علماء میں سے تھے، اپنے مدرسہ میں یومِ میلاد النبی ﷺ پر چھٹی کر دیتے تھے، فرماتے تھے اے فقیہ! یہ خوشی کا دن ہے، بچوں کو آزاد کر دے! شاید اللہ ہمیں جہنم سے آزاد کر دے۔ معلوم ہوا آپ نے میلاد منانے کو اچھا سمجھا ہے برا نہیں، آپ فقہ مالکیہ میں بہت بڑے فقیہ علوم اسلامیہ کے ماہر اور متقی شخص تھے، آپ سے ابوحیان نے علم حاصل کیا سن وفات ۶۹۵ھ ہے۔

(۱۷) قاضی القضاۃ مورخ کبیر فقیہ العصر علامہ شمس الدین ابن خلکان رحمہ اللہ متوفی ۶۸۱ھ کا فتویٰ

جشن میلاد النبی کا آغاز کس نے کیا اور اس کا یہ عمل کتنا اچھا تھا اس کی تفصیل

اکثر اصحاب سیر کا بیان ہے کہ بارہ ربیع الاول کو بطور جشن منانے کا آغاز سب

سے پہلے ملک معظم مظفر الدین والی علاقہ اربل نے کیا تھا۔ ملک معظم ربیع الاول ہی میں نبی علیہ السلام کے میلاد کا نہایت عظیم الشان جشن مناتا تھا، جس میں وقت کے جید علماء فقہاء صوفیاء اور قراء شرکت کرتے تھے۔ تاہم راقم الحروف کی ناقص رائے میں جشن میلاد النبی ﷺ کا آغاز ملک معظم کے دور سے بہت پہلے ہو چکا تھا، آگے اس کی وضاحت آئے گی۔ ملک معظم نے ۵۶۳ھ سے ۶۳۵ھ تک حیران رہے شمیساط اور اربل وغیرہ علاقوں پر حکومت کی صوم وصلوٰۃ کا پابند مذہب حق اہل سنت و جماعت پر سختی سے کاربند اور حاتم طائی سے کہیں زیادہ فیاض اور جواد بادشاہ ملک معظم سے بڑھ کر تاریخ میں کوئی نہ ہوا ہوگا۔ مؤرخ کبیر امام ابن خلکان نے ملک معظم کی جہاں یہ صفات حمیدہ بیان کی ہیں وہاں جشن میلاد النبی ﷺ پر اس کا بے مثال اہتمام بھی بڑی تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے اور اس عمل کو اس کی اوصاف حمیدہ میں شمار کیا ہے، ملک معظم کے اس جشن پر وقت کے بڑے بڑے محدثین وفقہاء نے جواز بلکہ استحباب واستحسان کا فتویٰ جاری کیا ان میں امام نووی کے شیخ امام ابوشامہ، محدث کبیر ابن دحیہ امام القراء امام سخاوی علامہ ابن خلکان و دیگر علما شامل ہیں اور اس میں جشن میں وقت کے بڑے اکابر علماء فقہاء کثرت سے شرکت کرتے تھے جیسا کہ ابھی آ رہا ہے اور اعتراضات کے باب میں ہم اس کی تفصیل بھی لائیں گے، سر دست ہم علامہ ابن خلکان کی زبانی ملک معظم کا جشن میلاد النبی بیان کرتے ہیں۔

وفیات الاعیان

و اما احتفاله بمولد النبی صلی الله علیه وسلم فان الوصف قاصر عن الاحاطة به لکن نذکر طرفا منه وهو ان اهل البلاد کانوا قد سمعوا بحسن اعتقاده

فيه فكان فی كل سنة يصل اليه من البلاد القريبة من اربل مثل بغداد والموصل والجزيرة و سنجار و نصيبين و بلاد العجم و تلك النواحی خلق كثير من الفقهاء والصوفية والقرآء والشعراء ولا يزالون يتواصلون من محرم الى اوائل شهر ربيع الاول ومع الاعتراف بجميله فلم اذكر منه شيئًا على سبيله المبالغة بل كل ما ذكرته۔

(وفیات الاعیان المعروف تاریخ ابن خلکان جلد اول صفحہ ۴، ۱۱۷ تا ۱۱۹ زیر عنوان عدد صفحہ ۵۴۷ ترجمہ مظفر الدین صاحب اربل)

ترجمہ: رہا بادشاہ مظفر الدین کا جشن میلاد النبی ﷺ منانا تو اس کا بیان کرنا ہمارے بس کی بات نہیں، لیکن پھر بھی ہم اس کا کچھ حصہ بیان کرتے ہیں۔ وہ یہ کہ مختلف شہروں کے لوگوں کو معلوم تھا کہ بادشاہ جشن عید میلاد النبی ﷺ کے متعلق کیسا حسن اعتقاد رکھتا ہے تو ہر سال اربل سے قریب شہروں بغداد موصل جزیرہ سنجار نصیبین اور بلاد عجم وغیرہ سے بے شمار فقہاء صوفیاء، اقراء اور شعراء پہنچتے تھے اور محرم سے لے کر شروع ربیع الاول تک ان کی آمد کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔ میں نے مظفر الدین کی خوبیوں کا معترف ہونے کے باوجود قطعاً مبالغہ آرائی نہیں کی بلکہ سب کچھ مشاہدہ کی بنیاد پر کہا ہے۔

وضاحت: علامہ ابن خلکان نے بادشاہ مظفر الدین کے جشن میلاد کی جو تفصیل لکھی ہے اس کا مختصر خلاصہ یہ ہے کہ بارہ ربیع الاول کی صبح مظفر الدین اپنے قلعہ کی فصیل پر سے

لوگوں پر بہترین کپڑوں کی برسات کرتا ہر شخص ایک خلعت فاخرہ لے کر جاتا ان کپڑوں کی تعداد اندازہ سے باہر ہوتی، پھر کھلے میدان میں کرسیاں لگائی جاتیں جن پر علماء قراء اور شعراء جلوہ افروز ہوتے۔ انسانوں کا ایک جم غفیر تلاوت قرآن مدح وثناء رسول مقبول ﷺ اور تقاریر سے مستفیض ہوتا عصر تک یہ سلسلہ جاری رہتا۔ خود بادشاہ بھی ایک نصب شدہ برج میں بیٹھ کر شریک جلسہ میلاد ہوتا۔ اختتام جلسہ پر خوان کرم پھیلا دیا جاتا جس سے لوگ بہت کچھ کھاتے اور بہت کچھ گھروں کو لے جانے کے لیے سمیٹ لیتے، پھر اگلے دن لوگ واپسی کی اجازت لیتے تو ہر شخص کو آمد ورفت کا کافی خرچہ دیا جاتا۔ وغیر ذالک۔

وضاحت: علامہ ابن خلکان نے مذکورہ عبارت کے بعد صفحہ ۱۱۹ پر لکھا ہے:

و کان کریم الاخلاق کثیر التواضع حسن العقیدۃ سالم البطانۃ شدید المیل الی اھل السنۃ والجماعۃ۔

یعنی ملک معظم بہت زیادہ اچھے اخلاق کا مالک، بڑا منکسر المزاج اچھے عقیدہ کا حامل سلیم الطبع اور مذہب حق اہل سنت و جماعت پر سختی سے کاربند تھا۔ لہٰذا اس سے معلوم ہوا کہ امام ابن خلکان کے نزدیک جشن میلاد النبی ﷺ منانا نہایت اچھی صفت ہے اور یہ جشن منانے والے ہی صحیح العقیدہ اور پکے اہل سنت و جماعت ہیں۔ فالحمد للہ علی ذالک۔

(۱۸) امام المفسرین قدوۃ المحدثین عمدۃ المؤرخین الامام الحافظ ابن کثیر صاحب البدایہ والنہایہ متوفی ۷۷۴ھ کا فتویٰ

مقتدر علماء وصوفیاء ملک مظفر کے جشن میلاد میں شریک ہوتے تھے اور اس عمل کے جواز پر علامہ ابن دحیہ نے بڑی اچھی کتاب لکھی تھی

مذکورہ ملک معظم کے جشن میلاد النبی ﷺ کو علامہ ابن کثیر نے بڑی اچھی نگاہ

سے دیکھا اور عمدہ پیرائے میں بیان کیا، اور ساتھ ہی ساتھ اسے نہایت اعلیٰ اخلاق اور اچھے عقیدہ کا مالک بھی قرار دیا ہے۔

البدایۃ والنہایۃ

الملک المظفر ابوسعید کوکبری احد الاجواد والسادات الکبرآء والملوک الامجاد له آثار حسنة و کان یعمل المولد الشریف فی ربیع الاول و یحتفل به احتفالا هائلا. و کان مع ذالك شهمًا شجاعًا فاتكاً بطلاً عاقلًا عالماً عادلًا رحمه الله و اکرم مثواه و قد صنف الشیخ ابو الخطاب ابن دحیة له مجلدا فی المولد النبوی سماه التنویر فی مولد البشیر النذیر۔ فاجازه علی ذالك بالف دینار۔ و قد طالت مدته فی الملك فی زمان الدولة الصلاحیة و قد كان محمود السیرة والسریرة و قال السبط حكی بعض من حضر سماط المظفر فی بعض الموالد كان یمدّ فی ذالك السماط خمسة الاف رأس مشوی و عشرة آلاف دجاجة و مأة الف زبدية و ثلاثين صحن حلوىٰ قال و كان يحضره عنده فی الموالد اعيان العلماء و الصوفية فيخلع عليهم و يطلق لهم و يعمل للصوفية سماعا من الظهر الی الفجر و یرقص بنفسه معهم۔

(البدایہ والنہایہ جلد ۱۳ صفحہ ۱۳۷ (ثم دخلت سنة ثلاثین وستمأة)

ترجمہ: بادشاہ مظفر الدین ابوسعید کوکبری، فیاض اور عظیم سادات اور بڑے باعزت بادشاہوں میں سے تھا۔ اس نے اپنے پیچھے بہترین نقوشِ حیات چھوڑے۔ ماہِ ربیع الاول میں عظیم الشان جشنِ میلاد شریف منوایا کرتا تھا۔ علاوہ ازیں بڑا بہادر اور سخی تھا۔

اللہ اس پر رحمت کی بارش کرے اور اچھے انجام بنائے۔ شیخ ابوالخطاب ابن دحیہ نے اس بادشاہ کے لیے میلاد النبی ﷺ کے جواز پر ایک کتاب لکھی تھی۔ نام تھا التنویر فی مولد البشیر النذیر جس پر بادشاہ نے انہیں ہزار دینار دیے۔ دولت صلامیہ کے دور میں اس کا زمانہ حکومت طویل عرصہ پر مشتمل تھا، نہایت نیک کردار اور نیک طبع تھا۔

سبط ابن جوزی نے کہا، مظفر الدین کے جشن میلاد میں شامل ہونے میں سے ایک شخص نے روایت کیا ہے کہ وہ جشن میلاد پر خوان نعمت بچھواتا، جس میں تقریباً پانچ ہزار روسٹ بکرے اور دس ہزار روسٹ مرغ ہوتے تھے۔

اس نے کہا کہ بادشاہ کے جشن میلاد میں ممتاز علماء کرام اور صوفیاء عظام شریک ہوتے۔ وہ انہیں خلعتیں پیش کرتا اور بے اندازہ خدمت کرتا اور صوفیاء کے لیے ظہر سے فجر تک محفل سماع منعقد کرواتا اور ان کے ساتھ مل کر وجد کرتا تھا۔

وضاحت: آخری جملہ و یرقص بنفسہ معھم کا موقع کی مناسبت سے صحیح ترجمہ یہی ہے جو ہم نے کیا ہے کہ ملک معظم صوفیاء کے ساتھ مل کر مدحِ رسول سن

کر وجد کرتا ہے، منجد میں ہے شعرٌ مُرَقِّصٌ نچا دینے والا شعر، یعنی اپنی خوبی بیان سے سننے والوں کو وجد میں لانے والا، اسی طرح کہتے ہیں تَرَقَّصَ الشیءُ چیز کا جلدی جلدی اوپر نیچے ہونا، اس جملہ کا یہ مطلب درست نہیں کہ صوفیاء اور بادشاہ مل کر ناچنے لگتے تھے۔ اور اگر اس کا معنی ناچنا بھی کیا جائے تو بازاری لوگوں کی طرح ناچنا مراد نہیں بلکہ جس طرح اہلِ عرب خوشی کے موقع پر بڑے پروقار اور سادہ انداز میں اپنے وجود کو حرکت دیتے ہیں یا جس طرح طواف کرنے والے رمل کرتے ہیں۔

نوٹ: علامہ ابن کثیر نے ملک معظم کے جشن میلاد کو جیسے لکھا ہے آپ نے دیکھ لیا۔ اگر آپ کے نزدیک یہ عمل بدعت سیئہ اور گمراہی ہوتا تو ملک معظم کو فاسق و فاجر اور بدعتی قرار دیتے مگر آپ نے جو کچھ فرمایا اس کا خلاصہ یہ ہے:

1. كان يعمل المولد الشريف۔
   یعنی ملک معظم شرافت والا میلاد مناتا تھا۔
2. كان مع ذالك شهما ... عاقلا عادلا عالما رحمة الله و اكرم مثواه۔
   وہ نافذ الامر سردار عاقل عادل اور عالم تھا اس پر اللہ رحمت کرے اور اس کا انجام اچھا بنائے۔
3. كان محمودا البرة والسريرة۔
   اچھے کردار اور مزاج والا تھا۔
4. و كان يحضر عنده في الموالد اعيان العلماء۔
   اس کے جشن میلاد میں ممتاز ترین علماء شرکت کرتے تھے۔

(۱۹) دیارِ مصر کے سب سے بڑے شیخ الحدیث، نجیب الطرفین الامام الحافظ ابو الخطاب ابن دحیہ متوفی ۶۳۳ھ کا طرزِ عمل

جشن میلاد کے جواز پر سب سے پہلی کتاب آپ نے لکھی ہے

آپ اپنے وقت میں دیارِ عرب کے سب سے بڑے محدث اور تاریخ عرب سے واقف تھے طلب حدیث میں مغربی ممالک، مصر و شام وغیرہ سے ہوتے ہوئے عراق اور پھر اربل میں آئے ابن خلکان اور ابن کثیر کی زبانی سنیے۔

وفیات الاعیان

و قدم مدینة اربل فی سنة اربع و ستمأة وهو متوجه الی خراسان فرأی صاحبها الملك المعظم مظفرالدین بن زین الدین رحمه الله تعالی مولعا بعمل مولد النبی صلی الله علیه وسلم عظیم الاحتفال فعمل له کتابا سماه التنویر فی مولد.

ترجمہ: امام ابو الخطاب ۶۳۴ھ میں اربل آئے وہ خراسان جا رہے تھے انہوں نے وہاں کے ملک معظم مظفر الدین کو دیکھا کہ وہ میلاد النبی ﷺ کے لیے عظیم اہتمام کرتا ہے تو انہوں نے اس کے لیے کتاب لکھی جس کا نام رکھا: التنویر۔

(۲۰) شیخ العلماء قدوۃ الفضلاء سند المحدثین علامہ یوسف نبہانی رحمہ اللہ متوفی ۱۳۵۰ھ کا فتویٰ

جشن میلاد ہمیشہ سے آرہا ہے اسے منانے والا سعادت دارین کا مالک ہو جاتا ہے

آپ نے اپنی مشہور زمانہ مقدس کتاب حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین میں اس عنوان سے ایک فصل قائم فرمائی ہے۔

فصل فی اجتماع الناس لقراءة قصة مولد النبی صلی الله علیه وسلم۔

یعنی نبی ﷺ کے میلاد کا قصہ پڑھنے کے لیے لوگوں کا اکٹھا ہونا۔

اس فصل میں آپ نے امام ابو شامہ امام سخاوی امام قسطلانی وغیرہم کے جشن میلاد کے متعلق فتویٰ نقل کرنے کے بعد میلاد شریف کے متعلق اپنی عربی نظم لکھی ہے۔

النظم البدیع فی مولد الشفیع صلی الله علیه وسلم ذیل میں ہم اس نظم کے چندہ اشعار درج کرتے ہیں جن میں جشنِ میلاد کا حکم بیان کیا گیا ہے۔

۱- و اعلم بأن من احب احمدا
لابدان یهوی اسمه مرددا
لذالك اهل العلم سنوا المولدا
من بعده فكان امراً رشداً
ارضی الوری الا غواة نجدا

۲- ولم یزل فی امة المختار
من بعد نحو خمسة اعصار

مستحسنا فی سائر الامصار
بجمیع کل عالم وقاري
و کل سالك سبیل الرشد

۳- کم جمعوا فی حبه الجموعا
و فرقوا فی حبه المجموعا
وزینوا الدیار والربوعا
واکثروا الاضواء والشموعا
و طیبوا الکل بعوف الند

۴- کم عمر الله به الدیارا
و یسر السرور والیسارا
اذ بذلوا الدرهم والدینارا
و ذکروا الرحمٰن والمختار
بین صلوٰۃ و دعا و حمد

۵- یأهل تری هذا یسوء احمدا
اوهل تریٰ لیس یرضی الصمدا
فدتك نفسی اعمل ولا تخش الردیٰ
و کرر المولد ثم المولدا
تعش سعیدا و تمت فی سعد

(حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین صفحہ ۲۴۱ طبع مصر)

ترجمہ: (۱) جان لو کہ جو شخص نبی ﷺ سے محبت رکھتا ہے وہ آپ کا نام بار بار

لے گا اسی لیے اہلِ علم نے آپ کے بعد آپ کا میلاد شروع کیا اور یہ ان کا بہتر اور صحیح کام تھا میں اس میلاد سے تمام جہان کی رضا حاصل کرتا ہوں، البتہ نجد کے سرکش لوگ مجھ سے راضی نہیں۔

(۲) پہلی پانچ صدیوں کے بعد سے لے کرامتِ محمدیہ میں یہ عمل تمام ممالکِ اسلامیہ میں مستحسن سمجھا جاتا رہا ہے ہر عالم اور ہر قاری اور راہِ ہدایت کا ہر راہ رو اس پر عمل پیرا رہا ہے۔

(۳) آپ کی محبت میں کئی محفلیں منعقد ہوئیں اور برخاست ہوئیں لوگ اپنے در و دیوار سجاتے رہے اور کثرت سے روشنی اور چراغاں کرتے رہے۔

(۴) اللہ تعالیٰ نے میلاد النبی ﷺ کی برکت سے کئی شہروں کو رونق بخشی لوگوں کو مسرت و طمانیت کی دولت عطا کی کیونکہ انہوں نے درہم و دینار خرچ کر کے خدا و مصطفیٰ کا ذکر کیا تھا، درود شریف اور دعاء و حمد کی صورت میں۔

(۵) اے منکر! کیا تو سمجھتا ہے کہ یہ عمل نبی ﷺ کو اچھا نہیں لگتا اور کیا تیرا خیال ہے کہ اس عمل پر اللہ راضی نہیں جانِ من میلاد سنا۔ لوگوں کے طعن و تشنیع کا خوف نہ رکھ میلاد پہ میلاد کرواتا چلا جا، دونوں جہانوں میں خوش بخت ہو جائے گا۔

(۲۱) محقق ابن محقق امام الائمہ کشف الغمہ مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت مولانا الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ المتوفی ۱۳۴۰ھ کا فتویٰ

آپ اپنی کتاب اقامۃ القیامہ علی طاعن القیام لنبی التہامہ میں فرماتے ہیں:

"منصف غیر متعسف کے لیے اس قدر کافی کہ یہ فعل مبارک اعنی قیام وقت ذکر ولادت حضور خیر الانام علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلوٰۃ والسلام صدہا سال سے بلاد دارالاسلام میں رائج ومعمول اور اکابر ائمہ وعلماء میں مقرر ومقبول شرع میں اس سے منع مفقود اور بے منع شرع منع مردود ان الحکم الا للہ وانما الحرام ما حرم اللہ وما سکت عنہ فمعفو من اللہ علی الخصوص حرمین طیبین مکہ معظمہ و مدینہ منورہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ علیٰ منورہما وبارک وسلم کہ مبداء ومرجع دین وایمان ہیں وہاں کے اکابر علماء ومفتیان مذاہب اربعہ مدت ہا مدت سے اس فعل کے فاعل وعامل اور قائل وقابل ہیں۔ ائمہ معتمدین نے اسے حرام نہ فرمایا بلکہ بلاشبہ مستحب ومستحسن ٹھہرایا۔" الخ

(اقامۃ القیامہ، صفحہ ۱۱)

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمہ اللہ کی میلاد شریف کے متعلق تحریریں اور بھی ان گنت ہیں اور آپ کا مسلک تو آپ کی کتابوں سے واضح ہے۔ مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر اسی ایک عبارت پر اکتفا کیا گیا ہے۔

(۲۲) قطب وقت علامہ زماں الامام العلامہ الشاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ متوفی ۱۱۳۱ھ کا فتویٰ

نبی علیہ السلام کو میلاد شریف کے لیے چنے بھی پسند آگئے

حضرت شاہ عبدالرحیم رحمہ اللہ کے خلف الصدق حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے اپنی کتاب الدر الثمین فی مبشرات النبی الامین میں چالیس وہ احادیث جمع کی ہیں جو عالم خواب میں نبی ﷺ سے خود حضرت شاہ ولی اللہ نے سنی یا ان کے والد ماجد وغیرہ نے سنی، چنانچہ ان میں آپ نے اپنے والد ماجد کی ایک حدیثِ منامی ذکر کی ہے۔ چونکہ اس سے شاہ عبدالرحیم کے معمولِ میلاد پر روشنی پڑتی ہے اس لیے ہم اسے درج ذیل لکھتے ہیں:

الدر الثمین

الحدیث الثانی والعشرون۔ اخبرنی سیدی الوالد قال کنت اصنع فی ایام المولد طعاما صلۃ بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم فلم یفتح لی سنۃً من السنین شیءٌ اصنع بہ طعاما فلم اجد الا حمصا ملقیا فقسمتہ بین الناس فرأیتہ صلی اللہ علیہ وسلم و بین یدیہ ھذہ الحمص متبھجا بشاشا۔

(الدر الثمین شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ ۴۰ حدیث ۲۱)

ترجمہ: میرے والد شاہ عبدالرحیم نے مجھے بتلایا، فرماتے ہیں یوم میلاد النبی ﷺ پر آپ کی محبت میں کھانا پکوا کر تقسیم کیا کرتا تھا۔ ایک سال ایسا

بھی آیا کہ میرے پاس کھانا پکانے کو کچھ نہ تھا۔ میں نے کچھ بھنے ہوئے چنے لے کر لوگوں میں تقسیم کر دیے۔ میں نے خواب میں دیکھا نبی ﷺ کے سامنے وہی چنے پڑے ہیں اور آپ انہیں دیکھ کر بڑے خوش ہو رہے ہیں۔"

(۲۳) سید الطائفہ الولی اللّٰہیہ محدثِ الوقت مجتہد العصر الشاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ المتوفی ۱۱۷۶ھ کا محفل میلاد میں شریک ہونا اور انوار الٰہیہ کا ملاحظہ کرنا

فیوض الحرمین

و كنت قبل ذالك بمكة المعظمة في مولد النبي صلى الله عليه وسلم في يوم ولادته والناس يصلون على النبي صلى الله عليه وسلم و يذكرون ارهاصاته التي ظهرت في ولادته و مشاهده قبل بعثته فرأيت انوارًا سطعت رفعة واحدةً لا اقول اني ادركتها ببصر الجسد ولا اقول ادركتها ببصر الروح والله اعلم كيف الامر بين هذا و ذالك فتأملت تلك الانوار فوجدتها من قبل الملائكة الموكلين بأمثال هذا المشاهد و بأمثال هذه المجالس و رأيت انوار الملائكة يخالط انوار الرحمة.

(فیوض الحرمین (للمحدث الشاہ ولی اللہ) صفحہ ۸۰ تا ۸۱ طبع کراچی) (فتاوی دار العلوم دیو بند بحوالہ فیوض الحرمین) (الدر اعظم الشاہ عبدالحق محدث الٰہ آبادی بحوالہ فیوض الحرمین صفحہ ۱۰۳)

ترجمہ: (از عابد الرحمٰن صدیقی کاندھلوی دیوبندی) اور میں اس سے پہلے مکہ معظمہ میں آنحضرت ﷺ کے مولد مبارک میں ولادت کے روز حاضر تھا اور لوگ نبی اکرم ﷺ پر درود بھیج رہے تھے اور آپ کے معجزات کا تذکرہ کر رہے تھے جو ولادت باسعادت کے وقت ظاہر ہوئے اور ان مشاہدات کو بیان کر رہے تھے جو بعثت سے پہلے ظاہر ہوئے تو میں نے دیکھا کہ اچانک بہت سے انوار ظاہر ہوئے۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ ان جسمانی آنکھوں سے دیکھا اور میں بیان نہیں کر سکتا کہ صرف روح کی آنکھوں سے اس کا مشاہدہ کیا۔ واللہ اعلم کچھ نہیں بیان کیا جا سکتا کہ ان آنکھوں سے دیکھا یا روح کی آنکھوں سے میں نے ان سے انوار کے متعلق غور کیا تو معلوم ہوا کہ یہ نور ان فرشتوں کا ہے جو ایسی مجالس و مشاہد پر موکل اور مقرر ہیں اور میں نے دیکھا کہ انوار ملائکہ اور انوارِ رحمت دونوں ملے ہوئے ہیں۔

(۲۴) سید المحدثین قدوۃ المفسرین الشاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ المتوفی ۱۲۳۹ھ کا انعقادِ محفل میلاد پر التزام

> میں ہر سال بارہ ربیع الاول کو اپنے گھر میں محفل میلاد مناتا ہوں
>
> حضرت شاہ عبدالعزیز

فتاویٰ عزیزیہ

آپ نے علی محمد صاحب رئیس مراد آباد کے نام جو خط لکھا اور مجلسِ محرم کی نسبت

کیے گئے سوال کا جواب ان الفاظ میں دیا:

"درتمام سال دو مجلس درخانہ فقیر منعقد میشود۔ مجلس ذکر مولد شریف و مجلس ذکر شہادت حسنین، اول کہ مردم روز عاشورا یا یک دو روز پیش ازیں قریب چہارم صد یا پانصد کس بلکہ قریب ہزار کس و زیادہ ازاد فراہم آیند و درود میخوانند بعد ازاں کہ فقیر آید مے نشیند و ذکر فضائل حسنین کہ در حدیث شریف وارد شدہ در بیان مے آید و آنچہ در احادیث اخبار شہادت ایں بزرگان و تفصیل بعض حالات و بدمآلی قاتل ایشاں واردشدہ نیز بیان کردہ میشود دریں ضمن بعض مرثیہ ھا از غیر مردم یعنی جن و پری کہ حضرت ام سلمہؓ و دیگر صحابہ شنیدہ اند نیز مذکور کردہ میشود و بعد ازاں ختم قرآن و پنج آیات خواندہ برماحضر فاتحہ نمودہ آمدہ و دین بین اگر شخصے خوش الحان سلام میخواند یا مرثیہ مشروع اکثر حضار مجلس و ایں فقیر راھم رقت و بکاء لاحق میشود ایں است قدریکہ بعمل مے آید پس اگر ایں چیزہا نزد فقیر بہمیں وضع کہ مذکور شد جائز نمے بود اقدام آں اصلاً نمے کرد۔

باقی ماند مجلس مولود شریف پس حالش انیست کہ بتاریخ دوازدہم شہر ربیع الاول ہمیں کہ مردم موافق معمول سابق فراہم شدند و درخواندن درود مشغول نشتند فقیر معمول سا اولاً بعضے از احادیث فضائل آنحضرت مذکور میشود بعد ازاں ذکر ولادت باسعادت و بندے از حال رضاع وحلیہ شریف و بعضے از آثار کہ دریں اوان بظہور آمد بمعرض بیان مے آید پستر برماحضرات طعام یا شیرینی فاتحہ خواندہ تقسیم آں بحاضرین

مجلس مے شود و علاوہ برآں زیارت موئے مبارک آنحضرت ﷺ نیز معمول قدم است۔

(فتاویٰ عزیزیہ جلد اول صفحہ ۱۰۴ تا ۱۰۵)(الدر المنظم شیخ عبدالحق محدث الہ آبادی صفحہ ۱۰۴ بحوالہ فتاویٰ عزیزیہ)(انوار ساطعہ (مولانا عبدالسمیع رحمۃ اللہ بحوالہ فتاویٰ عزیزیہ)

ترجمہ: خانہ فقیر (شیخ عبدالعزیز) میں ہر سال دو محفلیں منعقد ہوتی ہیں محفل ذکر میلاد النبی ﷺ اور مجلس ذکر شہادت حسنین رضی اللہ عنہما اول مجلس شہادت کا حال یہ ہے کہ یوم عاشوراء کو یا اس سے ایک دو دن اس سے قبل چار سو سے ہزار تک یا اس سے بھی زیادہ لوگ میرے گھر میں جمع ہوتے ہیں درود شریف پڑھتے ہیں، اس کے بعد فقیر (خود شاہ عبدالعزیز) آ کر بیٹھ جاتا اور فضائل حسنین میں وارد احادیث بیان کرتا ہے اور

شہادتِ آلِ رسول اور قاتلانِ حسنین کے انجام بد کے متعلق مروی اخبار بھی احاطہ بیان میں آتی ہیں۔ علاوہ ازیں جنات کے مرثیے بھی جو ام سلمہ رضی اللہ عنہا و دیگر صحابہ سے مروی ہیں مذکورہ ہوتے ہیں، پھر ایک قرآن شریف کا ختم اور کچھ آیات پڑھ کر حاضر شدہ کھانے پہ فاتحہ پڑھا جاتا ہے۔ اسی دوران اگر کوئی خوش الحان شخص سلام یا مشروع مرثیہ پڑھے تو اکثر حاضرین اور خود فقیر پر رقت و گریہ طاری ہو جاتا ہے۔ یہ ہے میرا کچھ معمول اگر ان میں سے کوئی چیز مذکورہ وضع کے مطابق ناجائز ہوتی تو فقیر انہیں کبھی معمول نہ بناتا۔

باقی رہی محفل میلاد شریف تو اس کا حال یہ ہے کہ بارہ ربیع الاول کو مذکورہ بالا تعداد کے مطابق لوگ فقیر کے گھر جمع ہو جاتے ہیں اور

درود شریف پڑھتے رہتے ہیں۔فقیر آتا ہے سب سے پہلے فضائل سید الانبیاء ﷺ کی احادیث ذکر ہوتی ہیں، پھر ولادتِ مبارکہ ایام رضاعت حلیہ شریف اور ولادت پر ظاہر ہونے والی آیات قدرت کا بیان ہوتا ہے۔اس کے بعد شیرینی یا ماحضر طعام پر فاتحہ پڑھ کر اسے تقسیم کر دیا جاتا ہے۔اس موقع پر نبی ﷺ کے بال مبارک کی زیارت بھی پرانا معمول ہے۔

وضاحت:

اس سے معلوم ہوا کہ بارہ ربیع الاول کو پابندی سے محفل میلاد منانا حضرت شاہ عبدالعزیز کا معمولِ زندگی تھا اور آپ کی محفل میلاد میں شیرینی یا طعام پر فاتحہ بھی پڑھا جاتا تھا اور اسے بطور تبرک تقسیم بھی کیا جاتا تھا معلوم ہوا کہ آج اہلِ سنت اسی طرز پر عمل پیرا ہیں جس پر بزرگانِ دین خصوصاً خاندان ولی اللہ کے بزرگ عمل پیرا تھے۔ فالحمد للہ علی ذالك۔

(۲۵) شیخ الحدیث والتفسیر العلامہ الامام الشاہ رفیع الدین بن شاہ ولی اللہ الاخ الصغیر للشاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

محفل میلاد کروانا اور آخر میں طعام پر فاتحہ پڑھ کر تقسیم کرنا امر مستحسن اور موجب ثواب ہے

دوم آنکہ تعیین روز و ماہ برائے مولود شریف و اجتماع مردم یکجا در ماہ ربیع الاول و ہمچنان برائے انعقاد مجلس ذکر شہادتِ امام حسین علیہ السلام در ماہ محرم روز عاشوراء یا مثل آں و شنیدن سلام و مرثیہ مشروع و گریہ و بکا بر حال شہداء جائز و درست است سوم آنکہ عید گرفتن روز

ولادت یا وفاتِ نبی یا غیر آں عبارت از اجتماع مردم بار تکاب محظورات شرعی است و آں البتہ ممنوع و بہمین معنیٰ روز تولد و وفاتِ نبی را عید قرار ندادہ اند گفتن صحیح است نہ مجرد اجتماع مردم و راں روز و تلاوت قرآں و ذکر احادیث و خواندن درود شریف و تقسیم طعام یا شیرینی بعد فاتحہ بحاضرین مجلس کہ ایں امر مستحسن و موجب ثواب است۔(الدرا لمنتظم شیخ عبدالحق محدث الہ آبادی صفحہ ۱۸۲)

ترجمہ: یہ کہ میلاد شریف کے لیے دن اور مہینہ مقرر کرنا اور ربیع الاول میں لوگوں کا ایک جگہ اکٹھا ہونا اسی طرح عاشوراء یا محرم کی کسی اور تاریخ میں ذکر شہادتِ حسین کے لیے مجلس کا انعقاد اور سلام، مرثیہ شروع اور حال شہداء سن کر گریہ کرنا جائز اور درست ہے۔ سوم یہ کہ نبی ﷺ کی ولادت یا وفات کے دن مراد کو عید بنانے کا مطلب اگر یہ ہے کہ اگر ارتکاب محظوراتِ شرعیہ کے لیے اجتماع کیا جائے تو یہ یقیناً ممنوع ہے، اور اسی معنیٰ میں کہا گیا ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روزِ ولادت یوم وفات کو عید نہیں قرار دیا گیا اس سے یوم میلاد کو لوگوں کا اجتماع، تلاوتِ قرآن ذکر احادیث، درود شریف اور فاتحہ پڑھنے کے بعد شیرینی یا طعام کا تقسیم کرنا مراد نہیں کیونکہ یہ کام تو مستحب اور باعث ثواب ہے۔

ولی اللّٰہی خاندان کا مقام

ہم نے شاہ عبدالرحیم رحمہ اللہ سے شاہ رفیع الدین رحمہ اللہ تک خاندانِ ولی اللّٰہی کے چار جلیل المرتبت بزرگوں کے جوازِ جشنِ میلاد پر فتویٰ پیش کیے ہیں علاوہ از یں

شاہ ولی اللہ کے ایک تیسرے صاجزادے حضرت شاہ عبدالغنی بھی انعقادِ محفلِ میلاد کے پابند اور اس کے جواز کے زبردست حامی تھے۔

یہ سارا خاندان ہی وہ علمی مقام رکھتا ہے جس پر پہنچنا ہر کسی کے بس کی بات نہیں، کفر وگمراہی کے اندھیروں میں یہ خاندان ہدایت کے ستارے بن کر چمکا، اور سارا جہان چمکا دیا میلاد کے منکر علماء نے بھی اسی خاندان سے علم کی خیرات پائی ہے شاہ محمد اسماعیل دہلوی تو شاہ عبدالغنی کے فرزند ہیں اور انہی سے پڑھے ہیں، رشید احمد گنگوہی صاحب شاہ عبدالغنی کے شاگرد ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ دیوبندی اور اہلِ حدیث علما کے ہاں اس خاندان کا مقام ایک حجت ہے۔ چنانچہ شاہ ولی اللہ کی کتاب فیوض الحرمین کے مقدمہ صفحہ ۱۷ میں عابد الرحمان صدیقی کاندھلوی دیوبندی لکھتے ہیں۔ "اللہ رب العزت نے آپ (شاہ ولی اللہ) کو چار فرزند عطا فرمائے جو فرزندی کے علاوہ آپ کے صحیح جانشین بھی تھے۔ شاہ عبدالعزیز، شاہ رفیع الدین، شاہ عبدالغنی اور شاہ عبدالقادر، شاہ عبدالغنی کو اللہ تعالیٰ نے شاہ محمد اسماعیل شہید رحمہ اللہ جیسا فرزند ارجمند اور علم و عمل کا چراغ عطا فرمایا۔ جنہیں دین پر دنیا کو ترجیح دینے والے متعصبین وہابی کہتے ہیں۔ اور ہر قسم کی ان کی شان میں گستاخیاں کرتے ہیں۔ نواب صدیق حسن صاحب مرحوم تحریر فرماتے ہیں:

ہر یکے ازیشاں بے نظیر وقت وفرید دہر و وحید عصر در علم و عمل و عقل و فہم و قوت تحریر و فصاحتِ تقریر و تقویٰ دیانت و امانت و مراتب ولایت بود و ہم چنین اولادِ اولاد ایں سلسلہ ناب است سبحان اللہ ذالك فضل الله یؤتیه من یشاء۔

علاوہ ازیں مولوی اشرف علی تھانوی صاحب نے حکایات اولیا یعنی ارواحِ

ثلاثہ میں اس سارے خاندان کی بڑی بڑی کرامات ذکر کی ہیں۔

دردمندانہ اپیل

منکرین سے اپیل ہے کہ خاندانِ ولی اللّٰہی کے جوازِ جشن میلاد پر فتویٰ دیکھنے کے بعد اس جشن کے قائل اور عاقل ہو جائیں ورنہ ان سے زیادہ احسان فراموش کوئی نہ ہوگا اور یا پھر شاہ عبدالرحیم سے شاہ عبدالغنیؒ تک سب پر بدعت و گمراہی کا فتویٰ لگائیں، افسوس ہے ایسے لوگوں پر کہ جن کے غلط فتووں سے ایسے جلیل القدر ائمہ دین بھی گمراہ ٹھہریں کہ جن سے خود فتویٰ لگانے والوں نے بھی علم کی دریوزہ گری کی ہو۔

فصل پنجم

جشن میلاد کا جواز اجماع امت کی روشنی میں

قبل ازیں فصل اول دوم اور سوم میں آپ نے بڑی وضاحت کے ساتھ ملاحظہ فرمالیا کہ قرآن وحدیث اور اقوالِ ائمہ کی روشنی میں جشن میلاد النبی کا جواز اظہر من الشمس ہے۔ اب اس فصل چہارم میں قارئین پر آشکارا ہو جائے گا کہ پوری امت مسلمہ کے مستند ائمہ دین کا اس کے جواز پر اجماع ہے۔ ہمیں یہ فصل بڑھانے کا اس لیے خیال آیا کہ شریعتِ اسلامیہ میں کسی امر کے جواز کے لیے چار شرعی اَدلّہ میں سے کسی ایک دلیل کا پایا جانا ضروری ہوتا ہے۔ قرآن وسنت رسول ﷺ اجماع امت اور قیاس مجتہد۔ چونکہ قرآن وسنت اور مجتہدین امت کے اقوال وقیاسات تو ہم نے پیچھے ذکر کر دیے، صرف اجماع رہ گیا تھا اب اس کے اثبات کے بعد کہا جا سکتا ہے کہ شریعتِ اسلامیہ کی چاروں ادلّہ مکمل طور پر جشن میلاد کے جواز پر گواہی دے رہی ہیں۔ حالانکہ ان میں سے کسی ایک کا پایا جانا بھی کسی امر کے جواز کے لیے کافی ہوتا ہے اور جہاں چاروں ادلہ جمع ہو جائیں ایسے امر کے جواز میں آخر کیا شک باقی رہ سکتا ہے۔ تاہم ہٹ دھرمی کا کوئی علاج نہیں، مختصراً ہم پہلے اجماع امت کی تعریف پیش کر کے جشن میلاد پر اس کا اطلاق ثابت کرتے ہیں۔ و باللہ التوفیق۔

اجماع امت کی تعریف وتقسیم

نور الانوار

باب الاجماع وهو فى اللغة الاتفاق وفى الشريعة اتفاق مجتهدين صالحين من امة محمد صلى الله عليه وسلم فى عصر واحد على امر قولى او فعلى۔ ركن الاجماع نوعان عزيمة وهو التكلم منهم بما يوجب الاتفاق او شروعهم فى الفعل ان كان من بابه۔ كما اذا شرع اهل الاجتهاد جميعا فى المضاربة او المزارعة الشركة كان ذلك اجماعا منهم على شريعتها۔ ورخصة وهو ان يتكلم او يفعل البعض دون البعض اى يتفق بعضهم على قول او فعل و سكت الباقون منهم ولا يردون عليهم بعد مضى مدة التأمل وهى ثلاثة ايام۔

(نور الانوار آغاز مبحث الاجماع صفحہ ۲۱۹، طبع ایچ ایم سعید کراچی)

ترجمہ: اجماع کا لغوی معنی اتفاق ہے۔ اور شریعت میں اجماع یہ ہے کہ کسی زمانہ میں امت محمدیہ کے صالحین، مجتہدین کسی قولی یا فعلی امر کے جواز پر متفق ہو جائیں۔ اور یہ دو طرح ثابت ہوتا ہے۔ (ا) عزیمتًا یعنی سب مجتہدین زبان سے بول کر اتفاق کریں یا اگر کوئی فعل ہو

تو سب اسے کرنے لگیں جیسے سب اہلِ اجتہاد جب مضاربت مزارعت یا کثرت شرکت پر عمل کرنے لگیں تو ان کا ایسا کرنا اجماع کہلائے گا۔ (۲) رخصتاً یعنی کچھ تو کوئی بات کہیں یا کوئی کام کریں دوسرے نہیں۔ یعنی وہ خاموش رہیں اور غور و خوض کی مدت تک جو تین دن ہے اس کا رد نہ کریں۔

مسلم الثبوت

ان اتفاق العلماء المحققین علی امر الاعصار حجۃ کالاجماع۔

یعنی علماء محققین کا مرورِ زمانہ کے ساتھ ساتھ کسی امر پر متفق رہنا بھی اجماع کی طرح حجت ہے۔

شارح بحر العلوم نے لفظ محققین کے تحت لکھا ہے۔

و ان کانوا غیر مجتہدین۔

یعنی اگر چہ وہ علماء مجتہدین نہ بھی ہوں۔ (مسلم الثبوت)

گذشتہ دونوں حوالہ جات سے یہ امور ثابت ہو گئے۔

- کسی دور میں اگر مجتہدین امت کسی امر کے جواز پر اتفاق کر لیں تو کہہ دیا جاتا ہے کہ اس کے جواز پر اجماع امت ہو گیا لہٰذا اب اس کا ماننا ضروری ہو گیا ہے۔
- اگر تمام مجتہدین کوئی کام شروع کر دیں تو بھی ان کا ایسا کرنا اجماع کہلاتا ہے۔
- اگر کچھ مجتہدین تو ایک بات یا ایک کام کریں اور دوسرے دیکھ کر خاموش

رہیں اور تین دن تک رد نہ کریں تو یوں بھی اس کام کے جواز پر اجماع ثابت ہو جاتا ہے۔

- زمانہ گزرنے کے ساتھ ساتھ کسی دور میں محقق علماء کسی امر کے جواز پر متفق رہیں تو بھی اسے اجماع کی طرح ہی سمجھا جاتا ہے اگر چہ وہ علماء مجتہدین نہ ہوں۔

آئیے اب دیکھتے ہیں کہ زیر بحث امر جشن میلاد النبی ﷺ کے متعلق گذشتہ صدیوں میں مجتہدین و محققین امت کا کیا طرزِ عمل رہا ہے۔

جشنِ میلاد کے جواز پر اجماع امت کے حوالہ جات

(۱) امام سخاوی متوفی ۶۴۳ھ رحمہ اللہ کا ارشاد

قال الحافظ ابوالخیر السخاوی و عمل المولد الشریف لم ینقل احد من السلف الصالح فی القرون الثلاثۃ الفاضلۃ ثم لازال اہل الاسلام فی سائر الاقطار والمدن الکبار یشتغلون فی شہر مولدہ یعملون الولائم و یظہرون السرور و یزیدون فی المبرات۔

یعنی حافظ ابوالخیر سخاوی نے فرمایا: جشن میلاد اگر چہ سلفِ صالح یعنی پہلی تین صدیوں میں کسی سے مروی نہیں لیکن اس کے بعد سے اہلِ اسلام تمام آفاق عالم میں بڑے بڑے شہروں میں ماہ میلاد

النبی ﷺ کے دوران بڑی بڑی دعوتیں کرتے ہیں اظہارِ مسرت کرتے ہیں اور اعمالِ صالحہ بجالاتے ہیں۔

(سیرت حلبیہ امام علی بن برہان الدین حلبی جلد اول صفحہ ۱۳۷)(روح البیان جلد ۹، صفحہ ۵۶، زیر آیت محمد رسول اللہ الخ سورۃ الفتح)

(۲) امام ابن جوزی رحمہ اللہ متوفی ۵۹۷ھ کا ارشاد

فلا زال اهل الحرمين الشريفين والمصر واليمن والشام و سائر بلادالعرب من المشرق والمغرب يحتفلون بمجلس مولد النبي عليه الصلوٰة والسلام و يفرحون بقدوم شهر ربيع الاول۔ الخ

ترجمہ: ہمیشہ سے لے کر مکہ مکرمہ مدینہ منورہ، مصر، یمن، شام، تمام بلادِ عرب اور مشرق و مغرب کے تمام باشندے محفل میلاد النبی ﷺ منعقد کرواتے ہیں اور ماہِ ربیع الاول آنے پر اظہارِ مسرت کرتے ہیں۔

(المولد الشریف امام ابن جوزی)(الدرالمنتظم شیخ عبدالحق محدث الہ آبادی صفحہ ۱۰۰)

(۳) امام قسطلانی ؒ متوفی ۹۲۳، شیخ عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ اور علامہ سید احمد بن عبدالغنی ؒ متوفی ۱۳۲۰ھ کا ارشاد

ولا زال اهل الاسلام يحتفلون بشهر مولده عليه الصلوٰة والسلام و يعملون الولائم و يتصدقون فى لياليه بانواع الصدقات و يظهرون السرور و

يعتنون بقرأة مولده الكريم۔ الخ

ترجمہ: یعنی اہلِ اسلام ہمیشہ سے ماہِ میلاد النبی ﷺ (ربیع الاول) میں جشن مناتے ہیں دعوتیں کرتے ہیں صدقات و خیرات دیتے اور اظہارِ مسرت کرتے ہیں اور نبی ﷺ کا میلاد پڑھواتے ہیں۔

(مواہب لدنیہ جلد اول صفحہ ۱۳۹ (امام قسطلانی)(ماثبت بالسنۃ ذکر شہر ربیع الاول (شیخ عبدالحق محدث دہلوی) (جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۳۳۷ بحوالہ نثر الدرر شرح مولد ابن حجر سید احمد بن عبدالغنی نابلسی)

(۴) امام ابن کثیر اور علامہ ابن خلکان کا ارشاد

الملك المظفر .... كان يعمل المولد الشريف فى ربيع الاول .... و قد كان محمود السيرة و السريرة .... و كان يحضر عنده فى الموالد اعيان العلماء والصوفية۔

(البدایہ والنہایہ جلد ۱۳ صفحہ ۱۳۷ ثم دخلت سنۃ ثلاثین و ستمأۃ)(وفیات الاعیان المعروف تاریخ ابن خلکان جلد ۸ صفحہ ۱۱۷ زیر عنوان عدد نمبر ۵۴۷)

یعنی ملک مظفر ربیع الاول میں میلاد شریف کرواتا تھا، نہایت اعلیٰ کردار اور بلند اخلاق کا مالک تھا اس کی محافل میلاد میں ممتاز علماء اور صوفیاء شرکت کرتے تھے۔

۵-سند المحدثین امام یوسف نبہانی ؒ متوفی ۱۳۵۰ھ کا ارشاد

ولم يزل فى امة المختار
من بعد خمسة اعصار

مستحسنًا فی سائر الامصار

بجمیع کل عالم و قاری

و کل سالك سبیل الرشد

یعنی رسول مختار ﷺ کی امت میں پہلی پانچ صدیوں کے بعد سے لے کر جشنِ میلاد ہمیشہ مستحسن قرار دیا جاتا رہا ہے، سب کے سب علماء اور قراء اور راہِ ہدایت پر چلنے والے تمام سالکین تمام شہروں میں اس پر عمل کرتے رہے ہیں۔

(۶) مفتی مسجد الحرام مکہ مکرمہ محدث عبداللہ سراج متوفی حدود ۱۳۰۰ھ کا ارشاد

اما القیام اذا جاء ذکر ولادته صلی الله علیه وسلم عند قراءة المولد الشریف توارثه الائمه الاعلام و اقره الائمة والاحکام من غیر نکیر منکر ولا رد راد ولهذا کان مستحسنًا۔

(اثبات المولد والقیام (علامہ شاہ احمد سعید مجددی مدفون جنت البقیع مدینہ منورہ) قلمی نسخہ صفحہ ۲۱)

یعنی میلاد شریف پڑھتے ہوئے جب نبی ﷺ کی ولادت مبارکہ کا ذکر آئے تو وہاں کھڑے ہو جانا۔ اس پر عظیم ترین ائمہ ہمیشہ سے عمل کرتے آئے ہیں اور قضاۃ و حکام اسے جاری کرتے آئے ہیں۔ کسی منکر نے اس کا انکار نہ کیا اور کسی نے ان پر رد نہ کیا۔

مذکورہ حوالہ جات سے یہ امور ثابت ہوئے

- ۱ جشن میلاد النبی ﷺ موجودہ حالت و ہیئت پر پہلی تین ہجری صدیوں میں نہیں پایا گیا پھر بعض علماء کے نزدیک چوتھی اور کچھ دوسروں کے نزدیک چھٹی صدی ہجری میں یہ عمل بطور سالانہ جشن کے شروع ہوا۔
- ۲ اور تب سے تمام علماء قراء صوفیاء جو اپنے اپنے دور میں ممتاز ترین علمی اور دینی شخصیات تھے اس پر عمل کرتے آئے یعنی مجتہدین و غیر مجتہدین سب کے سب اس پر عمل پیرا رہے۔
- ۳ یہ عمل صرف کسی ایک شہر یا ایک علاقہ تک محدود نہ رہا بلکہ مشرق سے مغرب تک تمام آفاق عالم میں اس پر اہلِ اسلام نے ایسا عمل شروع کیا کہ ہر صدی میں متواتر اور متوارث چلا آیا اور بقول محدث مسجد الحرام مفتی عبد اللہ سراج کوئی مفتی اور محقق اس کا منکر نہ تھا۔
- ۴ اور حقیقت ہے کہ آج بھی تمام دنیا میں ربیع الاول شریف میں اہلِ اسلام جشنِ میلاد النبی ﷺ مناتے ہیں، پاکستان میں درہ خیبر سے لے کر کراچی تک اور سعودی عرب میں ہمارے ذاتی مشاہدہ کی بنا پر مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں اکثر و بیشتر مقامات پر محافل میلاد النبی ﷺ منعقد ہوتی ہیں یہی نہیں آسٹریلیا سے لے کر لندن تک اور لندن سے لے کر واشنگٹن تک جہاں جہاں مسلمان آباد ہیں ماہِ ربیع الاول میں محفل میلاد منعقد کرتے ہیں اور جلوس نکالتے ہیں میلاد النبی ﷺ مناتے ہیں۔

اس لیے چھٹی صدی ہجری سے لے کر اب تک چلے آنے والے اجماع امت

کے خلاف آج کے دن مٹھی بھر ان مخالفین کا شور مچانا کچھ حیثیت نہیں رکھتا۔

مزید تسلی و تشفی کے لیے ہم نے مناسب سمجھا کہ ان تصنیفات کی تفصیل پیش کر دی جائے جو چھٹی صدی سے لے کر اب تک جشنِ میلاد النبی ﷺ کے جواز پر لکھی گئی ہیں اور ان علماء کا تذکرہ بھی کر دیا جائے جو ہر صدی میں اس جشن کے جواز کے قائل تھے اور اس پر انہوں نے فتوے دیے اور کتابیں لکھیں، جن میں بڑے محدثین، مجتہدین، مفسرین مقتدر فقہاء اور ائمہ اعلام شامل ہیں۔

باب دوم

منکرین میلاد کے بڑے اماموں کی کتب سے جوازِ میلاد پر حوالہ جات

فصل اول

غیر مقلدین علماء کے فتوے جواز میلاد پر

(۱) حسنِ نیت ہو تو محفل میلاد کا قیام باعثِ ثواب ہے

اہلِ حدیث کے امام اول شیخ ابن تیمیہ کا جواز محفل میلاد پر فتویٰ

اقتضاء الصراط المستقیم

فتعظيم المولد و اتخاذه موسمًا قد يفعله بعض الناس و يكون له فيه اجر عظيم لحسن قصده و تعظيمه لرسول الله صلى الله عليه وسلم كما قدمته لك انه يحسن من بعض الناس ما يستقبح من المؤمنين الاخر. ولهذا قيل للامام الاحمد عن بعض الامرآء انه انفق على مصحف الف دينار و نحو ذالك فقال دعه فهذا افضل ما انفق فيه الذهب او كما قال مع ان مذهبه ان زخرفة المصاحف مكروه و قد تأول بعض الاصحاب انه انفقها فى تجديد الورق والخط و ليس مقصود احمد هذا و انما قصده ان هذا العمل فيه مصلحة و فيه ايضًا مفسدة كره لأجلها۔ (اقتضاء الصراط المستقیم علامہ ابن تیمیہ)

ترجمہ: میلاد النبی کی تعظیم کرنا اور اسے ہر سال منعقد کرنا بعض لوگوں کا طریقہ ہے، اور انہیں ان کے حسنِ نیت اور تعظیم رسول کی وجہ سے عظیم ثواب حاصل ہوتا ہے۔ جیسے امام احمد سے پوچھا گیا کہ فلاں امیر آدمی نے قرآن کریم کو سو دینار سونا لگایا ہے۔ آپ نے فرمایا: رہنے دو اسے سب سے اچھی جگہ پر سونا لگایا ہے حالانکہ آپ کا مسلک تو اس کے خلاف ہے تو گویا اس کے حسنِ نیت کی وجہ سے آپ نے اس کے عمل کو مبنی بر مصلحت دیکھا۔

نوٹ: علامہ ابن تیمیہ کے فتوے کا اہلِ حدیث کے نزدیک محتج بہ ہونا کسی سے مخفی نہیں، اور مذکورہ فتویٰ کا خلاصہ یہ ہے کہ جشنِ میلاد اگر محبتِ رسول ﷺ کے جذبہ سے کیا جائے تو اس میں صرف ثواب نہیں بلکہ اجر عظیم ہوتا ہے اور اگر کوئی دنیاوی مقصد ہو تو پھر یہ جشن جائز نہیں۔ معلوم ہوا کہ ابن تیمیہ کے نزدیک جشن میلاد النبی ﷺ کا منانا فی ذاتہ ناجائز نہیں، صرف بعض لوگوں کا اسے سیاسی و دنیوی مفاد کے لیے کرنا ناجائز ہے اب ہم اہلِ سنت کی طرف سے تمام اہلِ حدیث کو اطمینان دلایا جاتا ہے کہ ہم جشنِ میلاد صرف اور صرف محبت رسول ﷺ کے جذبہ سے مناتے ہیں، اور ہم بھی یہ جائز نہیں سمجھتے کہ اسے سیاسی و مادی مفاد کے لیے کیا جائے۔ اس لیے اے اہلِ حدیثو! آؤ تم بھی جشنِ میلاد منا کر اجرِ عظیم حاصل کرلو۔

محفل میلاد کو صورت شرعی کے مطابق ضرور کرنا چاہیے

امام اہلِ حدیث نواب صدیق حسن خان نواب ریاست بھوپال کا جواز محفل میلاد پر فتویٰ

نواب صدیق حسن خاں غیر معروف شخصیت نہیں ہیں۔ علماء اہلِ حدیث

میں نواب صاحب کا علمی مقام نہایت ممتاز ہے۔ نواب صاحب نے میلاد شریف کے موضوع پر مستقل کتاب لکھی ہے۔ الشمامۃ العنبریہ من مولد خیر البریہ، اس کے صفحہ ۴ پر وجہ تصنیف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"میں نے زمانہ حاضر میں دیکھا کہ رسائل میلاد نبوی ﷺ کی تعداد پچاس سے زائد بڑھ گئی ہے لیکن کوئی تالیف لائق اعتماد کلی نہیں۔۔۔ قطع نظر اس مسئلہ سے کہ آیا عقد محفل میلاد واسطے اس ذکر شریف میلاد کے بطریقہ مروجہ جائز ہے یا ناجائز اس رسالہ میں اختصاراً ذکر احوال خاصہ آنحضرت ﷺ کا از ولادت تا وفات لکھا مناسب جانا۔۔۔ اگر کوئی ایماندار اسی مقدار پر مطلع ہو کر محبت آنحضرت ﷺ میں کوشش کرے تو زہے سعادت۔"

معلوم ہوا نواب صاحب نے یہ کتاب اس لیے لکھی ہے کہ محفل میلاد میں ناقابل اعتبار رسالہ میلاد پڑھے جاتے ہیں ان کا سدباب کیا جائے اور ان کی جگہ ایک ایسی کتاب پیش کی جائے جو صحیح روایات پر مشتمل ہو اسی لیے نواب صاحب نے کتاب کا نام بھی میلاد شریف کے عنوان سے رکھا ہے اس کے بعد صفحہ ۵ پر لکھتے ہیں:

"مجھے سخت قلق ہے اس بات کا جو لوگ رسائل میلاد باذعاء محبت خیر مولود پڑھتے ہیں اس عمل کو کس لیے صورتِ جائز شرعی کے مطابق کر کے بجا نہیں لاتے اس میں کیا برائی ہے کہ اگر ہر روز ذکر حضرت نہیں کر سکتے تو ہر اسبوع یا ہر ماہ میں التزام اس کا کریں کہ کسی نہ کسی دن بیٹھ کر ذکر یا وعظِ سیرت و سمت و دل و ہدی و ولادت و وفات آنحضرت کا کریں، پھر ایام ماہ ربیع الاول کو بھی اس سے خالی نہ

چھوڑیں۔ اور ان روایات و اخبار و آثار کو پڑھیں پڑھائیں جو صحیح طور پر ثابت ہیں۔"

وضاحت: اس عبارت سے یہ امور ثابت ہوتے ہیں: (۱) نواب صاحب مسلمانوں کو سمجھاتے ہیں کہ تم لوگ محفل میلاد کو صورتِ شرعی کے مطابق کیوں بجا نہیں لاتے گویا اس بات کی تلقین کی جا رہی ہے کہ صورتِ شرعی کے مطابق عمل مولد شریف ضرور کرنا چاہیے۔ (۲) نبی ﷺ کی ولادت و وفات وغیرہ کے ذکر خیر کے لیے ایک وقت مقررہ پر محفل کے انعقاد میں کوئی مضائقہ نہیں صرف ربیع الاول ہی میں نہیں بلکہ یہ سلسلہ سارا سال جاری رہنا چاہیے۔

(۳) ذکر میلاد النبی سن کر خوش نہ ہونے والا مسلمان ہی نہیں

نواب صدیق خاں کا دوسرا فتویٰ

نواب صاحب نے مذکورہ کتاب کے صفحہ ۱۱ پر محفل میلاد کے متعلق شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی ایک عبارت نقل کی ہے اور پھر اپنی رائے کا اظہار کیا ہے۔ لکھتے ہیں:

ولقد اطنب ابن الحاج فی المدخل فی الانکار علی من احدثه الناس من البدع والاهواء والغناء بالالات المحرمة عند عمل المولد الشریف فالله تعالی یثیبه علی قصده الجمیل و یسئلك بنا سبیل السنة فانه حسبنا الله ونعم الوکیل۔

اس عبارت سے شیخ عبدالحق دہلوی حنفی کی صاف انکار منکرات کا عمل مولد میں نکلتا ہے اور عبارت سابق سے اظہار فرح میلاد نبوی پر پایا جاتا ہے۔ سو جس کو

حضرت کے میلاد کا حال سن کر فرحت حاصل نہ ہو اور شکر خدا کا حصول پر اس نعمت کے نہ کرے وہ مسلمان نہیں۔

اس عبارت سے چند ضروری اور مفید امور ثابت ہوتے ہیں۔

(۱) میلاد النبی ﷺ اللہ کی ایک بہت بڑی نعمت ہے اور اس نعمت پر اظہارِ تشکر اور اظہارِ مسرت کرنا چاہیے۔

(۲) محفل میلاد اظہارِ مسرت کا ایک طریقہ ہے مگر اس میں خلاف شرع امور نہیں ہونے چاہئیں۔

(۳) محفل میلاد میں میلاد النبی ﷺ کا ذکر کیا جاتا ہے جسے سن کر اظہارِ مسرت کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے اور جو ایسا نہیں کرتا وہ مسلمان ہی نہیں۔

اہلِ حدیث سے اپیل

اس لیے ہم اہلِ حدیث فرقہ سے کہتے ہیں کہ وہ اگر ہماری بات کو شرارت سمجھتے ہیں تو اپنے پیشوا نواب صدیق حسن خاں کی بات ہی مان لیں اور میلاد النبی ﷺ کے موقع پر اپنے منفی رویہ کا محاسبہ کریں اس لیے کہ اُن کا عظیم دینی راہنما تو نہیں اس منفی رویے کی وجہ سے مسلمانوں کی صف سے ہی نکال رہا ہے۔ لہٰذا اہلِ حدیث کو چاہیے کہ محافل میلاد پر شامل ہوا کریں اور ذکر ولادتِ رسول سن کر اظہارِ مسرت کرتے ہوئے اپنے مسلمان ہونے کا ثبوت دیا کریں ورنہ یا وہ خود مسلمان نہیں یا ان کا پیشوا مسلمان نہیں۔

جواز میلاد کے متعلق اہلِ حدیث کے لیے کچھ الزامی حوالہ جات

ذیل میں ہم اہلِ حدیث کے چند علماء کی وہ عبارات پیش کرتے ہیں جن

میں جواز کے قول پر صاف نص تو موجود نہیں مگر اس کو مان کر اس جواز کا قول کرنا پڑتا ہے۔ بشرطیکہ دل میں انصاف موجود ہو۔

(۴) مولوی محمد ابراہیم میر سیالکوٹی اہلِ حدیث کی رائے

مولوی محمد ابراہیم میر صاحب اپنی کتاب سیرت المصطفیٰ جلد اول میں صفحہ ۸۸ کے حاشیہ پر لکھتے ہیں:

"اس عاجز محمد ابراہیم میر کے نزدیک صحیح بخاری کی روایت درست ہے کیونکہ اس میں یہ بھی مذکور ہے کہ ابولہب موت کے بعد اپنے ایک قریبی رشتہ دار (حضرت عباس) کو خواب میں ملا اور اس نے اس کا حال دریافت کیا تو اس نے کہا کہ مجھے کوئی آسائش نہیں سوائے اس کے کہ مجھے ثویبہ کے آزاد کرنے کی وجہ سے تھوڑا سا پانی مل جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ ثویبہ کی آزادی اس کے لیے موجب ثواب و راحت اسی صورت میں ہو سکتی ہے کہ وہ آنحضرت کی ولادتِ مبارکہ کی خوشی میں ہو۔"

(سیرت المصطفیٰ جلد اول صفحہ ۸۸ طبع امرتسر سن طباعت ۱۹۴۴ء)

وضاحت:

اس عبارت سے صاف صاف معلوم ہوا کہ جو شخص نبی ﷺ کی ولادت کی خوشی منائے اللہ تعالیٰ اسے راحت عطا فرماتا ہے۔ خواہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہو اور یہ فتاویٰ ہمارا نہیں اہلِ حدیث کے عظیم المرتبت علامہ محمد ابراہیم میر کا ہے، تو ایک مسلمان کو نبی ﷺ کی ولادت کی خوشی منانے سے اللہ تعالیٰ جزائے خیر کیوں نہ عطا فرمائے گا اور یہ بات بڑے بڑے جلیل القدر ائمہ دین نے تسلیم کی ہے جیسا کہ پیچھے گزر چکا ہے۔ اب اہلِ حدیث کو کچھ تو خیال کرنا چاہیے اور جشنِ ولادت رسول میں شرکت کے

جزائے خیر کا مستحق بننا چاہیے۔

(۵) میلاد النبی ﷺ کے جلسوں میں حافظ عبد القادر روپڑی علامہ احسان الٰہی ظہیر اور حبیب الرحمان یزدانی وغیرہ اہلِ حدیث علماء کی شرکت

۱- روز نامہ نوائے وقت لاہور ۲۰ نومبر ۱۹۸۶ء بمطابق ۱۶ ربیع الاول ۱۴۰۷ھ بروز جمعرات کا ایک اخباری تراشہ ہمارے پاس محفوظ ہے جو ایک جلسے کی تصویر ہے اور اس کے نیچے یہ الفاظ ہیں:

"ادارہ اسلامیہ فلاح و بہبود کے زیرِ اہتمام میلاد النبی ﷺ کے جلسہ سے جناح ہال میں الحاج حیدر علی مرزا علی محمد، خواجہ طارق وحید بٹ اور مفتی محمد حسین نعیمی خطاب کر رہے ہیں، اسٹیج پر مولانا افتخار حسین نقوی مولانا محمد حسین اکبر اور مولانا عبد القادر روپڑی بیٹھے ہیں۔"

۲- روز نامہ نوائے وقت لاہور ۱۸ نومبر ۱۹۸۶ء بمطابق ۱۴ ربیع الاول ۱۴۰۷ھ بروز منگل کی اخبار کا ایک تصویری تراشہ بھی ہمارے پاس موجود ہے جو شخص بھی دیکھ کر تسلی کرنا چاہے کر سکتا ہے۔ تصویر کے نیچے یہ الفاظ لکھے ہیں:

"لاہور میں مرکزی میلاد کانفرنس سے مفتی محمد حسین نعیمی علی محمد خواجہ طارق وحید بٹ اور الحاج حیدر علی مرزا خطاب کر رہے ہیں، سٹیج پر مولانا سید افتخار حسین نقوی مولانا عبد القادر روپڑی اور مولانا محمد حسین اکبر بیٹھے ہیں۔"

دوغلی پالیسی

ایک طرف تو اہلِ حدیث مولوی جشنِ میلاد النبی ﷺ کو ناجائز اور بدعت کہتے ہیں اور دوسری طرف میلاد النبی کے جلسوں میں شرکت بھی کرتے ہیں اور شرکت کا نذرانہ بھی وصول کرتے ہیں ہم ان سے یہ پوچھنے کا حق رکھتے ہیں کہ جناب! اس دوغلی پالیسی کا کیا مطلب ہے، اور آپ عوام کو دھوکہ دے کر ملک و قوم کی کون سی خدمت سرانجام دینا چاہتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ جشنِ میلاد النبی ﷺ تمہارے نزدیک بھی برا نہیں اور اس کے خلاف تمہارے فتوے اپنی اہلِ حدیث عوام کو خوش کرنے کے لیے ایک ڈھونگ سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتے۔

فصل دوم

جواز میلاد پر اکابرین دیوبند کے فتوے

(۱) مولوی اشرف علی تھانوی صاحب رئیس فرقہ دیوبندیہ جوازِ محفل میلاد پر اپنے پیر مرشد حاجی امداد اللہ کے فتوے نقل کرتے ہیں۔

پہلا فتویٰ

فرمایا (حاجی صاحب نے) کہ مولد شریف تمامی اہلِ حرمین کرتے ہیں اسی قدر ہمارے واسطے حجت کافی ہے اور حضرت رسالت پناہ کا ذکر کے لیے مذموم ہو سکتا ہے۔ البتہ جو زیادتیاں لوگوں نے اختراع کی ہیں نہ چاہئیں اور قیام کے بارے میں کچھ نہیں کہنا، ہاں مجھ کو ایک کیفیت قیام میں حاصل ہوتی ہے۔

۱- امداد المشتاق تذکرہ شاہ محمد امداد اللہ مہاجر مکی، مصنفہ مولوی اشرف علی تھانوی صاحب صفحہ ۵۰ مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ لاہور۔

۲- شمائم امدادیہ ملفوظات حاجی امداد اللہ مصنفہ مولوی اشرف علی تھانوی صاحب صفحہ ۷۴ مطبوعہ مدنی کتب خانہ ملتان (حصہ دوم)

دوسرا فتویٰ

فرمایا (حاجی صاحب نے) ہمارے علماء مولد شریف میں بہت تنازع کرتے ہیں تاہم علماء جواز کی طرف بھی گئے جب صورت جواز کی موجود ہے پھر کیوں ایسا تشدد کرتے ہیں اور ہمارے واسطے اتباع حرمین ہی کافی ہے البتہ وقت

قیام اعتقاد تولد کا نہ کرنا چاہیے اگر احتمال تشریف آوری کا کیا جائے تو مضائقہ نہیں کیونکہ عالم خلق مقید بزبان و مکان ہے لیکن عالم امر دونوں سے پاک ہے پس قدم رنجہ فرمانا ذات بابرکات کا بعید نہیں۔

(شمائم امدادیہ صفحہ ۵۰ حصہ دوم مصنفہ مولوی اشرف علی تھانوی صاحب) (امداد اللہ المشتاق صفحہ ۵۵)

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کا تیسرا فتویٰ

اس میں تو کسی کو کلام ہی نہیں کہ نفس ذکر ولادت شریف حضرت فخر آدم سرورِ کائنات ﷺ موجب خیرات و برکات دنیوی و اُخروی ہے صرف کلام بعض تعینات و تخصیصات وتقییدات میں ہے، بلکہ صرف کلام بعض تعینات وقیام ہے۔۔۔۔اگر ان امور کو ضروری بمعنیٰ واجب شرعی سمجھتا بلکہ بمعنیٰ موقوف علیہ بعض البرکات جانتا ہے جیسے بعض اعمال میں تخصیص ہوا کرتی ہے کہ ان کی رعایت نہ کرنے سے وہ اثر خاص مرتب نہیں ہوتا مثلاً بعض عمل کھڑے ہو کر پڑھے جاتے ہیں اگر بیٹھ کر پڑھیں تو اثر خاص نہ ہوگا۔ اس اعتبار سے اس قیام کو ضروری سمجھتا ہے۔۔۔۔اسی طرح کوئی شخص عمل مولد کو بہیئتِ کذائیہ مواہب بعض برکات یا آثار کا اپنے تجربہ سے کسی صاحب بصیرت کے وثوق پر سمجھے اور اس معنیٰ کے قیام کو ضروری سمجھے کہ یہ اثر خاص بدون قیام نہ ہوگا۔ اس کے بدعات کہنے کی کوئی وجہ نہیں۔

اور مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولد میں شریک ہوتا ہوں بلکہ بذریعہ برکات سمجھ کر منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف و لذت پاتا ہوں۔

(فیصلہ ہفت مسئلہ مندرجہ کلیات امدادیہ الحاج الشاہ امداد اللہ مہاجر مکی صفحہ ۷۸ تا ۸۰ (پہلا مسئلہ مولد شریف) طبع دارالاشاعت کراچی)

گذارش

مولوی اشرف علی تھانوی صاحب جو دیوبندی فرقہ کے سب سے بڑے امام ہیں۔ اپنے پیر و مرشد کے فیصلے نقل کر رہے ہیں۔ جن میں ان کے مرشد حاجی امداد اللہ نے صاف صاف بتلایا ہے کہ میں نہ صرف یہ کہ محفل میلاد کو جائز کہتا ہوں بلکہ محفلِ میلاد پورے ذوق و شوق سے خود منعقد کرتا ہوں اور کھڑے ہو کر درود و سلام پڑھتا ہوں جس مین مجھے بے پناہ روحانی لذت حاصل ہوتی ہے اور صرف میں ہی نہیں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں رہنے والے سب لوگ محفل میلاد کے پابند ہیں۔

معلوم ہوا مولوی اشرف علی تھانوی صاحب کے نزدیک بھی محفل میلاد جائز اور باعثِ لذت روحانی ہے۔ اگر تھانوی صاحب کے نزدیک یہ محفل بدعت اور گمراہی ہوتی تو کیا مذکورہ عبارات میں وہ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ میرے پیر و مرشد گمراہ اور بدعتی ہیں بلکہ حرمین شریفین میں رہنے والے سب لوگ بدعتی اور گمراہ ہیں۔

ان ھذا لشیٔ عجیب۔

جب تھانوی صاحب جو دیوبندیوں کے نزدیک "حضرتِ اقدس مجدد دین و ملت اور حکیم الامت" ہیں۔ محفلِ میلاد کے جواز کے قائل ہیں تو پھر دیوبندی علماء سے گذارش ہے کہ اپنے مجدد کی بات مانیں اور محفلِ میلاد میں شریک ہو کر روحانی لذت حاصل کیا کریں اور یا اعلان کریں کہ ہمارا مجدد بدعت اور گمراہی کا حامی ہوا کرتا ہے۔

حاجی امداد اللہ صاحب کا مقام اکابرین دیوبند کے نزدیک

ا- یاد رہے مولانا اشرف علی تھانوی صاحب امداد المشتاق کے پہلے صفحہ پر حاجی امداد اللہ صاحب کا یوں تعارف کرواتے ہیں، شیخ العلماء سید العرفاء حجۃ اللہ فی

زمانہ و آیۃ اللہ فی اوانہ اعلیٰ حضرت مرشدنا و ہادینا الحاج الحافظ الشاہ محمد امداد اللہ قدس سرہٗ افاض علینا برہٗ۔

۲- امداد المشتاق ہی میں امداد السلوک کے حوالہ سے حاجی صاحب کے بارہ میں مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب کے تاثرات یوں لکھے ہیں:

"افتخار المشائخ الاعلام مرکز الخواص والعوام منبع البرکات القدسیہ مظہر الفیوضات المرضیہ معدن الاسرار الالٰہیہ مخزن الحقائق مجمع الافائق سراج اوانہ قدوۃ اہل زمانہ سلطان العارفین ملک التارکین غوث الکاملین۔۔۔سیدی سندی الشیخ الحاج المشتہر بامداد اللہ الفاروقی۔"

(دیکھیے امداد المشتاق صفحہ ۱۹۹ طبع مکتبہ اسلامیہ بلال گنج لاہور، اور امداد السلوک)

۳- بانی دارالعلوم دیوبند مولوی قاسم نانوتوی کے اشعار ہیں:

بحق مقتدائے عشق بازاں — رئیس پیشوائے مقتدایاں
امام راستبازاں شیخ عالم — ولی خاص صدیق معظم
شہ والا گہر امداد اللہ — کہ بہر عالم است امداد اللہ

(امداد المشتاق صفحہ ۲۰۰ مصنفہ اشرف علی تھانوی)

(۲) جشن عید میلاد النبی ﷺ کے جواز پر علامہ محمد عبد الحیٔ دیوبندی فرنگی محلی لکھنوی کا مفصل اور مدلل فتویٰ

مجموعۃ الفتاویٰ

سوال: ربیع الاول یا کسی اور مہینے میں میلاد شریف کی محفل کرنا درست ہے یا نہیں۔

جواب: جناب خیر البشر علیہ صلوٰۃ اللہ الاکبر کی ولادت بڑے فرحت اور سرور کا باعث

ہے اور یہ فرحت اور سرور وقت اور محل کے ساتھ مخصوص نہیں ہے بلکہ ہر مومن کے رگ و پے میں سمائی ہوئی ہے ابولہب کی لونڈی ثویبہ نے جب حضور نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی ولادت کی خبر ابولہب کو پہنچائی تھی تو اس نے خوش ہو کر ثویبہ کو آزاد کر دیا تھا، مرنے کے بعد لوگوں نے اس کو خواب میں دیکھ کر حال پوچھا، اس نے کہا: جب سے مرا ہوں عذاب میں گرفتار ہوں مگر وہ دوشنبہ کی شب کو چونکہ میں نے میلاد نبوی کی خوشی کی تھی عذاب میں تخفیف ہو جاتی ہے۔ پس جب ابولہب ایسے کافر پر آپ کی ولادت کی خوشی کی وجہ سے عذاب میں تخفیف ہوگئی تو جو کوئی امتی آپ کی ولادت کی خوشی کرے اور اپنی مقدرت کے موافق آپ کی محبت میں خرچ کرے کیونکر اعلیٰ مرتبہ کو نہ پہنچے گا جیسا کہ ابن جوزی اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے لکھا ہے:

پس اگر ولادت یا معجزات یا غزوات کا ذکر بطرز وعظ و درس بے تداعی مردم و بغیر صورت محفل کیا جائے تو ہزاروں برکتوں کا باعث ہوگا۔ حضرت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اپنی مجالس کو انہی ذکروں سے مورد انوارِ الٰہی بناتے تھے، اور لوگوں کو جمع کرنا اور محفل کی صورت مقرر کرنا بشرطیکہ منکرات سے خالی ہو اور لوگوں کو دن تاریخ مقرر کر کے ذکر میلاد سننے کے لیے بلانا چونکہ زمانہ نبوی اور زمانہ صحابہ اور زمانہ تابعین اور زمانہ تبع تابعین رضی اللہ عنہم میں نہ تھا اس لیے ان سے کوئی روایت نہیں ہے۔ اور اس خیال سے کہ یہ طریقہ زمانہ نبوی میں نہ تھا اس کو بدعت کہہ سکتے ہیں۔۔۔ مگر چونکہ یہ طریقہ خیر ہے اور اس میں کسی طرح کا گناہ نہیں ہے اور احادیث میں فرحت اور سرور کے لیے لوگوں کو جمع کرنا ثابت ہے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کے حکم سے آپ کے بیان کی منادی کی ہے لہٰذا اہلِ شرع نے اس کی اجازت دی ہے اور اس کو بدعت مندوبہ کہتے ہیں اور اس کے فاعل کو مستحق ثواب

جانتے ہیں۔ حضور سرور انبیاء علیہ التحیۃ والثناء نے فرمایا:

من سن فی الاسلام سنة حسنة فله اجرها و اجر من عمل بها۔

جس نے اسلام میں کوئی اچھا طریقہ نکالا اس کو اس کا اور اس پر عمل کرنے والوں کا اجر ملے گا۔ اور یہ لازم نہیں کہ ہر بدعت مذمومہ ہو بلکہ بعض بدعتیں واجب ہیں جیسے علم نحو کا پڑھنا قرآن اور حدیث کو سمجھنے کے لیے اور بعض بدعتیں حرام ہیں جیسے قدریہ اور مجسمہ کا مذہب اور بعض بدعتیں مندوب ہیں جیسے مدارس اور رباط اور تراویح باجماعت اور بعض بدعتیں مکروہ ہیں جیسے سونے کے پانی سے مسجد میں پھول بوٹے بنانا اور بعض بدعتیں مباح ہیں جیسے مآکل و مشارب میں توسیع، پس کل بدعة ضلالة کا کلیہ۔ عام مخصوص البعض قرار دیا جائے گا، نووی اور ملاں علی قاری نے اس کی تصریح کی ہے۔

اس تقریر سے تاج الدین فاکہانی کا یہ قول رد ہوگیا۔

لا جائز ان یکون عمل المولد مباحًا لان الابتداع فی الدین لیس مباحًا باجماع المسلمین۔

یہ جائز نہیں کہ محفل میلاد مباح ہو کیونکہ باجماع مسلمین دین میں نئی بات نکالنا مباح نہیں اور اکثر مشائخ طریقت نے حضور سرور کائنات علیہ والسلام والصلوٰۃ کو خواب میں دیکھا کہ محفلِ میلاد سے راضی اور خوش ہیں۔ پس وہ چیز ضرور اچھی ہے جس سے آپ خوش ہوں۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

و مما جرب من خواصه انه امان فی ذالك العام و

بشرٰی عاجلة لنیل البغیة و المرام۔

میلاد شریف کے مجرب خواص میں سے یہ ہے کہ اس سال بے خوفی اور بشارت ہوتی ہے مطلوب اور مقصود کے حاصل ہونے کی۔

اور جو لوگ اس کو بدعت مذمومہ کہتے ہیں خلاف شرع کہتے ہیں اب مہینہ دن اور وقت کی تعین کا حال سننا چاہیے کہ جس زمانے میں۔ بطرز مندوب محفل میلاد کی جائے باعث ثواب ہے اور حرمین بصرہ، یمن، شام اور دوسرے ممالک کے لوگ بھی ربیع الاول کا چاند دیکھ کر خوشی اور محفل میلاد اور اس کارِ خیر کو کرتے ہیں اور قراءت و سماعتِ میلاد میں اہتمام کرتے ہیں اور ربیع الاول کے علاوہ دوسرے مہینوں میں بھی ان ممالک میں میلاد کی محفلیں ہوتی ہیں۔ اور یہ اعتقاد رکھنا چاہیے کہ ربیع الاول میں ہی میلاد کیا جائے گا تو ثواب ملے گا ورنہ نہیں اور یہ بھی اعتقاد نہ کرنا چاہیے کہ ربیع الاول میں زیادہ ثواب ملے گا اور دوسرے مہینوں میں کم ثواب ملے گا، کیونکہ یہ شرع سے ثابت نہیں۔ البتہ اگر کوئی شخص چھٹی ہونے کی وجہ سے اسی مہینہ میں یا اس مہینہ کے کسی خاص دن میں یا اس وجہ سے مہینہ اور تاریخ مقرر کر کے کرے کہ لوگوں کو ہر سال بلانے کی ضرورت نہ ہو بلکہ لوگ خود ہی آ کر سن لیا کریں یا کسی اور وجہ سے دن تاریخ مقرر کر کے کرے تو اس میں کچھ حرج نہیں۔ اسی وجہ سے شرع میں وعظ اور درس کا دن مقرر کرنا جائز ہے حضور ﷺ نے فرمایا:

انما الاعمال بالنیات و انما لکل امرئ ما نوی۔

اعمال کا دارومدار نیت پر ہے ہر شخص کو اس کی نیت کا اجر ملے گا۔

سوال: ذکر ولادت کے وقت قیام کرنے کا کیا حکم ہے۔

جواب: اگر اس وقت کوئی شخص بحالت وجد صادق بے ریا و تصنع کھڑا ہو جائے تو

معذور ہے اور آداب صحت میں سے یہ ہے کہ حاضرین بھی اس کی اتباع میں کھڑے ہو جائیں۔۔۔ علماء حرمین زادھما اللہ شرفاً قیام کرتے ہیں۔ امام برزنجی رحمہ اللہ اپنے رسالہ میلاد میں لکھتے ہیں:

و قد استحسن القیام عند ذکر مولودہ الشریف ائمة ذو و روایة فطوبٰی لمن کان تعظیمه صلی الله علیه و آله وسلم غایة مرامه ومرماہ۔

ائمہ اصحاب روایت نے ذکر میلاد کے وقت قیام کو مستحسن جانا ہے۔ پس اس شخص کے لیے خوشی ہو جس کا مقصد آپ کی تعظیم ہے۔

(مجموعۃ الفتاویٰ (اردو ترجمہ) کتاب الحظر والاباحۃ جلد دوم صفحہ ۲۸۴ مطبوعہ سعید کمپنی کراچی)

وضاحت:

علامہ عبدالحی لکھنوی دیوبندی کا مقام و مرتبہ دیوبندی مسلک میں کوئی معمولی نہیں۔

عبدالحی دیوبندی صاحب کا فتویٰ آپ نے ملاحظہ فرمایا، میرا خیال ہے کہ دیوبندی یا تو عبدالحی صاحب کے اس فتاویٰ کو پڑھتے نہیں، اگر پڑھتے ہیں تو پھر یوں لگتا ہے کہ ان کے دلوں پر مہر لگ گئی ہے اور آنکھوں پر پردے پڑ گئے ہیں ورنہ عبدالحیٔ صاحب نے محفل میلاد اور جشن میلاد کے جواز پر پورا زور قلم صرف کر دیا ہے اور جواز میلاد پر جس قدر علماء اہل سنت دلائل دیتے ہیں تقریباً تمام کو نقل کر دیا ہے اور منکرین کے متعدد اعتراضات کا ایسا دندان شکن جواب دیا ہے کہ انکار کی گنجائش ہی نہیں چھوڑی۔ اگر اب بھی دیوبندی فرقہ محفل میلاد کو ناجائز ہی کہتا رہے تو پھر یہی کہا جا سکتا ہے کہ

ختم اللہ علی قلوبھم۔

اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے۔

(۳) شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے جانشین اور سبط اصغر مولانا علامہ شاہ محمد اسحاق محدث دہلوی کا جواز میلاد پر فتویٰ

مأۃ المسائل

شاہ محمد اسحاق سے دہلی کے بادشاہ نے سو سوال کیے تھے جن میں سے پندرھویں سوال کے جواب میں آپ لکھتے ہیں:

قیاس عرس بر مولد شریف غیر صحیح است زیرانکہ در مولد ذکر ولادتِ خیر البشر است و آں موجب فرحت و سرور است، و در شرع اجتماع برائے فرحت و سرور کہ خالی از منکرات و بدعات باشد آمدہ و اجتماع حزن و شرور ثابت نہ شدہ و فی الواقع فرحت ولادت، آنحضرت ﷺ در دیگر امر نیست، پس دیگر امر بریں قیاس صحیح نہ خواہد شد و مع ہذا در مولد ہم اختلاف است زیرانکہ در قرون ثلاثہ کہ مشہود لہم بالخیر است ایں امر معمول نبود بعد از قرونِ ثلاثہ ایں امر حادث شدہ بناء بریں علماء در جواز و عدم جواز آں مختلف اند، چنانچہ بتفصیل و بسط در کتاب سیرت شامی مذکور است فلینظر الیہ۔

(کتاب مأۃ المسائل (شاہ محمد اسحاق دہلوی) (انوار ساطعہ (مولانا عبدالسمیع رام پوری صفحہ ۱۳۹ بحوالہ مأۃ المسائل) (الدر المنتظم شاہ عبدالحق محدث الہ آبادی صفحہ ۱۰۵ ساتواں باب بحوالہ مأۃ المسائل)

ترجمہ: مولد شریف پر عرس کو قیاس کرنا صحیح نہیں کیونکہ مولد شریف میں خیر

البشر ﷺ کا ذکر خیر ہوتا ہے جو باعث فرحت و سرور ہے اور شرع میں فرحت و سرور کے لیے اجتماع جائز ہے بشرطیکہ منکرات سے خالی ہو اور حزن و ملال کے لیے اجتماع کا جواز ثابت نہیں (گویا عرس حزن کا اجتماع ہونے کی وجہ سے ممنوع ہے تاہم یہ شاہ محمد اسحاق کا یہ خیال درست نہیں کیونکہ عرس کا مقصد اظہارِ حزن نہیں ہوتا بلکہ عرس کی سیرت و عظمت کا بیان اور اس کے لیے ایصال ثواب ہوتا ہے)

شاہ محمد اسحاق محدث دہلوی محفل میلاد میں شرکت کیا کرتے تھے

ارواح ثلاثہ

خان صاحب نے فرمایا کہ قاری عبدالرحمٰن صاحب پانی پتی اور مولوی عبدالقیوم صاحب نے فرمایا کہ شاہ اسحاق صاحب کے زمانہ میں دہلی میں ایک عرب عالم تشریف لائے ایک امیر نے ان سے مولود پڑھنے کی درخواست کی انہوں نے منظور فرما لیا اس کے بعد وہ امیر شاہ اسحاق صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور آکر عرض کیا کہ میرے یہاں میلاد ہے حضور بھی تشریف لائیں۔ اگر حضور تشریف لائیں گے تو ان عالم مولود خواں کو سات سو روپے دوں گا ورنہ نہیں، جب مولود کا وقت ہوا شاہ اسحاق صاحب اس محفل میں شریک ہوئے محفل سادہ تھی روشنی وغیرہ حد اسراف تک نہ تھی اور قیام بھی نہیں کیا گیا تھا، ذکر میلاد منبر پر پڑھا گیا تھا۔ اس کے بعد جب شاہ صاحب حج کو تشریف لے جاتے ہوئے بمبئی پہنچے ہیں تو وہاں ان کے شاگرد نے جس کا نام غالباً عبدالرحمٰن تھا ذکر میلاد کروایا اور اس نے بھی شاہ صاحب کو شرکت کی دعوت

دی شاہ صاحب اس میں بھی شریک ہوئے اس محفل کا رنگ بھی اس امیر کی محفل کے قریب قریب تھا، اور یہاں بھی نہ قیام ہوا تھا اور نہ روشنی وغیرہ زیادہ تھی، جب جلسہ ختم ہوا تو شاہ صاحب نے فرمایا کہ عبدالرحمان تم نے بدعت کا کوئی دقیقہ نہیں چھوڑا۔

(ارواحِ ثلاثہ (مرتبہ علامہ اشرف علی تھانوی) حکایت ۹۲، صفحہ ۱۰۳)

شفاء الصدور

علامہ قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند کے شاگرد مولانا فیض الحسن صاحب سہارنپوری (جن کی حکایات اشرف علی تھانوی صاحب نے ارواحِ ثلاثہ میں درج کی ہیں) اپنی کتاب شفاء الصدر مطبوعہ لاہور مورخہ ۱۵ دسمبر ۱۸۸۵ء کے صفحہ ۱۰ میں لکھتے ہیں:

> ومن جاء مجلس المیلاد فلہ ان یقوم ان قاموا والا فلا۔ وھذا یقول المولدی احمد علی المحدث المرحوم تبعًا لاستاذہ مولانا محمد اسحاق المغفور۔
> یعنی جو شخص محفل میلاد میں شریک ہو اسے چاہیے کہ جب لوگ کھڑے ہوں وہ بھی کھڑا ہو جائے ورنہ نہیں۔ اسی طرح فتویٰ دیتے ہیں مولوی احمد علی محدثِ مرحوم اپنے استاذ مولانا محمد اسحاق مغفور کی اتباع کرتے ہوئے۔

وضاحت:

شاہ محمد اسحاق دہلوی کی مأۃ المسائل سے منقولہ عبارت آپ نے ملاحظہ فرمائی۔ کس قدر صاف لکھا گیا ہے کہ میلاد النبی ﷺ موجب فرحت ہے اور فرحت و سرور کے لیے شرع میں اجتماع کرنا جائز ہے لہٰذا محفل میلاد جائز ہے، پھر ارواح

ثلاثہ کی عبارت نے مزید فیصلہ کر دیا کہ شاہ محمد اسحاق دہلوی نہ صرف یہ کہ محفل میلاد کے جواز کے قائل تھے بلکہ اس محفل میں شریک بھی ہوتے تھے۔ رہا یہ کہ اس عبارت کے آخر میں شاہ صاحب کے یہ الفاظ ہیں "عبدالرحمان" تم نے بدعت کا کوئی دقیقہ نہیں چھوڑا اس کا یہی مطلب ہے کہ تم نے بدعت حسنہ قائم کرنے میں دقیقہ نہیں چھوڑا۔ اگر شاہ صاحب کی مراد بدعتِ ضلالت ہوتی تو اس محفل میں شریک ہی نہ ہوتے۔

علماء دیوبند کے نزدیک شاہ محمد اسحاق کا مقام و مرتبہ

ارواحِ ثلاثہ میں سید الطائفہ میں مولوی اشرف علی تھانوی صاحب نے لکھا ہے کہ حضرت شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ کے وصال کے بعد پورے خاندان ولی اللہی نے اتفاق کر کے ان کے نواسے شاہ محمد اسماعیل کو ان کی مسند پر بٹھایا آگے چل کر لکھتے ہیں ایک مرتبہ شاہ صاحب کا ایک عیسائی پادری سے مناظرہ ہوا جب وہ سامنے آیا تو اس پر عجیب رعب طاری ہوا کہ ایک لفظ نہ بول سکا اور شاہ صاحب نے حقانیت اسلام پر زبردست تقریر کی اور یہ مناظرہ دلی کے بادشاہ کے دربار میں ہو رہا تھا۔

(دیکھیے ارواح ثلاثہ صفحہ ۹۵ تا ۱۰۹)

(۴) دیوبندی علماء کے سرخیل مولوی محمد اسماعیل دہلوی صاحب صراطِ مستقیم کا جواز محفل میلاد پر فتویٰ

مولوی محمد اسماعیل دہلوی حضرت شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ کے بھتیجے اور حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کے پوتے ہیں، ان کے عقائد اولاً اہل سنت و جماعت والے تھے بعد ازاں جب ان کا سید احمد بریلوی سے پالا پڑا تو عقائد بگڑ گئے اور پھر تقویۃ الایمان نامی کتاب لکھ کر فتنے کا ایسا بیج بویا کہ اب تک فتنہ بڑھتا ہی جا رہا ہے۔ تاہم عقائد

بگڑنے سے قبل ان کے عقائد اپنے آباء و اجداد شاہ عبدالرحیم شاہ ولی اللہ اور شاہ عبدالعزیز رحمہم اللہ والے تھے۔

چنانچہ شاہ محمد اسحاق دہلوی (جو رشتہ میں مولوی اسماعیل دہلوی صاحب کے تقریباً بھانجے لگتے ہیں) کے ایک شاگرد مولانا عبدالغنی نقشبندی مجددی رحمہ اللہ ہیں جو مدینہ طیبہ میں مسجد نبوی کے اندر محفل میلاد کروایا کرتے تھے۔ ایک دن وہ اپنے شاگرد مولانا شیخ عبدالحق محدث الہ آبادی مہاجر مکی سے کہنے لگے کہ محفل میلاد کے جواز پر مستقل کتاب لکھو تاکہ بعض لوگوں کے شکوک دور ہو جائیں۔ یہ ۱۲۸۷ھ کی بات ہے۔ چنانچہ شیخ الہ آبادی نے الدرا لمنتظم فی مولد النبی المعظم، کتاب لکھی جو اپنے موضوع پر واقعتاً لاجواب تحقیقی شاہکار ہے، دیکھیے یہی کتاب الدرا لمنتظم صفحہ ۱۰۳ تا ۱۰۴ یہ کتاب ۱۳۰۷ میں ہندوستان سے چھپی تھی اب اس کا اصل کے مطابق عکس چھپ کر بازار میں آگیا ہے۔ اس کے آخر میں تقاریظ میں سے حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ کی بھی ایک تقریظ ہے۔

اس کتاب میں مولوی اسماعیل دہلوی صاحب کا بڑے احترام کے ساتھ تذکرہ کرتے ہیں اور بتلاتے ہیں کہ مولوی اسماعیل صاحب سے مولوی رشید الدین خان مرحوم نے چودہ سوال کیے تھے جس کا انہوں نے جواب لکھا جو ہمیں دستیاب ہوا آگے شیخ عبدالحق صاحب نے تیرھویں سوال و جواب کی عبارت تحریر کی ہے۔ شیخ صاحب کی تحریر کے الفاظ یہ ہیں۔

الدر المنظم

حضرت مولانا جناب مولوی اسماعیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

در جواب استفتاء چہاردہ کہ مولانا مولوی رشید الدین خاں صاحب مرحوم

نمودہ بودند افادہ فرمودہ در جواب استفتاء سیزدہم کہ عبارتش بعینہا اینست۔ سیزدہم۔ انکہ اعراب قرآن بدعت است یانہ واگر ہست حسنہ است یا سیئہ، و ایں جمع قرآن بحکم قرآن بود یا بکدام حدیث رسول اللہ ﷺ یا بحکم ہر دو بود و پس بدعت است یانہ و ہمچنیں ہر حکمے کہ از نص قرآن شریف یا ظاہر احادیث متن نبود بدعت است یانہ۔ جواب از سیزدہم۔ آنکہ اعراب قرآن بدعت حسنہ است کہ صحت قرأت عجمیان بل عربیانِ حال بر آں موقوف است لیکن جمع قرآن ظاہر آنہ بحکم کدام آیت قرآنی است و نہ بحکم کدام حدیث نبوت، پس بدعت باشد لیکن بدعت حسنہ، چراکہ مقصود و از اں ضبط و حفظ قرآں است از ضیاع و غلط و درحسن بودن بعضے از بدعات شبہ نیست و اثبات آں از اکثر احادیث نمیتواں نمود۔ مثل من سن سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل بها۔ وتقیید بدعت مردود بہ بدعت ضلالت چنانچہ کہ در حدیث است من ابتدع بدعة ضلالة لا يرضاه الله و رسوله الحديث و حديث من احدث فی امرنا هذا ما ليس فيه فهو رد۔ چہ ازاں مردود بودن بدعتے ثابت شود کہ تعلقے بدین نداشتہ باشد، پس بدعتے کہ اصل آن از شرع ثابت باشد مثل اخذ تسبیح و تراویح حسنہ باشد، پس حکمے کہ از نص صریح قرآن و حدیث ثابت نہ باشد بہ دو قسم است، یکے بدلیل شرعی دیگر مثل اجماع و قیاس ثابت شود یا اصلے شرعی داشتہ باشد آں خود ہرگز بدعت سیئہ نیست بلکہ چوں بدلیل شرعی و بحکم آیت کریمہ اليوم اكملت

لکم دینکم قواعد استنباط وغیر آں در دین داخل است در سنت
یا بدعت حسنہ کہ در معنیٰ سنت است داخل باشد بلکہ بعمل آوردن بعضے
بدعات حسنہ فرض کفایہ چنانکہ در کتب بسیار مصرح است منجملہ آں فتح
المبین شرح اربعین امام نووی است از شیخ ابن الحجر ہیتمی کہ در وے
در شرح حدیث خامس گفتہ۔

قال الشافعی رضی اللہ عنہ ما احدث و خالف کتابا
او سنة او اجماعا او اثرا فهو البدعة الضلالة وما
احدث من الخير و لم يخالف شيئا من ذالك فهو
البدعة المحمودة۔

والحاصل ان البدعة الحسنة متفق على ندبها وهي ما
وافق شيئا مما مر ولم يلزم من فعله محذور شرعي و
منها ما هو فرض كفاية كتصنيف العلوم و نحوها
مما مر قال الامام ابو شامة شيخ المصنف رحمة
الله عليه و من احسن ما ابتدع في زماننا ما يفعل
كل عام في اليوم الموافق ليوم مولده صلى الله
عليه وسلم من الصدقات و المعروف و اظهار
النعمة والسرور فان ذلك مع ما فيه من الاحسان
الى الفقراء مشعر بمحبته صلى الله عليه وسلم و
تعظيم جلالته في قلب فاعل ذلك و شكر الله تعالى
على ما من به من ايجاد رسوله الذي ارسله

للعالمین رحمة۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(الدر المنظم شیخ عبد الحق محدث الہ آبادی صفحہ ۱۰۴ تا ۱۰۹)

ترجمہ: (ملخصاً) مولوی محمد اسماعیل دہلوی تیرھویں سوال کے جواب
میں لکھتے ہیں اعراب قرآن بدعت حسنہ ہے کہ اہلِ عجم بلکہ دورِ حاضر
کے اہلِ عرب کی صحت قرأت اس پر موقوف ہے حالانکہ اس کا جواز
کسی آیت یا حدیث سے ثابت نہیں اس لیے یہ ہے تو بدعت مگر
بدعت حسنہ ہے کیونکہ اس کا مقصد قرآن کو ضیاع اور غلطی سے بچانا ہے
اور بعض بدعات کو حسن قرار دینے سے چارہ نہیں جیسے حدیث
میں ہے کہ جس نے کوئی اچھا طریقہ ایجاد کیا اسے اپنا اور اس طریقے
پر عمل کرنے والے سب لوگوں کا ثواب حاصل ہوگا لہٰذا وہ بدعت کہ
اس کا اصل شرع میں ثابت ہو بدعت حسنہ ہے جیسے تراویح کی
جماعت بلکہ سنت میں داخل ہے۔

امام ابن حجر فتح المبین شرح اربعین نووی میں فرماتے ہیں کہ امام شافعی
نے فرمایا کہ جو نیا کام قرآن و سنت اور اجماع کے خلاف ہو وہ
بدعتِ ضلالت ہے اور جو ایسا نہ ہو وہ بدعتِ محمودہ ہے۔ بلکہ بعض
بدعتِ حسنہ وہ بھی ہے جس پر عمل فرض کفایہ ہے جیسے علوم شرعیہ کا لکھنا۔
چنانچہ خود مصنف (امام نووی) کے استاذ امام ابوشامہ فرماتے ہیں:
"اور ہمارے زمانہ کی یہ بدعت کتنی اچھی ہے کہ ولادت نبی اکرم
ﷺ والے دن صدقات اور اظہارِ فرحت و سرور کیا جاتا ہے اس
میں جہاں غرباء پر احسان ہے وہاں محبتِ رسول کا اظہار بھی ہے اور

یہ شکر الٰہی بھی اللہ نے انہیں رحمت للعالمین بنا کر مبعوث فرمایا۔

نوٹ:

مولوی اسماعیل دہلوی کا یہ فتویٰ مولانا عبدالسمیع رام پوری رحمہ اللہ نے بھی انوارِ ساطعہ میں نقل کیا ہے جو من وعن انہی مذکورہ الفاظ کے ساتھ ہے۔ اس فتویٰ سے دو باتیں امر صاف طور پر ثابت ہوتے ہیں۔

(۱) محفل میلاد، عرس، گیارھویں وغیرہ جیسے اچھے کاموں کو جو لوگ بدعت ضلالت کہتے ہیں غلط کہتے ہیں۔ اس لیے کہ انہوں نے بدعت کی تعریف ہی نہیں سمجھی۔

(۲) مولوی اسماعیل دہلوی نے امام ابوشامہ کا قول و من احسن ما ابتدع فی زماننا الخ نقل کر کے فتویٰ دے دیا کہ محفل میلاد نہایت ہی اچھی اور احسن بدعت ہے جو کارِ ثواب بھی ہے اور رسولِ کریم سے محبت کا اقرار بھی۔

مولوی اسماعیل دہلوی کا غیر مقلدین اور دیوبندی علماء کے ہاں مقام و مرتبہ

ارواحِ ثلاثہ میں مولوی اشرف علی تھانوی صاحب لکھتے ہیں مولوی اسماعیل دہلوی اتنے بڑے حق گو تھے کہ شہنشاہوں کے درباروں میں بھی رؤس الاشہاد حاکم وقت کو ٹوک دیتے تھے۔ دیکھیے ارواحِ ثلاثہ صفحہ ۵۵ آگے صفحہ ۷۸ پر لکھتے ہیں کہ ان کے مقابلہ میں ایک عالم مناظرہ کے لیے آیا اور اگلے دن مرگیا۔ گویا اتنے مقبولِ درگاہِ اللہ تھے۔

(۵) بانی دارالعلوم دیوبند مولوی محمد قاسم نانوتوی صاحب کا جوازِ محفل میلاد پر فتویٰ

ارواحِ ثلاثہ

فرمایا (مولوی محمود الحسن مدرس دیوبند نے) سیوہارہ میں ایک جماعت میں جن میں مسئلہ مولد پر تنازع ہو رہا تھا مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کہ اس وقت وہاں تشریف رکھتے تھے مولود کے بارہ میں دریافت کیا تو فرمایا کہ بھائی نہ تو اتنا برا ہے جتنا لوگ سمجھتے ہیں اور نہ اتنا اچھا ہے جتنا لوگ سمجھتے ہیں۔

(ارواحِ ثلاثہ (مولوی اشرف علی صاحب تھانوی) حکایت ۲۷۵ صفحہ ۲۴۶ طبع دارالاشاعت کراچی)

اس عبارت کا سیدھا سادھا مفہوم یہ ہے کہ جشن میلاد نہ تو اتنا برا ہے کہ اسے ممنوع یا حرام کہا جائے جیسا کہ بعض لوگ کہتے ہیں اور نہ اتنا اچھا ہے کہ فرض یا واجب قرار دیا جائے جیسا کہ بعض لوگوں نے قرار دے رکھا ہے۔ بلکہ یہ ایک جائز کام ہے نہ اس کی ممانعت کرنی چاہیے اور نہ ہی اس کے تارکین کو برا کہا جائے، جو شخص محفل میلاد کرنا چاہتا ہے اسے روکا نہ جائے اور جو نہیں کرتا اسے مجبور نہ کیا جائے۔ یہی اہل سنت کا موقف ہے

اس عبارت سے صاف صاف معلوم ہوگیا کہ مولوی محمد قاسم نانوتوی کے نزدیک جشنِ میلاد النبی ﷺ ایک جائز کام ہے۔

منتظمین مدرسہ دیوبند اہالیانِ دیوبند اور مولوی قاسم نانوتوی محفل میلاد النبی ﷺ میں شریک ہوتے تھے

کتاب الدر المنظم جس کا بیان پیچھے گزر چکا ہے پر تقریظات میں جہاں حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کی تقریظ ہے وہاں مولانا مولوی عبد اللہ صاحب دامادِ مولوی محمد قاسم نانوتوی کی بھی تقریظ ہے ذیل میں مولوی عبد اللہ صاحب کی تقریظ میں سے چند سطور لکھی جاتی ہیں۔

"ہاں اس قدر گذارش ضروری ہے کہ جو کچھ مصنف مدظلہٗ نے در باب جواز میلاد فخر عباد تحریر فرمایا وہی مسلک قولاً وفعلاً ہندوستان کے مشاہیر علماء کا سلف سے لے کر خلف تک رہا ہے چنانچہ جناب مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی و مولانا مولوی احمد علی محدث اور مولانا مولوی مفتی عنایت احمد و مولانا عبد الحی رحمہم اللہ تعالیٰ و استاذنا مولوی مفتی عنایت احمد و مولانا عبد الحی رحمہم اللہ تعالیٰ و استاذنا مولوی لطف اللہ و مولانا مولوی ارشاد حسین و مولانا الحافظ الحاج محمد ملاں نواب رحمہم اللہ کا اسی پر عمل رہا ہے اور نیز زبدۃ الفضلاء استاذ العلماء مولانا مولوی محمد یعقوب صاحب مرحوم مدرسِ اعلیٰ مدرسہ عربیہ دیوبند خاص دیوبند میں بارہا محفل میلاد میں شریک ہوئے اور بحالت قیام قاری و سامعین قیام بھی فرمایا۔۔۔ ماسوا اس کے سلالہ خاندان جامع الشریعہ والطریقہ سید محمد عابد مہتمم مدرسہ دیوبند نے خاص مولانا ممدوح سے خاص اپنے مکان پر ذکر ولادتِ شریف بطریق وعظ کرایا اور شیرینی بھی تقسیم فرمائی اور نیز نکہت الفضلاء مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ ناظم مدرسہ مذکور کہ زبانی کرۃ مرۃ سنایا گیا ہے کہ ذکر ولادت باسعادت موجب خیر و برکت ہے اور خاص مولانا بھی بعض بعض جگہ مجلس میلاد میں شریک

ہوئے چنانچہ پیر واجد علی صاحب دیوبندی جو مولانا کے مرید اور مولد خاں ہیں اس امر کے شاہد، پس یہ جو بعض اشخاص بلا تحقیق اہالیانِ مدرسہ دیوبند کو اپنی تحریرات میں مانعین ذکر ولادتِ باسعادت سے ٹھہراتے ہیں سراسر بے جا ہے اور اتہام عظیم ہے۔ واللہ اعلم (الدر المنظم صفحہ ۱۵۴ تا ۱۵۶ شیخ عبد الحق محدث الہ آبادی)

دعوتِ فکر

مذکورہ عبارات سے معلوم ہو گیا کہ تقریباً پورا ولی اللّٰہی خاندان جشن میلاد النبی ﷺ کے جواز کا قائل ہے اور یہ بات کوئی ڈھکی چھپی نہیں کہ سارے دیوبندی اس خاندان کے نمک خوار اور ریزہ چین ہیں اگر جشنِ میلاد النبی ﷺ منانا گمراہی اور بدعت ہے تو یہ فتویٰ حضرت شاہ ولی اللہ سے لے کر شاہ محمد اسماعیل تک سب پر جاری ہوگا، تو یہ کیا حماقت ہے کہ جس خاندان سے دیوبندیوں نے علم حاصل کیا اسے ہی گمراہ بنا ڈالا۔

ع نمک خوردی نمک داں راشکستی

اس لیے کہنا پڑتا ہے کہ جشن میلاد کے خلاف یہ فتویٰ ہی غلط ہے۔ اے کاش آج کے دیوبندی علماء کو حق بات تسلیم کرنے کا حوصلہ مل جائے اور فتنہ ختم ہو جائے۔

(۶) سابق صدر جمعیت علماء اسلام پاکستان مولوی مفتی محمود میاں محمد طفیل امیر جماعت اسلامی دیوبندی علماء نے میلاد النبی ﷺ کے جلوس میں شرکت اور قیادت کی

روزنامہ نوائے وقت شمارہ ۱۱ فروری ۱۹۷۹ء بمطابق ۱۲ ربیع الاول ۱۳۹۹ھ میں اس دور کے سیاسی متحدہ محاذ "قومی اتحاد" کے تحت بارہ ربیع الاول شریف کے دن

نکالے جانے والے جلوسِ میلاد النبی ﷺ کی اخباری رپورٹ کا تراشہ ہمارے پاس محفوظ ہے۔ جس کے الفاظ درج ذیل ہیں:

"قومی اتحاد کے زیرِ اہتمام عظیم الشان جلوس"

پاکستان قومی اتحاد کے زیرِ اہتمام آج سہ پہر عید میلاد النبی ﷺ اور ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کا خیر مقدم کرنے کے لیے ایک عظیم الشان جلوس نکالا گیا، اس جلوس نے تحریکِ نظامِ مصطفیٰ کی یاد تازہ کر دی، جلوس نماز عصر کے بعد جامع مسجد نیلا گنبد سے شروع ہوا اور شاہراہ قائداعظم پر مسجد شہداء میں نماز مغرب کے بعد پرامن طور پر منتشر ہوگیا۔ پاکستان قومی اتحاد کے صدر مولانا مفتی محمود نائب صدر نوابزادہ نصر اللہ خاں اور جماعت اسلامی کے امیر میاں محمد طفیل نے جلوس کی قیادت کی مسجد شہداء میں نماز مغرب کے بعد جلوس کے شرکاء نے ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کے اعلان کے پرمسرت موقع پر خداوند تعالیٰ کے حضور سجدہ شکر ادا کیا، اور دو رکعت نماز شکرانہ ادا کی۔

جلوس میں۔۔۔علماء کونسل پاکستان کے صدر مولانا علیک الرحمان سیکرٹری جنرل مولانا احسان اللہ فاروقی مسٹر سعید الحق صدیقی مولانا سیف الدین شامل تھے۔ جلوس کے آگے سینکڑوں سکوٹر و موٹر سائیکل سوار تھے۔ جن میں بہت سے نوجوانوں نے ہاتھ میں کلمہ طیبہ کا پرچم اٹھا رکھا تھا۔

مذکورہ جلوس سے پہلے جامع مسجد نیلا گنبد میں جلسہ میلاد النبی ﷺ منعقد ہوا جس میں مفتی محمود صاحب نے تقریر فرمائی۔ ہمارے پاس جلسہ کی تصویر موجود ہے جس

میں مفتی صاحب سرد موسم کی وجہ سے چادر اوڑھے منبر پر بیٹھ کر تقریر کر رہے ہیں اور تصویر کے نیچے یہ تحریر لکھی ہوئی ہے:

"قومی اتحاد کے صدر مفتی محمود مسجد نیلا گنبد میں عید میلاد النبی (ﷺ) کے جلسہ سے خطاب کر رہے ہیں۔ اس جلسہ کے بعد جلوس نکالا گیا۔"

یہ تصویری تراشہ بھی نوائے وقت ۱۱ فروری ۱۹۷۹ء کا ہے اور یہ بھی یاد رہے کہ اس جلسہ اور جلوس کا قبل ازیں پورا اہتمام کیا گیا تھا باقاعدہ اخبارات میں تشہیر کی گئی تھی چنانچہ نوائے وقت لاہور ۹ فروری ۱۹۷۹ء کا تراشہ بھی ہم نے اپنی نوٹ بک میں چسپاں کیا ہوا ہے۔ جس کے الفاظ یہ ہیں:

"مفتی محمود اور نصر اللہ خاں جلوس کی قیادت کریں گے

لاہور ۹ فروری (پ پ) قومی اتحاد کے صدر مولانا مفتی محمود اور نائب صدر نوابزادہ نصر اللہ خاں کل ۴ بجے نیلا گنبد سے نکلنے والے میلاد النبی (ﷺ) کے جلوس کی قیادت کریں گے، یہ جلوس مسجد شہداء پہنچ کر ختم ہو جائے گا۔ قبل ازیں جلسہ ۲ بجے شروع ہوگا۔"

(۷) ربوہ (چنیوٹ) میں دیوبندی علماء کے پیر طریقت مولانا خان محمد آصف کندیاں اور اولادِ عطاء اللہ شاہ بخاری کا سالانہ جلوس میلاد النبی ﷺ

قارئین یہ سن کر ورطۂ حیرت میں ڈوب جائیں گے کہ ربوہ میں دیوبندی علماء ہر سال پابندی کے ساتھ بارہ ربیع الاول شریف کے دن میلاد النبی کا جلوس نکالتے

ہیں۔ جس میں ان کے بڑے بڑے جلیل القدر اساتذہ شریک ہوتے ہیں، اور اس سالانہ جلوس کی باقاعدہ اشتہارات اور اخباری اعلانات کے ذریعہ تشہیر کی جاتی ہے۔ تاکہ لوگ زیادہ سے زیادہ شریک ہوں ہمیں ۱۹۸۴ اور ۱۹۸۵ء کے اخباری تراشے ملے ہیں جو ہم نے محفوظ کر لیے ہیں، تراشے درج ذیل ہیں:

۱- روزنامہ جنگ لاہور ۲۴ دسمبر ۱۹۸۴ء بمطابق ۷ ربیع الاول بروز جمعۃ المبارک میں لکھا ہے:

”ربوہ میں عید میلاد النبی ﷺ کا جلوس عطاء المحسن بخاری کی قیادت میں نکالا جائے گا۔

کسووال (نامہ نگار) کالعدم مجلس احرار کے راہنما مولانا عبدالعلیم رائے پوری نے اعلان کیا ہے کہ ۲۹ دسمبر کو عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر ربوہ میں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری مرحوم کے فرزند سید عطاء المحسن بخاری کی قیادت میں فرزندانِ توحید روایتی شان و شوکت کے ساتھ جلوس نکالیں گے، جس میں ملک بھر سے عاشقانِ ختم نبوت بڑی تعداد میں شرکت کریں گے۔“

۲- روزنامہ نوائے وقت ۴ نومبر ۱۹۸۵ء بروز پیر میں لکھا ہے:

”ایک روزہ ختم نبوت کانفرنس۔

چنیوٹ ۳۰ نومبر (نامہ نگار) خطیب مسجد احرار صدیق آباد قاری اللہ یار راشد نے بتلایا ہے کہ تحریک تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام مسجد احرار صدیق آباد (ربوہ) میں ۱۲ ربیع الاول ۲۶ نومبر کو ایک روزہ ختم

نبوت کانفرنس منعقد ہوگی اور عید میلاد النبی ﷺ کے سلسلہ میں ایک جلوس بھی نکالا جائے گا۔ کانفرنس اور جلوس کی تیاریاں شروع ہو چکی ہیں۔ کانفرنس میں ملک سے متعدد مرکزی علماء شرکت کریں گے، کانفرنس اور جلوس کا افتتاح مولانا خان محمد آصف کندیاں شریف امیر مرکز مجلس تحفظ ختم نبوت کریں گے۔ جلوس ربوہ کے مین بازار سے گزر کر بخاری مسجد میں اختتام پذیر ہوگا۔“

(۸) مولوی عبدالرحمان صاحب شیخ الحدیث و نائب مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور کا جشنِ میلاد النبی ﷺ کے جواز میں فتویٰ

روزنامہ جنگ جمعہ میگزین میں دینی مسائل اور ان کا حل کے ہفت روزہ کالم میں مولوی عبدالرحمان صاحب دینی مسائل کا جواب دیتے ہیں، چنانچہ اس کے دو اقتباس پیش خدمت ہیں۔ اصل اخباری تراشے ہمارے پاس نوٹ بک میں چپاں موجود ہیں۔

۱- روزنامہ جنگ جمعہ میگزین ۲۷ فروری ۱۹۸۷ء میں ہے:

(ا) عبدالغفار شیخوپورہ۔

س: ۱۲ ربیع الاول حضور ﷺ کی پیدائش کا اور وفات کا دن ہے ایک طرف تو خوشی ہے اور دوسری طرف غمی ہے کیا اس دن جشن منانا جائز ہے یا کہ غمی اور افسوس کرنا بہتر ہے؟

ج: حضور ﷺ انتقال کے بعد بھی زندہ ہیں بلکہ پہلی سے انتقال کے بعد کی حیات زیادہ قوی ہے۔ اس لیے غمی کا سوال پیدا نہیں ہوتا

"یہ بھی اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے۔"

۱۔ جمعہ میگزین ۵ جون ۱۹۸۷ء میں ہے:

س: کیا عید میلاد النبی ﷺ پر جلوس نکالنا جائز ہے۔

ج: اگر اس کو دین کا جزء نہ سمجھا جائے تو جائز ہے۔"

باب سوم

جشن میلاد النبی ﷺ پر اعتراضات اور ان کے جوابات

قبل ازیں ہمارا خیال تھا کہ جشن میلاد النبی ﷺ کے جواز پر قرآن وحدیث کی روشنی میں صرف دلائل ذکر کرنے پر اکتفا کیا جائے۔ مگر بعض دوستوں نے مشورہ دیا کہ اس کے ساتھ ساتھ مخالفین میلاد کے اعتراضات کا رد بھی لکھنا چاہیے۔ چنانچہ قلیل الفرصتی کے باوجود ہم نے باب سوم کا اضافہ کر دیا۔ چنانچہ اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے چند کثیر الوقوع اعتراضات کا ردپیشِ نظر ہے۔ اللہ قبول فرمائے۔

وما توفیقی الا باللہ الخ۔

اعتراض اول

جشن میلاد النبی بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے

دیوبندی واہلِ حدیث علماء نے یہ سبق خوب رٹا ہوا ہے کہ جشنِ میلاد النبی ﷺ بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے مگر یاد رکھنا چاہیے کہ ہر بدعت ضلالت نہیں بدعت کی متعدد اقسام ہیں جو بدعت ضلالت ہے ائمہ دین نے اس کی متعدد تعریفات و تشریحات لکھی ہیں جو ہم پیش کرتے ہیں۔

جواب اول

بدعتِ ضلالت کی پہلی تعریف

وہ نیا کام جو قرآن وحدیث کی نص کے خلاف ہو

امام شافعی اور علامہ حلبی

علامہ حلبی اپنی سیرت انسان العیون المعروف سیرت حلبیہ میں فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کی ولادت شریف کا ذکر سن کر لوگو کا کھڑا ہو جانا اگرچہ بدعت ہے مگر بدعتِ حسنہ ہے۔ عربی عبارت پہلے گزر چکی ہے۔ آگے بدعت سے متعلقہ احادیث پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں:

ولا ینافی ذٰلك قوله صلى الله عليه وسلم ایاکم و محدثات الامور فان کل محدثة بدعة و کل بدعة ضلالة و قوله صلى الله عليه وسلم من احدث فی امرنا هٰذا مالیس منه فهو ردٌّ علیه۔ لان هٰذا عام ارید به الخاص۔ فقد قال امامنا الشافعی قدس الله سره العزیز من احدث و خالف کتابا او سنة او اجماعًا او اثرًا فهو البدعة الضلالة وما احدث من الخیر و لم یخالف ذٰلك شیئًا فهو البدعة المحمودة۔

(انسان العیون المعروف سیرت حلبیہ علامہ علی بن برحان الدین حلبی جلد اول صفحہ ۱۳۶)

ترجمہ: اور اس (قیام میلاد النبی ﷺ) کے خلاف نہیں ہے نبی ﷺ کا یہ فرمان کہ نئے کاموں سے بچو کیونکہ ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر

بدعت گمراہی ہے اور نبی ﷺ کا یہ فرمان بھی اس کے خلاف نہیں کہ جس نے ہمارے اس دین میں کوئی نیا کام جاری کیا جو اس دین میں سے نہیں ہے، تو وہ مردود ہے، کیونکہ آپ کا یہ فرمان ایسا عام حکم ہے جس سے بعض افراد خاص کر لیے گئے ہیں۔ چنانچہ امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا جس نے کوئی ایسا کام جاری کیا جو قرآن کی کسی آیت کسی سنتِ رسول یا اجماع یا کسی اثر کے خلاف ہو تو وہ گمراہی والی بدعت ہے اور جو بھلائی کا نیا کام جاری کیا جائے اور ان پڑوں چیزوں کے خلاف نہ ہو وہ بدعتِ محمودہ ہے۔

نوٹ: امام شافعی رحمہ اللہ کے مذکورہ فرمان نے اعتراض میں مذکورہ احادیث کا مفہوم خوب واضح کر دیا ہے کہ دین میں وہ نیا کام بدعت ضلالت ہے جو قرآن کی کسی آیت یا نبی ﷺ کی کسی سنت کے خلاف ہو۔ مگر جب بھی کوئی ایسا نیک کام اور عمل خیر شروع کیا جائے جو قرآن وسنت کے خلاف نہ ہو تو وہ بدعتِ محمودہ ہے جسے عام طور پر بدعت حسنہ کہا جاتا ہے۔

امام ابن اثیر

الابتداع ان کان فی خلاف ما امر اللہ بہ و رسولہ فھو فی حیز الذم والانکار و ان کان واقعاً تحت عموم ما ندب الیہ و حض علیہ رسولہ فھو فی حیز المدح و ان لم یکن مثالہ موجوداً کنوع من الجود والسخا و فعل المعروف فھذا فعل من

الافعال المحمودۃ لم یکن الفاعل قد سبق علیہ لا یجوز ان یکون ذلک فی خلاف ما ورد الشرع بہ لان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد جعل لہ فی ذالک ثوابا فقال من سن سنۃ حسنۃ کان لہ اجرھا و اجر من عمل بھا و قال فی ضدہ من سن سنۃ سیئۃ کان علیھا و زرھا و وزر من عمل بھا و ذلک اذا کان فی خلاف ما امر اللہ بہ و رسولہ۔ الخ

(جامع الاصول (امام ابن اثیر)

ترجمہ: بدعت جاری کرنا (یعنی کوئی نیا کام شروع کرنا) اگر اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے خلاف ہو تو قابل مذمت و انکار ہے اور اگر وہ بدعت اس زمرے میں آئے جس کو شرع نے بہتر قرار دیا اور نبی ﷺ نے اس کی ترغیب دلائی تو وہ قابل تعریف ہے اگرچہ قبل ازیں (یعنی دورِ رسالت و دورِ صحابہ میں) اس کی مثال موجود نہ ہو تو جیسے جود وسخا کا کوئی بھی نیا طریقہ اور بھلائی کا کوئی بھی دوسرا کام ہے۔ یہ سب افعال محمودہ ہیں اگرچہ قبل ازیں انہیں کسی نے نہ کیا ہو۔ لیکن اس کے لیے یہ کہنا جائز نہیں کہ وہ خلافِ حکم شریعت ہو کیونکہ اس (نیک کام جاری کرنے والے) کے لیے نبی ﷺ نے ثواب کا ارشاد فرمایا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں جس نے کوئی اچھا کام جاری کیا اسے اپنا بھی اجر ملے گا اور اس پر عمل کرنے والوں کا بھی اس کے برعکس ہیں۔ یہ فرمایا کہ جس نے کوئی برا طریقہ جاری کیا

اسے اپنا گناہ بھی ہوگا اور اس کے طریقہ پر عمل کرنے والوں کا بھی
اور یہ اسی وقت ہوسکتا ہے جب وہ اللہ اور اس کے رسول کے حکم
کے خلاف ہو۔

امام شافعی اور امام ابن اثیر رحمہما اللہ کے ارشادات سے یہ بھی واضح ہوگیا کہ ہر بدعت بدعتِ ضلالت نہیں، بلکہ بدعت کی دو اقسام ہیں۔(۱) بدعت ضلالت جو خلافِ شرع ہو اور (۲) بدعتِ محمودہ، جو شرع کے خلاف نہ ہو اور ان افعالِ حسنہ کے زمرہ میں شمار ہوتی ہو جنہیں شرع نے پسند کیا ہے جیسے راہِ خدا میں خرچ کرنے کا کوئی بھی نیا طریقہ ہے۔

جشنِ میلاد النبی ﷺ اصولاً قرآن وحدیث کے خلاف نہیں

جشنِ میلاد النبی ﷺ کی حقیقت صرف یہ ہے کہ آپ کی ولادت کی خوشی میں اجتماع کیا جائے قرآن کی تلاوت ہو آپ کی شان میں نعتیں پڑھی جائیں آپ کی سیرت بیان کی جائے۔ درود وسلام ہو اور پھر تمام حاضرین کو سادہ یا پرتکلف کھانا کھلایا جائے۔ اسے محفلِ میلاد النبی ﷺ کہا جاتا ہے اور آج کل جشن میلاد النبی میں یہ امر بھی بطورِ مندوبیت داخل ہے کہ آپ کے یومِ ولادت پر اہلِ اسلام درود وسلام کا ورد کرتے ہوئے یا کلمہ طیبہ کا ذکر کرتے ہوئے جلوس کی شکل میں پیدل یا سوار ہو کر بازاروں میں نکل آئیں اور خدا و رسول کے نام کے نعرے لگاتے ہوئے گذرتے جائیں اور دیکھنے والوں کے خانہ ہائے دل میں شمعِ محبتِ رسول جلاتے جائیں، اسے جلوسِ میلاد النبی ﷺ کہا جاتا ہے۔

جشنِ میلاد کی حقیقت صرف اسی قدر ہے۔ باقی اگر کچھ لوگ محفلِ میلاد یا جلوسِ

میلاد میں شرع کے خلاف کوئی کام کرتے ہیں تو وہ ان کا ذاتی فعل ہے جس کا جشنِ میلاد کی حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ اسی طرح ہے جیسے کوئی نماز میں آدابِ نماز کا خیال نہ رکھے یا روزہ رکھ کر خلافِ شرع حرکتیں کرتا پھرے یا دورانِ ادائیگی حج نماز ترک کرے جھوٹ بولے اور یہ آج کل عام ہوتا ہے۔

آئیے امام جلال الدین سیوطی کی زبان سے جشنِ میلاد کی حقیقت سن لیں۔

جشنِ میلاد کی حقیقت بقولِ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

الحاوی للفتاوٰی

ان اصل عمل المولد هو اجتماع الناس و قراءة ما تيسر من القرآن و رواية الاخبار الواردة في مبدء امر النبي صلى الله عليه وسلم وما وقع فيه من الآيات ثم يمد لهم سماطا يأكلون منه و يتفرقون من غير زيادة على ذلك من البدع الحسنة التي يثاب صاحبها لما فيه من تعظيم قدر النبي صلى الله عليه وسلم و اظهار الفرح والاستبشار بمولده الشريف.

(الحاوی للفتاوٰی جلد اول صفحہ ۱۹۴ رسالہ حسن المقصد فی عمل المولد)

ترجمہ: جشنِ میلاد کی حقیقت یہ ہے کہ لوگ جمع ہوں، مقدور بھر قرآن شریف کی تلاوت کریں نبی ﷺ کی ولادت اور دورِ ابتداء کے متعلق روایات بیان کریں اور اس پر ظاہر ہونے والی آیاتِ قدرت کا بیان کریں، پھر کھانا لگا دیا جائے اور لوگ کھا کر چلے جائیں۔

ان مذکورہ بدعاتِ حسنہ پر کوئی (خلافِ شرع) زیادتی نہ کی جائے ان بدعاتِ

حسنہ پر ثواب ملتا ہے، کیونکہ ان سے تعظیمِ رسول ﷺ کا فرض پورا ہوتا ہے اور آپ کے میلاد پر اظہارِ مسرت وخوشی بھی ہوتا ہے۔

جشنِ میلاد کی حقیقت بقول امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۶۴۳

لازال اهل الاسلام فی سائر الاقطار والمدن الکبار یشتغلون فی شهر مولده صلی الله علیه وسلم بعمل الولائم البدیعة المشتمله علی الامور البهجة الرفیعة یتصدقون فی لیالیه بانواع الصدقه و یظهرون السرور و یزیدون فی المبرات و یعتنون بقراءة مولده الکریم و یظهر علیهم من برکاته فضل عمیمٌ۔

(سیرت حلبیہ جلد اول صفحہ ۱۳۷ باب ذکر مولدہ ﷺ) (روح البیان جلد ۹، صفحہ ۵۶ زیر آیت محمد رسول اللہ الخ)

ترجمہ: اہلِ اسلام تمام آفاقِ عالم میں بڑے بڑے شہروں میں ماہِ میلاد النبی ﷺ کے دوران بڑی پُرتکلف دعوتیں کرتے ہیں جو کہ باعظمت و بابرکت امور پر مشتمل ہوتی ہیں۔ ماہِ میلاد النبی کی راتوں میں مختلف صدقات وخیرات کرتے ہیں اظہارِ مسرت کرتے ہوئے مختلف اعمالِ حسنہ بجالاتے اور نبی ﷺ کا میلاد مبارک پڑھتے ہیں جس کی وجہ سے ان پر اللہ کا فضلِ عمیم قائم رہتا ہے۔

نتیجہ:

دونوں عبارات سے صاف معلوم ہوگیا کہ جشنِ میلاد النبی ﷺ کی حقیقت صرف

یہ ہے کہ آپ کی ولادت کی خوشی میں اعمالِ حسنہ کیے جائیں صدقات وخیرات کی کثرت کی جائے آپ کی سیرت بیان میں زیادہ سے زیادہ خرچ کیا جائے قرآن کی تلاوت کی جائے آپ کی سیرت بیان کی جائے اور احباب واقرباء کی دعوت کی جائے وغیرہ۔

بتلائیے ان میں سے کون سا عمل خلافِ شرع ہے بلکہ یہ تمام کام ایسے ہیں جن کی بجا آوری اللہ اور اس کے رسول کو پسند ہے اس لیے امام شافعی، امام ابن کثیر، امام جلال الدین سیوطی اور امام سخاوی کے فتویٰ کے مطابق جشنِ میلاد بدعتِ ضلالت نہیں بدعتِ محمودہ ہے۔

چیلنج:

جب آپ نے ملاحظہ کرلیا کہ بدعتِ ضلالت وہ ہے جو قرآن کی کسی آیت یا حضور ﷺ کی کسی حدیث کے خلاف ہو، تو ہم مخالفین جشنِ میلاد کو چیلنج کرتے ہیں کہ کوئی ایسی آیت یا حدیث دکھاؤ جس کا مفہوم یہ ہے کہ جشنِ میلاد النبی منانا ناجائز ہے۔ مگر رب کعبہ کی قسم تم ایسا کبھی نہ کرسکو گے۔

فاتقوا النار التی وقودها الناس والحجارة۔ الخ

جوابِ دوم

بدعتِ ضلالت کی دوسری تعریف

وہ نیا کام جس کی شرع میں کوئی اصل موجود نہ ہو

علامہ ابن حجر کا ارشاد

علامہ ابن حجر اعتراض میں مذکورہ حدیث من احدث الخ کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

قولہ من احدث حدثًا ای فعل فعلًا لا اصل لہ فی الشرع۔

یعنی نبی ﷺ کے ارشاد کہ جس نے کوئی نیا کام جاری کیا۔ کا مطلب یہ ہے کہ ایسا کام شروع کیا جس کی شرع میں کوئی اصل نہیں۔ (مقدمہ فتح الباری فصل خامس)

اسی طرح مقدمہ فتح الباری میں آپ حدیث ایاکم ومحدثات الامور کی تشریح میں لکھتے ہیں:

قولہ محدثتھا بفتح الدال جمع محدثۃ والمراد بھا ما احدث و لیس لہ اصل فی شرع سمی فی عرف الشارع بدعۃ وما کان لہ اصل فی الشرع فلیس بدعۃ والبدعۃ فی عرف الشرع مذمومۃ بخلاف اللغۃ۔

(فتح الباری)

ترجمہ: محدثات جمع ہے محدثۃ کی۔ اس سے مراد وہ کام ہے جو نیا شروع کیا جائے اور شرع میں اس کی کوئی اصل نہ ہو اسے عرفِ شرع بدعت کہتے ہیں، اور جس کام کا شرع میں اصل موجود ہو وہ بدعت نہیں ہوتا کیونکہ اصطلاح شرع میں کسی بُرے کام کو بدعت کہا جاتا ہے البتہ لغت میں وسعت ہے۔

فاضل ابن معین صفی

فان قلت قد اشتھر ان البدعۃ نوعان حسنۃ و سیئۃ فکیف یکون کل بدعۃ ضلالۃ بلا تخصیص؛ قلت المراد من البدعۃ فی الحدیث البدعۃ

الشریعۃ وھی ما لیس لہ دلیل شرعی و کل ما فعلہ الشارع او امر بہ فھو لیس ببدعۃ شرعیۃ۔

(شرح اربعین نووی مصنفہ فاضل ابن معین صفی) (مجموعۃ الفتاوی فارسی، مولانا عبدالحی لکھنوی دیوبندی جلد اول صفحہ ۴۰ کتاب الحظر والاباحۃ مطبع یوسفی لکھنو)

ترجمہ: اگر تم یہ کہو کہ یہ امر بہت مشہور ہے کہ بدعت کی دو قسمیں ہیں حسنہ اور سیئہ تو پھر مطلقاً بلا تخصیص حدیث کے یہ الفاظ کیسے درست ہیں کہ کل بدعۃ ضلالۃ، ہر بدعت ضلالت ہے؟ تو میں کہتا ہوں حدیث میں لفظ بدعت سے مراد بدعت شرعیہ ہے اور بدعت شرعیہ وہ ہوتی ہے جس کے لیے شرع میں کوئی دلیل (یعنی اصل) موجود نہ ہو، اس کے بخلاف وہ کام جو شارع نے کیا یا اس کا حکم دیا ہو وہ بدعتِ شرعیہ نہیں۔

وضاحت:

فتح الباری اور شرح اربعین نووی کی مذکورہ عبارات سے درج ذیل امور ثابت ہوتے ہیں۔

۱- نبی ﷺ نے ہر اس نئے کام کو برا کہا ہے جس کے لیے شرع میں کوئی اصل موجود نہ ہو۔

۲- نبی ﷺ کا ارشاد کل بدعۃ ضلالۃ اپنے عموم پر نہیں بلکہ اس سے مراد بھی وہ نیا کام ہے جس کے لیے کوئی شرعی دلیل اور اصل نہ ہو، لیکن جو نیا کام اعمالِ حسنہ کے زمرہ میں آئے جیسے صدقات وخیرات، ذکر رسول، حضور کی آمد پر خوشی کرنا اور اس آمد کا محفل میں ذکر کرنا وغیرہ ہیں یعنی وہ کام جو نبی علیہ السلام

نے خود بھی کیسے ہیں ان پر اس حدیث کو منطبق کرنا صریح دھوکہ دہی ہے۔

۳- جس نئے کام کے لیے شرع میں اصل نہ موجود ہو اس کو اصطلاح شرع میں بدعت کہتے ہیں کیونکہ شرع میں صرف برے کام کو بدعت کہا جاتا ہے ہاں از روئے لغت اسے بدعت کہا جا سکتا ہے بلکہ از روئے لغت تو اللہ تعالیٰ کو بھی قرآن میں ''بدعت کرنے والا'' کہا گیا ہے بدیع السمٰوٰت والارض زمین و آسمان کو نئی شکل پر بنانے والا اس لیے اگر کسی کام پر محض لغتاً لفظ بدعت کے منطبق ہونے سے وہ کام ناجائز ہو جاتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کا زمین و آسمان بنانا بھی ناجائز کہا جائے گا۔ فیا للعجب۔

آئیے اب ہم دیکھتے ہیں کہ جشنِ میلاد النبی ﷺ کے لیے کوئی شرعی اصل موجود ہے یا نہیں؟ اگر اس کے لیے شرع میں کوئی اصل موجود ہے تو پھر اسے بدعت ضلالت کہنا یا محض بدعت کہنا کہاں تک درست ہے۔

جشن میلاد النبی ﷺ کے لیے شرع میں متعدد اصل موجود ہیں

باب اول کی فصل دوم میں احادیث کی روشنی میں آپ نے ملاحظہ فرمایا ہے کہ نبی ﷺ کے دور میں بھی ذکر میلاد النبی ﷺ کی محفلیں ہوتی تھیں اور فصل پنجم میں نبی علیہ السلام کی تشریف آوری پر خوشی کے جلوس کی اصل بھی آپ نے ملاحظہ فرمائی ہے۔ بڑے اختصار کے ساتھ ہم اس کا اجمال پیش کر رہے ہیں۔

پہلا اصل

حضور ﷺ محفلوں میں اپنا میلاد خود سنایا کرتے تھے

حدیث اول: مسند احمد بن حنبل میں خالد بن معدان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اصحابِ رسول ﷺ نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ہمیں کچھ اپنے بارہ میں ارشاد فرمائیں تو آپ نے فرمایا: میں اپنے والد ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں اور عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت۔

ورأت امی حین حملت کانه خرج منها نورٌ اضاءت له قصور بصرىٰ۔

ترجمہ: اور میری والدہ نے جب مجھے اپنے بطن میں اٹھایا تو انہوں نے دیکھا کہ گویا ان سے ایک نور نکلا ہے جس سے انہیں بصریٰ کے محل نظر آگئے۔

حدیث دوم: امام احمد، بزار، طبرانی، حاکم، بیہقی اور ابو نعیم نے عرباض بن ساریہ سے روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا میں اس وقت اللہ کا ایک بندہ اور خاتم النبیین تھا جب آدم بھی مٹی میں تھے۔

و سأخبركم عن ذالك دعوة ابى ابراهيم و بشارة عيسٰى و رؤيا امى التى رأت و كذالك امهات النبيّين يرين و ان ام رسول الله (صلى الله عليه وسلم) رات حين وضعته نوراً اضاءت له قصور الشام۔

ترجمہ: میں تمہیں بتلاتا ہوں، میں اپنے والد ابراہیم کی دعا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت اور اپنی والدہ کی وہ دید ہوں جو انہوں نے دیکھی اور وہی دید تمام انبیاء کی ماؤں نے دیکھی تھی۔ اور رسولِ خدا کی والدہ نے جب انہیں جنا تو ایک نور دیکھا جس سے انہیں شام کے محلات نظر آگئے۔

حدیث سوم: نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

من کرامتی علی ربی انی ولدت مختوناً لم احدٌ سوئتی۔

اللہ کی طرف سے میری توقیر و تکریم میں سے یہ بات بھی ہے کہ میں ختنہ شدہ پیدا ہوا اور کسی نے میرا ستر نہیں دیکھا۔

(خصائص کبریٰ جلد اول صفحہ ۵۳)(دلائل النبوۃ ابونعیم جلد اول صفحہ ۱۹۳)(مواہب لدنیہ جلد اول صفحہ ۲۷)

دوسرا اصل

صحابہ حضور ﷺ کے سامنے محفل میں آپ کا میلاد سناتے تھے

حدیث اول: صحابی رسول خریم بن اوس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نبی ﷺ کے پاس اس وقت آیا جب آپ غزوہ تبوک سے واپس تشریف لائے ہی تھے۔ میں نے اس وقت سنا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کہہ رہے تھے یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم کیا میں آپ کو آپ کی تعریف نہ سناؤں؟ فرمایا: سناؤ اللہ تعالیٰ تمہارا چہرہ سلامت رکھے۔ آپ نے اشعار پڑھنا شروع کر دیے۔ (ان اشعار کا مختصر ترجمہ یہ ہے)

"جب آدم علیہ السلام جنت میں اپنے وجود پر پتے لگا رہے تھے تو آپ

ان کی صلب میں موجود تھے۔ پھر آپ ان کی پشت میں رہتے ہوئے زمین پر اترے، اور صلب حضرت نوح علیہ السلام میں رہتے ہوئے آپ کشتی میں سوار ہوئے، پھر آپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی صلب میں تھے جب انہیں نار نمرود میں ڈالا گیا اور آپ کی برکت سے نار انہیں جلا نہ سکی۔ پھر جب آپ پیدا ہوئے تو زمین چمک اٹھی اور آپ کے نور سے آفاقِ عالم روشن ہو گئے۔ الخ

(خصائص کبریٰ جلد اول صفحہ ۳۹)(المستدرک (حاکم) جلد سوم صفحہ ۳۲۷)(نشر الطیب مولانا اشرف علی تھانوی صفحہ ۷)

حدیث دوم: بنو تمیم کے لوگ مدینہ طیبہ میں آئے اور حجروں کے پیچھے سے پکارا اے محمد (ﷺ) باہر آؤ ہم اشعار میں اپنے اپنے مفاخر بیان کرنے کا مقابلہ کرتے ہیں آپ نے فرمایا: مجھے شاعر بنا کر نہیں بھیجا گیا ہاں ان کے شاعر نے اپنے مفاخر بیان کیے تو آپ نکلے پہلے حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کو جواب دینے کے لیے ارشاد فرمایا۔ پھر حضرت حسان کو اشارہ کیا۔ انہوں نے اٹھ کر یوں اشعار پڑھے کہ سب پر غالب آگئے (آپ کے اشعار کا مختصر ترجمہ یہ ہے) ہم نے نبی ﷺ کی مدد کی اور اپنا مہمان بنایا خواہ کوئی راضی ہو یا ناراض رہا، وہ ایسا رسول ہے جس کی ساری نسب پاک ہے ہم قریش میں پیدا ہوئے اور خیر و برکت والا نبی بھی قریش میں پیدا ہوا یعنی آلِ ہاشم میں۔ (مواہب لدنیہ مع الزرقانی جلد سوم صفحہ ۳۷۴ الفصل السابع فی خطبایہ وشعرایہ)

اسی طرح حضرت حسان رضی اللہ عنہ کا یہ بھی کلام ہے۔

خلقت مبرأً من کل عیب كأنك قد خُلِقْتَ کما تشاء۔

اے نبی ﷺ آپ ہر عیب سے پاک پیدا کیے گئے گویا آپ کو یوں پیدا کیا گیا جیسا آپ نے خود چاہا، یہ اشعار بھی حضور ﷺ کے میلاد سے متعلق ہیں۔

تیسرا اصل

نبی ﷺ کی تشریف آوری پر اہلِ مدینہ نے جلوس نکالا

حضرت براء روایت کرتے ہیں کہ جب ہم رسولِ اکرم ﷺ کے ساتھ مدینہ طیبہ پہنچے تو اہلِ مدینہ کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔

فصعد الرجال والنسآء فوق البیوت و تفرق الغلمان والخدم ینادون یا محمد یا رسول اللہ یا محمد یا رسول۔

یعنی مرد اور عورتیں مکانوں کی چھتوں پر چڑھ گئے (تاکہ آپ کی آمد کا نظارہ کر سکیں) اور بچے اور نوجوان گلیوں میں بکھر گئے اور نعرہ لگا رہے تھے: یا محمد یا رسول اللہ یا محمد یا رسول اللہ۔ (مسلم شریف جلد دوم صفحہ ۴۱۹ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ دہلی، باب حدیث الہجرۃ)

یہ حدیث مسلم بتا رہی ہے کہ مدینہ طیبہ میں حضور پرنور ﷺ کی آمد پر اہلِ مدینہ کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا اور وہ خوشی میں گلیوں میں نعرے لگاتے پھرتے تھے یا محمد یا رسول اللہ اور بہت سے مرد عورتیں چھتوں پر چڑھ کر سرکارِ دو عالم ﷺ کی سواری کا نظارہ کر رہے تھے۔ گویا آپ کی سواری جلوس کی صورت میں مدینہ پاک میں داخل ہوئی۔

آج اہلِ سنت بھی بارہ ربیع الاول کو اپنے آقا و مولا ﷺ کی تشریف آوری کی خوشی میں کہ آپ رحمت بن کر دنیا میں تشریف لائے خوشی سے جلوس نکالتے ہیں۔ درود

شریف پڑھتے ہوئے نکلتے ہیں اور یا محمد یا رسول اللہ کے نعرے لگاتے ہوئے اور نعت رسول پڑھتے ہوئے گلیوں بازاروں سے گزرتے ہیں۔

چوتھا اصل

یومِ عاشوراء اور یومِ میلاد النبی ﷺ

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کا کلام پیچھے دو مرتبہ فصل سوم اور دوم میں گذر چکا ہے۔

و قد ظهر لی تخریجها علی اصل ثابت وهو ما ثبت فی الصحیحین الخ۔

یعنی میں نے جشن میلاد کو شرع میں ایک ثابت شدہ اصل پر جائز ثابت کیا ہے۔ الخ

آپ کا یہ کلام بڑے بڑے محدثین نے جواز میلاد پر پیش کیا جیسے علامہ سیوطی نے رسالہ حسن المقصد میں علامہ زرقانی نے شرح مواہب میں اور علامہ یوسف نبہانی نے حجۃ اللہ علی العالمین میں۔

نتیجہ: محفل میلاد یا جلسہ میلاد اسی لیے منعقد کیا جاتا ہے کہ آپ کی میلاد کا ذکر خیر کیا جائے اور الحمدللہ اس کا اصل تو خود زبانِ نبوت اور زبانِ صحابہ سے ثابت ہے۔ یعنی محفل میلاد تو دورِ رسالت میں بھی تھی اور آج بھی محفل میلاد ہی ہوتی ہے۔ البتہ طریقہ کار میں فرق ہو سکتا ہے۔ لیکن اصل ایک ہی ہے اس کی مثال یہ ہے کہ دورِ رسالت اور دورِ صحابہ میں آج کل کی طرح دینی ادارے نہ تھے کتابیں پڑھائی نہیں جاتی تھیں امتحانات نہیں ہوتے تھے۔ دستار بندی کے سالانہ جلسے نہیں ہوتے تھے اس لیے یہ سب امور بدعت ہیں لیکن زمانہ نبوی میں اس کا اصل ثابت ہے کیونکہ اصحاب صفہ بھی

گویا دینی طلباء تھے جو مسجد نبوی کے مدرسہ میں زیر تعلیم تھے تو جب یہ اصل ثابت ہو گیا تو دینی اداروں کا قیام ناجائز اور بدعت ضلالت نہ رہا اسی طرح جب نبی ﷺ خود اپنا میلاد محفلوں میں سناتے تھے تو ہمارے لیے بھی ذکر میلادِ رسول کے لیے محفل کا قائم کرنا ناجائز اور بدعت ضلالت نہ رہا۔

جواب سوم

بدعتِ ضلالت کی تیسری تعریف

وہ نیا کام جس کے جواز پر قرآن وحدیث سے کوئی ظاہر یا خفی استدلال نہ ہو

علامہ سید شریف کا ارشاد

علامہ صاحب کی ذات محتاج تعارف نہیں آپ حواشی مشکوٰۃ میں اسی حدیث (من احدث فی امرنا ھذا الخ جسے معترض نے پیش کیا ہے) کی تشریح میں ارشاد فرماتے ہیں:

المعنی ان من احدث فی الاسلام رأیًا لم یکن له من الکتاب والسنة سندٌ ظاهر او خفی ملفوظ او مستنبط فهو مردودٌ علیه۔ (حواشی مشکوٰۃ)

ترجمہ: اس کا معنی یہ ہے کہ جس شخص نے اسلام میں ایسی نئی رائے قائم کی جس کے لیے قرآن وحدیث سے کوئی ظاہر یا خفی دلیل اور کوئی صریح نص یا استنباط نہ تھا تو وہ رائے مردود ہے۔

علامہ ابن حجر کا ارشاد

المراد من قوله صلی الله علیه وسلم من احدث فی امرنا هذا ما لیس منه ما یُنافیه ولا یشهد له قواعد الشرع و ادلته العامة فتح المبین شرح اربعین۔

ترجمہ: نبی ﷺ کے اس ارشاد کہ "جس نے ہمارے اس دین میں نئی چیز ایجاد کی" کا مطلب یہ ہے کہ ایسی چیز جو دین کے منافی ہو یا اس کے لیے شرعی قواعد اور عمومی دلائل گواہی نہ دیں۔

وضاحت:

علامہ سید شریف اور علامہ ابن حجر کی عبارات سے یہ امور ثابت ہوئے کہ

۱- جس بدعت کو نبی ﷺ نے برا کہا اور اسے مردود قرار دیا ہے اس کی تعریف یہ ہے کہ ایسا نیا کام جو دین میں جاری کیا جائے اور اس کے جواز کے لیے نہ تو قرآن وحدیث میں کوئی صریح نص ہو اور نہ ہی کتاب وسنت سے استنباط کے ساتھ اس کا جواز پیدا کیا جا سکے۔

۲- اور اگر کوئی ایسا دینی کام جاری کیا جائے جس کے جواز پر قرآن وحدیث سے ایک یا اس سے زائد دلائل موجود ہوں، شرعی استنباط اس کا جواز ثابت کر رہا ہو اسے بدعتِ ضلالت کہنا بہت بڑی علمی خیانت اور بددیانتی ہے۔

اب آئیے دیکھتے ہیں کہ سالانہ جشنِ میلاد النبی ﷺ کے جواز پر قرآن وسنت سے کوئی استنباط کیا جا سکتا ہے؟ اگر کیا جا سکتا ہے تو پھر مخالفین کا اسے بدعتِ ضلالت کہنا کہاں تک صحیح ہے؟

جشنِ میلاد النبی ﷺ کے جواز پر متعدد شرعی استدلالات موجود ہیں

باب اول میں آپ نے اس موضوع پر ان گنت شرعی دلائل پڑھے ہیں جن میں سے چند ایک کی طرف ہم اشارہ کر دیتے ہیں۔ تاکہ معاملہ خوب ذہن نشین ہو جائے۔

پہلا استدلال

محفلِ میلاد النبی اس چیز کا نام ہے کہ نبی ﷺ کی دنیا میں تشریف آوری کا تذکرہ کرنے کے لیے لوگ جمع ہوں اور آپ کی ولادت کا تذکرہ کیا جائے کیا ایسا کرنا جائز ہے؟ تو قرآن کہتا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم بنی اسرائیل کو جمع کر کے نبی ﷺ کی دنیا میں تشریف آوری کا تذکرہ کیا۔

”اور یاد کرو جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا: اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں اپنے سے پہلی کتاب توراۃ کے تصدیق کرنے والا اور اس رسول کی خوشخبری سنانے والا جو میرے بعد دنیا میں آئے گا اس کا نام ہے: ”احمد“

(سورہ صف مکیہ آیت ۶ پارہ ۲۸ رکوع ۹)

گویا آپ کی دنیا میں تشریف آوری کا تذکرہ کرنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سنت ہے جو اہلِ سنت کے حصہ میں آئی ہے۔ فالحمد للہ علی ذالك۔

دوسرا استدلال

اللہ تعالیٰ نے سورۃ آلِ عمران آیت ۳۵ تا ۳۷ میں حضرت مریم رضی اللہ عنہا کا میلاد بیان فرمایا ہے، سورہ مریم آیت ۱ تا ۱۵ میں حضرت یحییٰ علیہ السلام اور آیت ۱۷ تا آیت ۳۵ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا میلاد بیان فرمایا ہے اور بتلایا ہے کہ ان انبیاء کے میلاد پر اللہ

تعالیٰ نے اپنی کیسی کیسی قدرتوں کا اظہار کیا۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام کے میلاد پر اللہ کی ایک بڑی قدرت یہ ظاہر ہوئی کہ نہایت بوڑھے اور ضعیف ترین میاں بیوی کو یحییٰ علیہ السلام جیسا فرزند دیا گیا۔ حضرت عیسیٰ کے میلاد پر یہ ہوا کہ بن باپ کے بیٹا دے دیا گیا، آپ جس درخت کے نیچے پیدا ہوئے اسے دفعتاً سرسبز اور پھل دار بنا دیا گیا، سخت ٹھوس پتھر سے میٹھا چشمہ جاری ہو گیا اور آپ نے اپنی والدہ کی گود میں گفتگو شروع کر دی۔ وغیرہ

اور محفل میلاد اس لیے منعقد کی جاتی ہے کہ بتلایا جائے نبی ﷺ کے میلاد پر اللہ تعالیٰ نے اپنی کون کون سی قدرت ظاہر فرمائی، دنیا نور سے بھر گئی کعبہ کے بت گر کر ٹوٹ گئے۔ شہنشاہوں کے محل لرزنے لگے۔ آتش کدہ ایران سرد ہو گیا اور اللہ نے سارا سال دنیا والوں کو اپنے حبیب کے میلاد کے صدقے میں لڑکے ہی لڑکے عطا کیے وغیرہ، گویا محفل میلاد حقیقتاً طریقہ خداوندی کی اقامت ہے اور سنتِ الٰہیہ پر عمل داری ہے۔ فالحمد للہ علی ذالك۔

تیسرا استدلال

اللہ تعالیٰ نے لیلۃ القدر میں قرآن نازل فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اے مسلمانو! جب بھی یہ رات آئے تم عبادت کیا کرو تمہیں ایک ہزار مہینہ کی عبادت سے زیادہ ثواب ملے گا، گویا سالانہ جشن نزول قرآن منایا کرو اور نزولِ قرآن جیسی نعمت کا سالانہ یوم مسرت منایا کرو اور ایک جگہ قرآن میں صراحت کے ساتھ فرما دیا گیا:

فبذالك فليفرحوا۔ (سورہ یونس، آیت:۵۷)

یعنی اس قرآن کے ملنے پر خوشی کا اظہار کرو۔

اور یاد رہے کہ نبی ﷺ کا دنیا میں تشریف لانا قرآن کے اترنے سے بھی بڑی

نعمت ہے اس لیے اگر تم قرآن کے تشریف لانے پر سالانہ جشنِ مسرت منایا جا سکتا ہے تو صاحبِ قرآن رسول کی تشریف آوری پر سالانہ یوم مسرت کیوں نہیں منایا جا سکتا۔

نتیجہ:

علامہ ابن حجر اور علامہ سید شریف کی تشریح کے مطابق جس بدعت کو نبی ﷺ نے مردود کہا اس سے مراد وہ نیا کام ہے جس کے جواز پر قرآن و سنت سے کوئی استدلال موجود نہ ہو، جب کہ جشنِ میلاد النبی منانے کے جواز پر متعدد استدلالات موجود ہیں، اس لیے اس جشن کو بدعتِ ضلالت کہنا بہت بڑی زیادتی اور خود بدعتِ ضلالت ہے۔

جواب چہارم

جشنِ میلاد النبی بدعت حسنہ ہے۔ متعدد محدثین امت اور فقہاء اسلام کے فتوے

شیخ امام نووی امام ابوشامہ

و من احسن البدع فی زماننا هذا من هذا القبيل ما كان يفعل بمدينة اربل كل عام فی اليوم الموافق ليوم مولد النبی صلی الله عليه وسلم من الصدقات والمعروف و اظهار الزينة والسرور۔

ترجمہ: یعنی ہمارے زمانہ اسی طرح کی ایک سب سے احسن بدعت وہ جو شہر اربل میں یوم میلاد رسول پر کی جاتی ہے یعنی صدقات و خیرات، اعمال حسنہ بجالائے جاتے ہیں اور اظہار زینت و مسرت کیا جاتا ہے۔

(سیرت حلبیہ جلد اول صفحہ ۱۳۷ طبع بیروت باب ذکر مولدہ ﷺ)

علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ

قد قال ابن حجر الهيتمي والحاصل ان البدعة الحسنة متفق على ندبها و عمل المولد و اجتماع الناس له كذلك اى بدعة حسنة۔

ترجمہ: یعنی امام ابن حجر فرماتے ہیں۔ حاصل کلام یہ ہے کہ بدعت حسنہ بالاتفاق لائق عمل ہوتی ہے اور جشنِ میلاد کرنا اور اس کے لیے لوگوں کا جمع ہونا بھی اسی طرح ہے یعنی بدعت حسنہ ہے۔

امام جلال الدین سیوطی

آپ کا فتویٰ پیچھے دو مرتبہ گذر چکا ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جشنِ میلاد کی حقیقت یہ ہے کہ لوگ جمع ہوں مقدور بھر قرآن پڑھیں۔ میلاد رسول ﷺ کے متعلق کچھ بیان ہو اور آخر میں سب حاضرین کی دعوت کی جائے اور لوگ چلے جائیں۔ یہ سب امور بدعت حسنہ ہیں۔ (الحاوی للفتاویٰ جلد اول صفحہ ۱۹۴)

علامہ علی بن برہان الدین حلبیؒ

و من الفوائد انه جرت عادة كثير من الناس اذا سمعوا ذكر وضعه صلى الله عليه وسلم ان يقوموا تعظيما له صلى الله عليه وسلم و هذا القيام بدعة لا اصل لها اى لكن هى بدعة حسنة لانه ليس كل بدعة مذمومة۔

یعنی خاص فوائد میں سے ایک امر یہ بھی ہے کہ اکثر لوگوں کی عادت جاری ہو

چکی ہے جب (محفل میں) نبی ﷺ کے دنیا میں تشریف لانے اور پیدا ہونے کا ذکر سنتے ہیں تو آپ ﷺ کی تعظیم کے لیے کھڑے ہو جاتے ہیں یہ کھڑا ہونا اگرچہ بدعت ہے مگر بدعت حسنہ ہے کیونکہ ہر بدعت مذمومہ نہیں ہوتی۔

مولانا عبدالحی دیوبندی

آپ نے مجموعۃ الفتاویٰ جلد دوم میں محفل میلاد النبی کے بدعتِ ضلالت ہونے کی لمبی چوڑی اور مدلل تردید کی ہے اور بدعت حسنہ کے اثبات میں طویل کلام کیا ہے اور آخر میں فیصلہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

"ان مقدمات کی تمہید کے بعد کہتا ہوں کہ نفس ذکر میلاد دو وجہوں سے بدعتِ ضلالت نہیں۔ ذکر میلاد اسے کہتے ہیں کہ ذاکر کوئی آیت یا حدیث پڑھے اور اس کی شرح میں کچھ فضائل نبویہ بیان کرے اس کا وجود زمانہ نبوی اور زمانہ صحابہ میں بھی تھا اگرچہ اس نام کے ساتھ نہ تھا۔"

(مجموعۃ الفتاویٰ جلد دوم کتاب الحظر والاباحۃ صفحہ ۱۶۰)

معلوم ہوا مولانا عبدالحی محفل میلاد کو بدعت حسنہ سمجھتے ہیں اسی لیے تو مشہور کتاب انوار ساطعہ فی جواز المولود والفاتحہ کے آخر میں آپ کی پرزور تقریظ موجود ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ جشن میلاد النبی ﷺ پر بدعت ضلالت والی احادیث منطبق کرنا سراسر جہالت یا بددیانتی ہے اور یہ جشن اگرچہ آج کل موجودہ کیفیت کے اعتبار سے بدعت ہے مگر بدعتِ ضلالت نہیں بدعت حسنہ ہے اور بدعت حسنہ کے مندوب ہونے میں کوئی شک نہیں۔

اعتراض دوم

ہر محفل میلاد میں کھڑے ہو کر سلام پڑھا جاتا ہے (قیام تعظیمی کیا جاتا ہے) اور شرعاً ممنوع ہے

پہلی حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

قال لم یکن شخص احبَّ الیھم من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و کانوا اذا رأوہُ لم یقوموا لما یعلمون من کراھیتہ لذالک۔

(ترمذی شریف جلد دوم صفحہ ۱۰۴ مشکوٰۃ شریف صفحہ ۴۰۳)

ترجمہ: فرمایا صحابہ کرام کو کوئی شخص رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر محبوب نہ تھا اور جب وہ آپ کو آتا دیکھتے تو کھڑے نہ ہوتے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ نبی ﷺ کو کھڑا ہونا پسند نہیں۔

دوسری حدیث: عن ابی امامۃ قال خرج رسول اللہ ﷺ متکأ علی عصًا فقمنا فقال لا تقوموا کما یقوم الاعاجم یعظم بعضھم لبعض۔ (ابوداؤد شریف جلد دوم صفحہ ۳۵۴)

ترجمہ: ابی امامہؓ سے روایت ہے کہتے ہیں نبی ﷺ لاٹھی پر سہارا لے کر گھر سے باہر تشریف لائے ہم آپ کے لیے کھڑے ہو گئے۔ آپ نے فرمایا: ایسے کھڑے نہ ہوا کرو جیسے عجمی لوگ کھڑے ہوتے ہیں اور ایک دوسرے کی بڑائی ظاہر کرتے ہیں۔

تیسری حدیث: عن معاویة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من سره ان یتمثل له الرجال قیاما فلیتبوأ مقعده من النار۔

(ترمذی شریف جلد دوم صفحہ ۲، صفحہ ۱۰۴، ابوداؤد شریف جلد ۲ صفحہ ۳۵۴)

ترجمہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جس شخص کو یہ خواہش ہو کہ لوگ اس کی تعظیم کے لیے کھڑے رہیں وہ جہنم میں ٹھکانہ بنائے۔

اور کوئی ایسی محفل میلاد نہیں ہوتی جس کے آخر میں کھڑے ہو کر سلام نہ پڑھا جائے اور یہی وہ قیام تعظیم ہے جو نبی ﷺ کو پسند نہیں، لہٰذا جب محفل میلاد ایسے ناپسند امور پر مشتمل ہو تو اس کے جواز کا فتویٰ کیسے دیا جا سکتا ہے۔

جواب اوّل: اعتراض میں مذکور احادیث کا مفہوم صحیح

یاد رہے اعتراض میں مذکور پہلی حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ نبی ﷺ صحابہ کرام کو تکلف اور بناوٹ سے پاک دیکھنا چاہتے تھے اور ان کے دلوں سے ہر قسم کی جھجک اور گھبراہٹ دور کر کے انہیں زیادہ سے زیادہ قرب عطا فرمانا چاہتے تھے۔ اور حدیث کے الفاظ سے ہی معلوم ہو رہا ہے صحابہ کا نہ کھڑا ہونا صرف اسی لیے تھا کہ انہیں نبی ﷺ کا حکم ملحوظ خاطر تھا ورنہ ان کی محبت کا تقاضا یہ تھا کہ کھڑے ہو جائیں اور جب صحابہ کرام کو ہر قسم کی بناوٹ سے دور رہنے کی تعلیم دی دی گئی تو پھر صحابہ آپ کی تعظیم کے لیے کھڑے بھی ہو جاتے تھے، اور نبی ﷺ انہیں منع بھی نہ کیا کرتے تھے جیسا کہ ابھی آگے آئے گا، چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اشعۃ اللمعات جلد ۴ صفحہ ۳۹ میں یہی تشریح کی ہے۔ اسی دوسری حدیث کا بھی شیخ صاحب نے تقریباً یہی مفہوم

بیان کیا ہے حوالہ بھی وہی ہے۔

گویا مختصراً جواب ہے کہ نبی ﷺ محض تواضع و انکساری کی وجہ سے اپنے لیے قیام کو ناپسند کرتے تھے یعنی خلاف اولیٰ قرار دیتے تھے اس کا مطلب یہ نہیں کہ یہ قیام تعظیم آپ نے امت پر حرام قرار دیا تھا۔ اور امام طحاوی کا فرمان ہے:

امام طحاوی رحمہ اللہ

و قد یکون کراهیة لذلك منهم علی وجه التواضع منه صلی الله علیه وسلم لا لانه حرام علیهم ان یفعلوا ذلك له، و کیف یظن انه حرام علیهم و قد امرهم بالقیام الی سعد بن معاذ الخ۔

(مشکل الآثار جلد دوم صفحہ ۴۰)

ترجمہ: نبی ﷺ کا اپنے لیے صحابہ کے قیام کو ناپسند کرنا تواضع کی بنا پر تھا اس لیے نہیں کہ یہ قیام ان پر حرام تھا یہ حرام ہو بھی سکتا ہے جب کہ آپ نے انہیں سعد بن معاذ کے لیے قیام کرنے کا حکم فرمایا تھا۔

امام طحاوی جیسے عظیم ترین محقق کے فیصلہ کے بعد بحث ختم ہو جانی چاہیے اب رہی تیسری حدیث تو اس کا بالکل واضح مقصد یہ ہے کہ جو شخص یہ پسند کرے کہ وہ آئے تو لوگ کھڑے ہو جائیں اور وہ آ کر بیٹھ جائے مگر لوگ اس کے سامنے کھڑے رہیں جیسے شہنشاہوں کے درباروں کا حال ہوتا ہے تو ایسے شخص کے لیے جہنم کا اعلان ہے۔ حدیث کے الفاظ ان یتمثل له الرجال قیاماً کے الفاظ اسی مفہوم کو ظاہر کرتے ہیں اور حدیث ۲ کے الفاظ کما یقوم الاعاجم یعظم بعضهم لبعض کا اشارہ بھی اسی طرف ہے۔ چنانچہ علامہ کرمانی رحمہ اللہ متوفی ۷۸۶ھ حدیث

قوموا الی سیدکم کے تحت کرمانی شرح بخاری صفحہ ۹۸ میں لکھتے ہیں:

و فیه استحباب القیام عند دخول الا فضل وهو غیر القیام المنهی عنه لان ذالك بمعنی الوقوف و هٰذا بمعنی النهوض۔

لہٰذا کسی کی آمد پر محض اس کی تعظیم کے لیے کھڑا ہو جانا ان احادیث سے مکروہ یا ممنوع نہیں ٹھہرتا۔

جواب دوم:

کھڑے ہو کر سلام پڑھنا محض ذکر رسول کی تعظیم ہے اور ذکر رسول کے لیے کھڑا ہونا صحابہ اور مشائخ سے ثابت ہے۔

بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ اہلِ سنت کا کھڑے ہو کر سلام پڑھنا اس لیے ہے کہ ان کے نزدیک نبی ﷺ ہر محفل میلاد میں تشریف لاتے ہیں، میں کہتا ہوں کہ آپ کا محفل میلاد میں تشریف لانا بعد از قیاس نہیں، قرآن وحدیث کی روشنی سے میں یہ بات ثابت ہے کہ انبیاء علیہم السلام بعد از وصال جہاں چاہیں دنیا میں تشریف لے جا سکتے ہیں۔ تاہم اہل سنت و جماعت کا کھڑا ہو کر سلام پڑھنا اس مقصد کے لیے نہیں ہوتا، ہم تو محض ذکر رسول کی تعظیم کے لیے کھڑے ہوتے ہیں۔ یعنی درود و سلام ایک عظیم ذکر ہے کہ اس کے لیے کھڑا ہونا ثواب سے خالی نہیں تاہم اس کے ساتھ ہماری یہ نیت بھی ہوتی ہے کہ اگر سرورِ دوعالم ﷺ کی روح مبارک کا ادھر سے گذر ہوا اور ایسے میں روحِ محمدیہ نے ہمیں کھڑے ہو کر درود و سلام پڑھتے ہوئے پایا تو ہم آپ کی خصوصی نظر عنایت کے مستحق بن جائیں گے۔

تاہم بنیادی طور پر ہمارا قیام تعظیم ذکر کے لیے ہوتا ہے اور اس مقصد کے لیے کھڑا ہونا تو حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے بھی ثابت ہے۔

اور اس کی مثال ایسے ہے جیسے قرآن کریم کی تلاوت کے لیے قیام کیا جاتا ہے۔ بعض لوگ مجلس میں کھڑے ہو کر قرآن پڑھتے ہیں۔ بعض بیٹھ کر اور کسی حالت پر بھی اعتراض نہیں کیا جاتا، اسی طرح کھڑے ہو کر درود و سلام پڑھنا بھی ہے خواہ کوئی بیٹھ کر پڑھے یا کھڑے ہو کر کسی کو اس پر اعتراض نہیں ہونا چاہیے البتہ کھڑے ہو کر پڑھنے میں اس درود و سلام کی زیادہ تعظیم رسول ہے جس کا ذکر رسول کی تعظیم حقیقت میں تعظیم رسول ہے جس کا اللہ نے قرآن میں حکم فرمایا ہے۔

امام المسلمین علامہ تقی الدین سبکی کا تعظیم ذکر رسول کے لیے قیام

سیرت حلبیہ اور تفسیر روح البیان وغیرہ کتب میں موجود ہے کہ شیخ الاسلام والمسلمین علامہ تقی الدین سبکی رحمہ اللہ متوفی ۷۵۶ کے پاس ایک دن اس دور کے ممتاز علماء اور قضاۃ جمع تھے ایک شخص نے کھڑے ہو کر شاعرِ عرب صرصری کے درج ذیل شعر پڑھے:

(۱) قلیل لمدح المصطفی الخط بالذهب
علی ورق من احسن من کتب

(۲) و ان تنهض الاشراف عند سماعه
قیامًا صفوفًا او جثیا علی الرکب

ترجمہ: (۱) ثنائے رسول ﷺ کی عظمت سے یہ بات کم ہے کہ اسے سب سے بہتر اور حسین کاتب چاندی کے ورق پر سنہری تحریر سے لکھے۔

(۲) اور (ذکر رسول کے لیے یہ تعظیم بھی کم ہے کہ) اسے سن کر تاجدار بھی صف بستہ کھڑے ہو جائیں یا گھٹنوں کے بل ہو جائیں۔

آگے عربی عبارت دیکھیں:

فعند ذٰلك قام الامام السبكی رحمه الله و جمیع من فی المجلس فحصل انس كبیر بذالك بمجلس و یكفی مثل ذٰلك فی الاقتداء۔

یعنی یہ شعر سن کر امام سبکی اور مجلس میں موجود تمام لوگ کھڑے ہو گئے جس کی وجہ سے مجلس میں ایک عجیب روحانی کیفیت پیدا ہو گئی، اور ایسے امام کا فعل اقتداء کے لیے کافی ہے۔

(انسان العیون المعروف سیرت حلبیہ جلد اول صفحہ ۱۳۷) (روح البیان جلد ۹ صفحہ ۵۶ زیر آیت محمد رسول اللہ سورہ فتح) (حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین صفحہ ۲۳۹) (جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۳۶۰)

نوٹ: مذکورہ عربی عبارت کا آخری جملہ و کفی مثل ذالك فی الاقتداء قابل توجہ ہے یعنی یہ جملہ صاحب روح البیان علامہ اسماعیل حقی رحمہ اللہ اور صاحب سیرت حلبیہ علامہ علی بن برہان الدین حلبی رحمہ اللہ وغیرہ کی طرف سے اس موضوع پر جواز کا فتویٰ صریحہ ہے۔

اگر کوئی صاحب کہے کہ ساری محفل ذکر رسول پر مشتمل ہوتی ہے آپ صرف آخر ہی میں کیوں قیام کرتے ہیں ساری محفل کھڑے ہو کر کیوں نہیں سنتے؟ تو جواب یہ ہے کہ یہ قیام ایک امر ثواب ہے جو ہمارے نزدیک فرض یا واجب نہیں محض مستحب ہے اور مستحب میں انسان مختار ہے کہ اپنی مرضی کے مطابق جتنا چاہے اس پر عمل کر سکتا ہے

تاہم آخر مجلس کا وقت اس لیے چنا گیا ہے کہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس ثواب میں شامل ہو سکیں دوسرا یہ معاملہ بھی ہے کہ شروع میں تلاوت نعت اور تقاریر ہوتی ہیں اس دوران سامعین ذکر رسول کو صرف سن رہے ہوتے ہیں اور آخر میں چونکہ سارے لوگ مل کر درود و سلام کی شکل میں ذکر رسول پڑھنا اور کہنا بھی شروع کر دیتے ہیں اس لیے تعظیم ذکر رسول کا جذبہ بشدت اختیار کر جاتا ہے۔

اگر کوئی شخص یہ سوال کرے کہ تم لوگ ذکر رسول کے لیے تو قیام کرتے ہو مگر ذکر خدا کے لیے کیوں نہیں کرتے کیا تم نے رسول کا مقام خدا سے بھی زائد کر دیا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ کیسا غلط سوال ہے۔ ہم اللہ کی تعظیم کے لیے بے حد قیام کرتے ہیں دن میں پانچ مرتبہ نماز میں بار بار قیام کیوں کیا جاتا ہے۔ اللہ کی تعظیم اور اس کے ذکر کی تعظیم کے لیے کیا جاتا ہے، پھر ہم اللہ کے ذکر کی تعظیم کے لیے تو وہ کچھ کرتے ہیں جو ذکر رسول کے لیے جائز ہی نہیں سمجھتا رکوع میں ذکر خدا کرتے ہیں، پھر سجدہ میں ذکر خدا سے زبان کو پاکیزگی دیتے ہیں ایسے میں اگر زندگی کے شب و روز میں کبھی کبھار ذکر رسول کے لیے قیام کر دیں تو کیا اس سے یہ لازم آ گیا کہ ہم نے رسول کا مقام خدا سے زائد کر دیا۔

جواب سوم: محفل میلاد میں قیام کے استحباب پر مقتدر فقہاء اسلام کے فتوے

آج سے کچھ عرصہ پہلے تک کئی صدیوں سے یہ طریقہ چلا آ رہا تھا کہ محفل میلاد میں آپ کی ولادت کا قصہ سناتے ہوئے جب واعظ ان الفاظ پر پہنچتا کہ ولد النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم (آپ پیدا ہو گئے) تو سب اہل مجلس تعظیم کے لیے

کھڑے ہو جاتے تھے مگر اب ایسا نہیں ہوتا بلکہ آخر میں سلام پر قیام کیا جاتا ہے، گویا کام وہی ہے مگر طریقہ بدل گیا ہے، درج ذیل حوالہ جات پہلی نوعیت سے متعلق ہیں۔

امام جعفر بن حسن برزنجی متوفی ۱۱۰۵ھ

آپ نے محفل میلاد النبی ﷺ کے جواز پر رسالہ لکھا ہے اور پھر متعدد علماء نے اس کی شروح لکھی ہیں، آپ شافعی مسلک رکھتے تھے مدینہ منورہ میں قیام رہا۔ آپ کا ارشاد ہے:

و قد استحسن القيام عند ذكر مولده الشريف ائمة ذو دراية فطوبى لمن كان تعظيمهُ صلى الله عليه وآله وسلم غاية مرامه ومرماه۔

(مجموعۃ الفتاویٰ مولانا عبدالحی دیوبندی، جلد دوم صفحہ ۲۸۶ کتاب الحظر والاباحۃ)

ترجمہ: نبی ﷺ کے میلاد شریف کے ذکر پر قیام کرنے کو صاحب درایت ائمہ دین نے بہتر قرار دیا ہے۔ تو مبارک ہے اس شخص کے لیے جس کا انتہاء مقصود تعظیم رسول ﷺ ہے۔

مفتی مکہ مکرمہ امام عبداللہ سراج حنفی متوفی حدود ۱۳۰۰ھ

القيام عند ذكر ولدة سيد المرسلين صلى الله عليه وسلم امر لا شك فى استحبابه.... لانه تعظيمٌ اى تعظيم للنبى الكريم صلى الله عليه وسلم .... لا يقال القيام عند ذكر ولادته بدعة لانا نقول ليس كل بدعة مذمومة۔

(اثبات المولد والقیام قلمی نسخہ (شاہ احمد سعید مجددی) متوفی ۱۲۷۷ھ، صفحہ ۲۱)

ترجمہ: ولادت سید المرسلین ﷺ کے ذکر کے موقع پر قیام کرنا، ایسا کام ہے جس کے مستحب ہونے میں کوئی شک نہیں۔

محدث علامہ سید احمد زین دحلان مکی

جرت العادة ان الناس اذا سمعوا ذكر وضعه صلى الله عليه وسلم يقومون تعظيما له صلى الله عليه وسلم و هذا القيام مستحب لما فيه من تعظيم النبى صلى الله عليه وسلم و قد فعله كثير من علماء الامة الذين يقتدى بهم۔

(حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین صفحہ ۲۳۹ بحوالہ السیرۃ النبویہ للسید دحلان)

ترجمہ: یہ عادت جاری ہو چکی ہے کہ لوگ نبی ﷺ کی ولادت کا ذکر سن کر آپ کی تعظیم کے لیے کھڑے ہو جاتے ہیں، یہ قیام مستحب ہے کیونکہ اس میں نبی ﷺ کی سجدہ کی تعظیم یہ قیام ایسے کثیر علماء امت کرتے رہے ہیں جو لائق اقتداء ہیں۔

مولانا عبدالحی لکھنوی دیوبندی

سوال: ذکر ولادت کے وقت قیام کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر اس وقت کوئی شخص بحالت وجد صادق بے ریا و تصنع کھڑا ہو جائے تو معذور ہے اور آداب صحبت میں سے یہ ہے کہ حاضرین بھی اس کی اتباع میں کھڑے ہو جائیں اور بے حالتِ وجد باختیار خود کھڑا ہونا نہ فرض ہے نہ واجب اور نہ سنت موکدہ ہے نہ مستحب۔۔۔۔ البتہ علماء حرمین زادہما اللہ شرفاً قیام کرتے ہیں۔

(مجموعۃ الفتاویٰ جلد دوم صفحہ ۲۸۴)

علاوہ ازیں پیچھے باب اول میں قیام میلاد کے متعلق آپ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ کے فتوے پڑھ چکے ہیں جو مولانا اشرف علی تھانوی نے روایت کیے ہیں۔

خلاصہ کلام، یہ ہوا کہ محفل میلاد النبی ﷺ پر یہ اعتراض کہ اس میں قیام کیا جاتا ہے جو ناجائز ہے۔ اس لیے یہ محفل ناجائز ہے بالکل غلط ٹھہرا۔ فالحمد للہ علی ذالك۔

اعتراض سوم

جشنِ میلاد النبی کو علامہ تاج الدین فاکہانی نے ناجائز کہا ہے

شیخ تاج الدین عمر بن علی اسکندری فاکہانی جو مالکی مسلک کے متاخرین میں سے ہیں نے ایک رسالہ المورد فی الکلام علی المولد لکھا ہے۔ امام سیوطی علیہ الرحمہ نے الحاوی للفتاویٰ میں اسے لفظ بلفظ نقل کیا ہے اور پھر اس کا رد شدید کیا ہے۔ علامہ فاکہانی کے مضمون کا خلاصہ یہ ہے کہ میلاد منانے کے لیے مجھے کوئی اصل نہیں ملا۔ قرآن و سنت میں اس کا کوئی اصل موجود نہیں، اسے شہوت پرست لوگوں نے پیٹ بھرنے کے لیے شروع کیا ہے۔ یہ فرض واجب تو نہیں ہے۔ مندوب بھی نہیں ہوسکتا کیونکہ شرع نے اس کا کچھ تقاضا نہیں کیا اور مباح ہونے کا بھی احتمال نہیں کیونکہ یہ بدعت ہے اور بدعت مباح نہیں ہوسکتی اس لیے اسے مکروہ یا حرام کے زمرے میں لانا چاہیے۔ محفل میلاد کی دو صورتیں ہیں۔ اگر اس میں صرف کھانا پینا ہو اور کوئی خلاف شرع اور گناہ والا امر نہ ہو تو بہر حال یہ بدعت اور مکروہ ہے کیونکہ اسے متقدمین فقہاء اسلام نے نہیں کیا اور اگر اس میں غیر شرعی امور بھی داخل ہو جائیں جیسے مردوں عورتوں کا اختلاط اور رقص و سرود وغیرہ تو پھر اس کے حرام ہونے میں کسی کو بھی اختلاف نہیں ہوسکتا۔ (المورد مندرجہ الحاوی للفتاوی جلد اول صفحہ ۱۹۰ تا ۱۹۲)

جواب: علامہ فاکہانی کے اس غلط اور غیر معقول فتوے کا حال تو ہماری گذشتہ ساری تحریر پڑھنے کے بعد تو کچھ مخفی نہیں۔ مگر آئیے منکرین سے پوچھیے کہ آپ فاکہانی کا یہ قول تو پیش کرتے ہیں مگر علامہ سیوطی اور مقدمہ ابن حجرؒ جیسے محدثین نے فاکہانی کی جو خبر لی ہے اور اس کا رد شدید کیا ہے اسے کیوں بیان نہیں کرتے۔ فاکہانی کے مذکورہ فتوے کی مختلف علماء اور محدثین نے جو تردید کی ہے وہ ہم مختصراً پیش خدمت کر رہے ہیں۔

امام سیوطی در ردِ فاکہانی

آپ نے فاکہانی کے رد میں ایک مستقل رسالہ لکھا ہے حسن المقصد فی عمل المولد جو الحاوی للفتاویٰ جلد اول میں مندرج ہے۔ آپ نے فاکہانی کی ایک ایک دلیل کو لے کر ترتیب وار رد کیا ہے، اور تحقیق کا دریا بہایا ہے جو دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے آپ نے ثابت کیا ہے کہ جشنِ میلاد بدعتِ مذمومہ یا ناجائز نہیں بلکہ بدعت حسنہ اور کارِ ثواب ہے۔ چند عبارتیں ملاحظہ ہوں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ امام المسلمین علامہ سیوطی کی جلالتِ علم کے سامنے فاکہانی جیسے شخص کی ایسی کوئی حیثیت نہیں کہ اس کا قول آپ کی تحقیق سے بہتر قرار دیا جائے ہاں یوں کہنا چاہیے کہ علامہ سیوطی نے فاکہانی کا رد لکھ کر اس کے قول کی کسی بھی علمی اور فقہی حیثیت کو باقی نہیں رہنے دیا۔

علامہ اسماعیل حقی صاحب روح البیان در ردِ فاکہانی

و قد استخرج له الحافظ ابن حجر اصلا من السنة و كذا الحافظ السيوطى وردا على الفاكهانى المالكى فى قوله ان عمل المولد بدعة مذمومة كما فى انسان

العیون۔ (روح البیان جلد ۹، صفحہ ۵۶، زیر آیت محمد رسول اللہ)

ترجمہ: جشن میلاد النبی ﷺ کے لیے حافظ ابن حجر اور حافظ سیوطی نے سنتِ رسول میں اصل ثابت کیا ہے۔ اور دونوں نے فاکہانی مالکی نے اس قول کا شدید رد کیا ہے کہ جشن میلاد بدعتِ مذمومہ ہے جیسا کہ انسان العیون میں موجود ہے۔

مولانا عبدالحی دیوبندی اور رد فاکہانی

آپ اپنے فتاویٰ میں اس سوال پر کہ "ربیع الاول شریف یا کسی اور مہینہ میں میلاد شریف کی محفل کرنا درست ہے یا نہیں" کے جواب میں ایک جگہ لکھتے ہیں:

"یہ لازم نہیں کہ ہر بدعت مذموم ہو بلکہ بعض بدعتیں واجب جیسے علم نحو کا پڑھنا قرآن اور حدیث سمجھنے کے لیے اور بعض بدعتیں حرام ہیں جیسے قدریہ اور مجسمہ تا مذہب اور بعض بدعتیں مندوب ہیں جیسے مدارس اور رباط وغیرہ اس تقریر سے تاج الدین فاکہانی رحمہ اللہ کا یہ قول رد ہو گیا۔

لا جائز ان یکون عمل المولد مباحاً لان الابتداع فی الدین لیس مباحا باجماع المسلمین۔

یعنی یہ جائز نہیں کہ محفل میلاد مباح ہو کیونکہ باجماع مسلمین دین میں نئی بات نکالنا مباح نہیں ہے۔ (مجموعۃ الفتاویٰ جلد دوم صفحہ ۲۸۳)

حاصل کلام یہ ہے کہ ذکر مولد فی نفسہٖ مندوب ہے چاہے خیر الازمنہ میں وجود کی وجہ سے ہو یا سند شرعی کے تحت اندراج کی وجہ سے ہو اور کسی نے اس کے مندوب

ہونے سے انکار نہیں کیا ہے۔ مگر ایک چھوٹے گروہ نے جن کا سرغنہ تاج الدین فاکہانی مالکی ہے اور اس کو علماء مستنبطین کے مقابلہ کی طاقت نہیں جنہوں نے ذکر میلاد کے مندوب ہونے کا فتویٰ دیا ہے۔ پس اس کا قول ماننے کے لائق نہیں ہے۔ (مجموعۃ الفتاویٰ جلد دوم صفحہ ۱۶۳ کتاب الحظر والاباحۃ)

حاصل کلام:

پیچھے آپ پڑھ چکے ہیں کہ جشنِ میلاد کے جواز پر متعدد محدثین وفقہاء امت نے اجماعِ امت کا دعویٰ کیا ہے اس لیے اجماع کے مقابلہ میں صرف ایک شخص تاج الدین فاکہانی کے قول کی کیا حیثیت ہے، دوسرا یہ کہ قرآن وحدیث کی ان گنت نصوص سے جشن میلاد کا جواز مستنبط ہو رہا ہے ایسے میں فاکہانی کے قول کو مضحکہ خیز ہی قرار دیا جا سکتا ہے، تیسرا یہ کہ مقتدر محدثین وفقہاء نے فاکہانی کا رد شدید کیا ہے۔ اس لیے اس کے قول کا کچھ وزن باقی نہ رہ گیا بلکہ بقول مولانا عبدالحی دیوبندی فاکہانی کا قول ماننے کے لائق ہی نہیں دیوبندی علماء سے درخواست ہے کہ وہ کم از کم اپنے مقتدر فقیہہ مولانا عبدالحی کی بات ہی مان لیں مگر یہ عجیب لوگ ہیں نہ بیگانوں کی مانتے ہیں نہ اپنوں کی۔

اعتراض چہارم

جشن میلاد فضول خرچی ہے اس رقم سے کوئی مسجد مدرسہ یا ہسپتال وغیرہ بنوایا جا سکتا تھا، یا کسی بیوہ اور یتیم کی امداد ہو سکتی تھی

اکثر و بیشتر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ میلاد النبی کے جلسوں اور جلوسوں پر ہزاروں اور لاکھوں کے حساب سے جو رقم معاذ اللہ برباد کر دی جاتی ہے اس کا کوئی

تعمیری فائدہ حاصل نہیں ہوتا اس کی بجائے اگر یہی رقم کسی غریب یتیم مسکین یا کسی بیوہ کو دے دی جاتی تو کتنا بہتر ہو جاتا کئی بھوکوں کو روٹی مل جاتی کئی غریبوں کو بدن ڈھانپنے کے لیے کپڑا مل جاتا، اس لیے میلاد النبی کے جلسے اور جلوس محض فضول خرچی اور اسراف ہے اور اللہ فرماتا ہے۔

ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین۔

بے شک فضول خرچی کرنے والے لوگ شیطان کے بھائی ہیں۔

جواب اول

نیکی کے ہر راستے میں مال خرچ کرنا چاہیے

اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو یہ پسند ہے کہ ان کی رضا کے لیے نیکی کے ہر راستے میں مال خرچ کیا جائے، ہر وہ کام جس پر مال خرچ کرنے سے اور اللہ اور اس کا رسول خوش ہو اس میں ضرور مال خرچ کرنا چاہیے تاکہ ترکش کے سارے تیر آزما لیے جائیں کوئی نہ کوئی تو نشانے پر بیٹھ ہی جائے گا۔ اور مشکوٰۃ شریف میں حدیث موجود ہے کہ ایک سخی اللہ کی بارگاہ میں پیش ہوگا اور عرض کرے گا: اے اللہ میں نے ہر اس راستے میں مال خرچ کیا جس پر خرچ کرنے میں تو راضی تھا۔ معلوم ہوا اللہ کو یہ پسند ہے کہ انفاق فی سبیل اللہ کا ہر طریقہ آزمایا جائے۔

ہم اہلِ سنت و جماعت غریبوں، یتیموں اور بیواؤں کی دادرسی بھی کرتے ہیں بلکہ میں نے لاہور اور دیگر بعض علاقوں میں دیکھا کہ جلوس میلاد النبی ﷺ کے افتتاح پر کئی بیواؤں میں لحاف اور سلائی مشینیں تقسیم کی جاتی ہیں۔ ہم مساجد اور دینی مدارس بھی تعمیر کرتے ہیں جن میں پڑھنے والے طلباء کے قیام و طعام کا انتظام بھی

کرتے ہیں۔ ہم ہسپتالوں اور یتیم خانوں وغیرہ کی تعمیر میں بھی حصہ لیتے ہیں رمضان المبارک میں افطاریاں بھی کرواتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ نبی ﷺ کی دنیا میں تشریف آوری کی خوشی میں جلسے اور جلوس بھی منعقد کرتے ہیں۔ نعت خوانانِ رسول کریم ﷺ اور علماء کرام پر پیسے نچھاور کرتے ہیں کیونکہ وہ ہمارے حبیب ﷺ کی تعریف کرتے ہیں اور جو حبیب کی تعریف کرے اس پر سب کچھ نچھاور کیا جا سکتا ہے۔

الغرض ہم چاہتے ہیں کہ نیکی کے ہر ہر راستے میں دولت لٹائیں ممکن ہے خدا کو ہمارا کوئی ہی خرچہ پسند آجائے اور آخرت سنور جائے۔

حصولِ نعمت پر خوشی میں مال خرچ کرنا فضول خرچی نہیں

مشکوٰۃ شریف میں موجود ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے تین سال میں سورہ بقرہ پڑھی، اس کے ختم ہونے پر اونٹ ذبح کیا اور صحابہ کرام کی دعوت کی۔ اب یہ اعتراض حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر بھی وارد ہوگا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا وہی اونٹ کسی غریب کو دے دیا جاتا تو اس کا بھلا ہو جاتا یا اونٹ کی رقم کسی بیوہ عورت کو دے دی جاتی تو اس کے چند دن اچھے گزر جاتے مگر آپ نے یونہی فضول خرچی کر دی؟ لیکن نہیں، حضرت عمر کی روح جواب دے رہی ہے کہ اللہ کے بندو! جہاں غریبوں اور بیواؤں کی دادرسی کرنا اللہ کو پسند ہے وہاں نعمت حاصل ہونے پر دولت لٹانا اور کھانا کھلانا بھی اللہ کو پسند ہے۔ اسی طرح ہم کہتے ہیں کہ نبی ﷺ ساری کائنات کے لیے اللہ کی طرف سے رحمت بن کر آئے نعمتوں کے خزانے ساتھ لائے، تو جہاں غریب پروری کرنا اللہ کو محبوب ہے وہاں ذاتِ رسول جیسی نعمت کے حصول پر مال خرچ کرنا کھانے کھلانا اور علماء اور قراء کی حوصلہ افزائی کرنا بھی اللہ کو پسند ہے۔

ولیمہ اور عقیقہ کیوں جاری کیے گئے ہیں

شادی ہونے پر ولیمہ کرنا سب دوستوں رشتہ داروں کو خواہ وہ کتنے ہی امیر و کبیر ہوں بلا کر کھانا کھلانا سنت رسولِ کریم ﷺ ہے، پھر بچہ پیدا ہونے پر عقیقہ کرنا اور عزیزوں دوستوں کے لیے جانور ذبح کر کے دعوت کا اہتمام کرنا بھی سنتِ رسولِ کریم ﷺ ہے اور شرع نے اس کو حکماً ضروری قرار دیا ہے۔

آخر یہ طریقے کیوں جاری کیے گئے ہیں۔ کیا ان پر یہ اعتراض وارد نہیں ہوتا کہ ولیمہ اور عقیقہ پر صرف ہونے والی رقم کسی غریب کا گھر آباد کر سکتی تھی۔ مگر نہیں، شرع کی طرف سے یہ جواب دیا جائے گا کہ نعمت حاصل ہونے پر خوشی کی جاتی ہے کھانے کھلائے جاتے ہیں۔

اور جشنِ میلاد النبی کو فضول خرچی کہنے والے اپنے ہاں بچہ پیدا ہونے پر کیا کچھ نہیں کرتے اور فضول خرچی کے سارے فتوے بھول جاتے ہیں شادی بیاہوں پر کتنا کتنا پیسہ اڑا دیتے ہیں، اس وقت انہیں غریبوں کی یاد نہیں آتی اور فضول خرچی کے سارے فتوے بھول جاتے ہیں۔ اے خدا کے بندو! صرف جشن میلاد النبی پر خرچ ہونے والی رقم ہی تمہیں فضول خرچی محسوس ہوتی ہے؟

درسِ عبرت

اگر کسی گھر میں بچہ پیدا ہو تو گھر والے خوشی کرتے ہیں دوستوں عزیزوں کو بلاتے ہیں، چراغاں کرتے ہیں اور مٹھائیاں بانٹتے ہیں، لیکن ان کے پڑوسی اور دیگر اہل محلہ کچھ نہیں کرتے وہ کہتے ہیں کہ نعمت تو فلاں گھر والوں کو ملی ہے ہم کیوں چراغاں کریں ہمیں کیا ہے اسی طرح نبی ﷺ کے میلاد پر اہلِ سنت خوشی کرتے ہیں گھروں

اور مسجدوں میں چراغاں کرتے ہیں کھانے تقسیم کرتے ہیں مگر بعض لوگ دیکھ کر جل بھن رہے ہوتے ہیں شاید وہ سمجھتے ہیں کہ رسول تو ان کو ملا ہے ہمیں کیا ہے ہم کیوں خوشی کریں۔ استغفر اللہ ربی من کل ذنب۔

میلاد النبی ﷺ کی خوشی میں مال خرچ کرنے سے تو کافر بھی رحمت خداوندی کا مستحق ہو جاتا ہے

پیچھے آپ مفصل پڑھ چکے ہیں کہ جب نبی ﷺ کی ولادت ہوئی ثویبہ لونڈی نے دوڑ کر اپنے مالک ابولہب کو بشارت سنائی کہ تمہارا بھتیجا پیدا ہوا ہے اس نے انگلی کے اشارے سے کہا:

انتِ حرۃ۔

اس خوشی میں تمہیں آزاد کیا جاتا ہے۔ ابولہب کے مرنے پر حضرت عباس نے خواب میں اُسے دیکھا تو پوچھا تمہارا کیا انجام ہوا؟ کہنے لگا: جہنم میں پہنچا ہوں۔

(الا انی سقیت من ھذہٖ یوم الاثنین۔)

مگر ہر پیر کے روز اللہ تعالیٰ میری اس انگلی سے پانی جاری کر دیتا ہے اور میں اس سے پیتا رہتا ہوں، حوالہ جات پیچھے گذر چکے ہیں۔ اگر ابولہب جیسے نص قطعی کے مطابق جہنمی شخص کو میلاد کی خوشی میں مال خرچ کرنے کا صلہ ملتا ہے (کیونکہ لونڈی آزاد کرنا مال خرچ کرنا ہے) تو ایک مسلمان کو اس موقع پر مال خرچ کرنے سے کیا کچھ نہیں ملے گا اللہ کی طرف سے رحمتِ خداوندی کے طلب گار یہ خوشیاں مناتے رہیں گے اور منکرین فضول خرچی کا الزام لگا کر محروم ہوتے رہیں گے۔

میلاد النبی کی خوشی میں شاہ عبدالرحیمؒ کی طرف سے تقسیم ہونے والے چنے بھی نبی کریم ﷺ کو پسند آ گئے

پچھلے الدر الثمین صفحہ ۴۰ کے حوالہ سے ہم لکھ چکے ہیں کہ شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں:

"مجھے میرے والد شاہ عبدالرحیم رحمہ اللہ نے بتلایا کہ میں ہر سال ماہِ ربیع الاول شریف میں نبی ﷺ کی محبت میں کھانا پکوا کر تقسیم کیا کرتا تھا، ایک سال کم مایگی کی وجہ سے میں ایسا نہ کر سکا تو میں نے کچھ بھنے ہوئے چنے لے کر لوگوں میں تقسیم کر دیے۔ میں نے خواب میں دیکھا نبی ﷺ کے سامنے وہی چنے پڑے ہیں اور آپ انہیں دیکھ کر بڑے خوش ہو رہے ہیں۔"

ذکر حبیب سننے کے لیے دولت لٹائی جا سکتی ہے

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ واقعہ بہت مشہور اور زبانِ زد خاص و عام ہے کہ آپ اپنی بکریاں لے کر جنگل میں گئے وہاں ایک شخص کو بڑی پیاری آواز میں اللہ کی حمد و ثنا کہتے پایا تو فرمایا: مجھے میرے رب کی حمد پھر سناؤ۔ وہ کہنے لگا: اب تو میں معاوضہ لوں گا۔ فرمایا: میری آدھی بکریاں لے لو اس نے بکریاں لے کر وہی حمد پھر سنا دی، آپ خوشی سے جھوم اٹھے اور فرمایا: تم نے مجھے بہت خوش کیا ایک بار پھر سنا دو اور ساری بکریاں لے لو اس نے پھر حمد سنا دی اللہ کی حمد سن کر آپ کے دل کی کلیاں کھل گئیں اور فرمانے لگے اب میرے پاس مال تو نہیں ہے مجھے ساتھ لے چلو تمہاری ان بکریوں کی نگہداشت کیا کروں گا مگر ایک بار وہ حمد پھر سنا دو وہ شخص مسکرا دیا اور کہنے لگا: میں فرشتہ ہوں اللہ کی طرف سے آپ کا امتحان لینے آیا تھا آپ کی

بکریاں آپ کو مبارک ہوں۔

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کا بھی یہ واقعہ مشہور ہے کہ آپ کے دروازہ پر ایک بھکاری آیا اور اس نے امام اعظم ابوحنیفہؒ کے کہے ہوئے مدح رسول ﷺ کے اشعار پڑھے۔ آپ وجد میں آ گئے اور اور اسے مال دیا اور فرمایا:

اعد ذکر نعمان لنا ان ذکره
هو المسك ما کررته یتضوع

ترجمہ: ہمیں ابوحنیفہ نعمان کا ذکر پھر سناؤ یہ وہ خوشبو ہے کہ جتنی بار اسے دہراؤ گے یہ بڑھتی جائے گی۔

الغرض وہ بھکاری بار بار وہ اشعار پڑھتا رہا اور امام شافعی اسے بار بار نوازتے چلے گئے۔

اور یہ تو حقیقت ہے کہ جس سے پیار ہو خواہ وہ باپ ہو یا ماں بھائی ہو یا دوست استاد ہو یا مرشد اور اسی طرح اگر کسی کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت ہو تو وہ پسند کرے گا کہ محبوب کا ذکر بار بار سنا جائے خواہ اس کے لیے رقم دینی پڑے۔

ہم اہلِ سنت بھی بار بار محفل میلاد منعقد کرتے ہیں تا کہ اپنے حبیب ﷺ کا ذکر بار بار سنا جائے سنتِ ابراہیمی ادا کرتے ہوئے ہم بھی نعت خوانانِ رسالت مآب ﷺ پر پیسے نچھاور کرتے ہیں تا کہ اللہ ہمارا یہ عمل ہی قبول کر لے۔

دینی مقصد کے لیے روشنی کرنا فضول خرچی نہیں

میلاد النبی ﷺ کے موقع پر اہلِ اسلام مساجد مدارس اور بازاروں میں روشنی کرتے ہیں منکرین کو اس میں بھی فضول خرچی نظر آتی ہے اور چیں بچیں ہوتے ہیں۔

آئیے اس بارہ میں بھی ذرا غور کر لیں۔

قرآن کریم

وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ۔ (سورہ ملک آیت ۵)

ترجمہ: اور ہم نے قریب والے آسمان کو چراغوں سے زینت بخشی۔

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ۭ قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝۳۲ (اعراف:۳۲)

ترجمہ: فرمادیجیے، کس نے حرام کی ہے اللہ کی زینت جو اس نے بندوں کے لیے بنائی ہے اور پاک چیزیں رزق کے لیے، فرمادیجیے یہ ایمان والوں کے لیے دنیاوی زندگی اور خاص انہی کے لیے ہوگی روزِ قیامت، اسی طرح ہم بیان کرتے ہیں اس قوم کے لیے جو جانتے ہیں۔"

ان آیات سے معلوم ہوا چراغ جلانا ایک زینت ہے جسے اللہ نے حرام نہیں فرمایا نہ اس کی حرمت پر کوئی آیت نہ حدیث، اور جو زینت اللہ نے بندوں کے لیے بنائی ہے اور اسے حرام نہیں فرمایا تو دوسرا کون ہے اسے حرام کرنے والا۔

حدیث نمبر ۱: سیرت حلبیہ جلد ثانی میں ہے کہ نبی ﷺ کی حیات ظاہرہ میں جب عشا کا وقت آتا صحابہ مسجد نبوی میں کھجور کی لکڑیاں جلا کر روشنی کر لیتے تھے۔ حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ ملک شام سے قندیلیں لائے جو روغن زیتون سے جلتی تھیں۔ آپ نے مسجد کے ستونوں سے رسیاں باندھ کر ان سے قندیلیں لٹکا دیں اور مسجد جگمگ کرنے

لگی نبی ﷺ تشریف لائے اور پوچھا یہ روشنی کس نے کی ہے؟ بتلایا گیا تمیم داری نے۔ فرمایا:

نورت الاسلام۔

اے تمیم داری تو نے اسلام کو روشن کر دیا۔

(سیرت حلبیہ جلد دوم علامہ علی بن برہان الدین حلبی)

مشکوٰۃ شریف

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب نماز تراویح کے لیے لوگوں کو جمع کیا تو مسجدوں میں بہت قندیلیں لٹکائیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ادھر سے گزر ہوا تو دیکھا مسجد روشنی سے جگمگ کر رہی ہے آپ نے دعا دی کہ اے عمر! تم نے ہماری مسجدوں کو روشن کیا اللہ تیری قبر روشن کرے۔ (مشکوٰۃ شریف)

ان دونوں حدیثوں سے نتیجہ یہ اخذ ہوتا ہے کہ مسجد نبوی میں روشنی کا انتظام تو پہلے سے موجود تھا حضرت تمیم داری نے قندیلیں لٹکا کر روشنی کی کمی نہ چھوڑی تھی اور اندھیرا بالکل نہ رہا تھا اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کثرت کے ساتھ مزید قندیلیں روشن کیں، اور ظاہر ہے یہ زینت کے لیے تھیں نہ کہ حاجتِ اصلی کے لیے اور یہ اس لیے تھا کہ نماز تراویح میں لوگوں کا دل لگے، اور مسجد کے منور ہونے سے اسلام کی شوکت بڑھے، کیونکہ غیر مسلم قومیں اپنے معابد کو بہت منور رکھتی ہیں۔ اس لیے تو نبی ﷺ نے تمیم داری رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

نورت الاسلام۔

تم نے اسلام کو روشن کر دیا۔

معلوم ہوا شوکت اسلام کے اظہار اور عبادت میں جی لگانے یا ایسے ہی دیگر

مقاصد کے لیے مسجدوں، عبادت گاہوں اور دینی مدارس وغیرہ میں چراغاں کرنا مستحب ہے اور اس کا اہتمام خصوصی مواقع پر جب لوگ زیادہ جمع ہوتے ہیں کیا جائے تو زیادہ مناسب ہوتا ہے جیسا کہ حضرت عمر نے رمضان المبارک میں مساجد میں چراغاں کروایا، اسی طرح ہم اہلِ سنت بھی میلاد النبی ﷺ کے مواقع پر جب اہلِ اسلام مسجد یا مدرسہ یا کسی گھر میں محفل ذکر مصطفیٰ ﷺ قائم کرتے ہیں تو چراغاں اور روشنی کا اہتمام کرتے ہیں۔ تاکہ ذکر کرنے والوں کا دل لگے اور شوکت اسلام کا اظہار بھی ہو اور ہم اسے ضروری نہیں سمجھتے۔

تعظیمِ ذکرِ رسول کے لیے خوشبو پھیلانا اور سٹیج سجانا بھی فضول خرچی نہیں

جہاں محفلِ میلاد النبی منائی جائے مسجد ہو یا مدرسہ گھر ہو یا بازار ہم اہل سنت وہاں عطر پھیلاتے اگربتیاں سلگاتے اور خوشبوئیں مہکاتے ہیں بہترین فرش اور قالین بچھواتے ہیں اور مقررین علماء کے لیے خوب صورت کرسیاں اور سٹیج رکھتے ہیں منکرین کو اس پر بھی فضول خرچی کا گمان ہوتا ہے۔ مگر وہ نہیں جانتے کہ جن کے دل میں ذکر رسول کی تعظیم ہے وہ اس کے لیے کیا گیا اہتمام کرتے ہیں، آئیے امام مالک کا عمل مبارک دیکھیں۔

امام مالک کا عمل مبارک

مدارج النبوۃ

حضرت مطرف نے فرمایا ہے کہ لوگ جب حضرت امام مالک رحمہ اللہ کے

پاس آتے تو پہلے ان کی لونڈی باہر آتی ملاقاتیوں سے دریافت کرتی کہ آپ کو امام صاحب سے حدیث دریافت کرنا ہے یا دیگر شرعی مسائل، اگر مسائل پوچھنا ہوتے تو آپ فوراً باہر تشریف لے آتے اور اگر وہ کہتے کہ ہمیں تو حدیث سننا ہے تو امام مالک پہلے غسل خانہ جا کر غسل کرتے بدن پر خوشبو لگاتے۔ نئے کپڑے پہنتے اوپر سیاہ یا سبز رنگ کا چغہ ڈالتے سر پر عمامہ باندھتے اور آپ کے بیٹھنے کے لیے ایک اچھا سا تخت بچھایا جاتا، پھر آپ باہر تشریف لاتے اور اس تخت پر بڑے خشوع وخضوع کے ساتھ تشریف فرما ہوتے اور کمرے میں بخورا ایک خوشبو جلایا جاتا اور آپ دورانِ بیان حدیث اسی انداز میں بیٹھے رہتے بیانِ حدیث رسول ﷺ کے لیے یہ آپ کا مخصوص انتظام تھا۔ (مدارج النبوۃ اردو جلد اول صفحہ ۱۵۷ باب ششم فصل روایت حدیث کی تعظیم)

نبی ﷺ کا احادیث روایت کرنے کے لیے دیگر کئی ائمہ کرام کا طرز عمل بھی کچھ اسی طرح رہا ہے۔ امام بخاریؒ کوئی بھی حدیث لکھنے سے قبل ماء زمزم سے غسل کرتے پھر دو رکعت نفل ادا کرتے اور پھر حدیث لکھتے۔

معلوم ہوا روایت حدیث کے لیے خوشبوئیں سلگائی جاتی ہیں تخت بچھائے جاتے ہیں نئے کپڑے پہنے جاتے ہیں اور غسل کیے جاتے ہیں، اسی طرح محفلِ میلاد النبی ﷺ میں بھی احادیث روایت کی جاتی ہیں۔ علماء وفقہاء اپنے شیوخ سے اسناد شدہ احادیث لوگوں کو سناتے ہیں۔ ایسے میں اگر خوشبوئیں پھیلائی جائیں اور اسٹیج لگایا جائے تو کیا حرج ہے یہ محبت کا تقاضا ہے۔ ائمہ فقہ کی سنت ہے اور محدثین اسلام کا طریقہ ہے۔

اور فضول خرچی کا اعتراض اگر ہم پر آتا ہے تو سب سے پہلے ان ائمہ پر یہ فتویٰ لگے گا مگر نہیں نہیں۔ جو رقم محبت رسول اور تعظیم رسول کے لیے خرچ ہو جائے

وہ ہمارے لیے باعث سعادت اور ذریعہ نجات ہے، کسی نے خوب کہا:

ہزار بار بشویم دھن بمشک و گلاب
ہنوز نام تو گفتن کمالِ بے ادبی است

اعتراضِ پنجم

جشن میلاد النبی کا موجد مظفر الدین نامی ایک فاسق و فاجر بادشاہ تھا

بعض دیوبندی یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ جشن اس لیے بھی برا ہے کہ اسے ایک فاسق و فاجر اور غلط کار بادشاہ نے ایجاد کیا تھا، یہ جشن تاریخِ اسلام میں گزرنے والے بعض جاہل بدعتی اور فاسق شہنشاہوں کی یادگار ہے۔ چنانچہ مولوی اشفاق علی سنبھلی ملتانی لکھتا ہے:

"اس جشن میلاد کو ابوسعید بن الحسن علی بکتگین سلقب بہ عمر بن محمد نے ایجاد کیا اور اس کو ملک المظفر بن زین الدین گورنر اربل متصل موصل نے رواج دیا اور یہ دونوں فاسق اور بدعتی تھے۔"

جواب:

یہ تو آپ پیچھے پڑھ چکے ہیں کہ محفلِ میلاد النبی ﷺ کا وجود تو نبی ﷺ کے دورِ ظاہر میں بھی تھا مولانا عبدالحی دیوبندی نے بھی اس کا بار بار اعتراف کیا ہے اس لیے دیوبندیوں کا یہ کہنا کہ یہ فلاں فاسق بادشاہ کی ایجاد ہے سراسر غلط ہے۔ ہاں یہ کہا جا سکتا ہے کہ نبی ﷺ کے دن کو بطور جشن منانے کا آغاز اس بادشاہ نے کیا ہے مگر کیا یہ مظفر بن زین الدین فاسق و فاجر اور بدعتی تھا؟ آئیے تاریخ وحدیث اور فقہ وتفسیر کے امام علامہ ابن کثیر سے پوچھیے۔

البداية والنهاية

الملك المظفر ابوسعيد كوكبرى احد الاجواد والسادات الكبراء والملوك الامجاد له آثار حسنة .... و كان يعمل المولد الشريف فى ربيع الاول و يحتفل به احتفالا حائلًا و كان مع ذلك شهما شجاعا ناتكًا بطلًا عاقلًا عادلا رحمه الله و اكرم مثواه .... و قد كان محمود السيرة والسريرة۔

(البدایہ جلد ۱۳ صفحہ ۱۳۷ ذکر سن ۶۳۰)

ترجمہ: ملک مظفر ابوسعید کوکبری، فیاض عظیم سادات اور بڑے باعزت بادشاہوں میں سے تھا اس نے اپنے پیچھے اچھی یادگاریں چھوڑیں وہ ماہِ ربیع الاول میں میلاد شریف کے موقع پر عظیم جشن منایا کرتا تھا، علاوہ ازیں بڑا، اللہ اس پر رحمت کرے اور اس کا انجام اچھا بنائے، نہایت نیک کردار اور نیک طبع تھا۔

اسی طرح قاضی القضاۃ مورخ کبیر علامہ شمس الدین ابن خلکان لکھتے ہیں:

و كان كريم الاخلاق و كثيرة التواضع حسن العقيدة سالم البطانة شديد الميل الى اهل السنة والجماعة۔

(وفیات الاعیان المعروف تاریخ ابن خلکان جلد ۴ صفحہ ۱۱۹ زیر عنوان عدد ۵۴۷ ترجمہ مظفر الدین صاحب اربل)

ترجمہ: وہ مظفر الدین بڑے اچھے اخلاق والا بڑا متواضع عجز پسند اچھے عقیدہ کا

مالک سلیم الطبع اور مذہب اہل سنت و جماعت پر سختی سے کاربند تھا۔

اب بتلائیے کیا یہ بادشاہ فاسق اور بدعتی تھا؟ بلکہ یہاں سے تو ثابت ہوگیا کہ اہلِ سنت و جماعت تھا اور یہ بھی معلوم ہوگیا کہ جشن میلاد النبی منانا ہمیشہ سے اہلِ سنت کا طریقہ چلا آرہا ہے اور یہ جو اس کے خلاف ہیں، ہمیشہ سے اہلِ سنت سے خارج چلے آرہے ہیں۔

اعتراض ششم

عید میلاد النبی دین میں ایک اضافہ ہے کیونکہ اسلام میں صرف دو عیدیں ہیں

یہ اعتراض دیوبندی وہابی علماء بڑی شد و مد کے ساتھ بریلوی مسلک پر وارد کرتے ہیں کہ اسلام میں صرف دو عیدیں ہیں۔ عید الفطر اور عید الاضحیٰ، اس کے علاوہ تیسری کوئی عید نہیں، اس لیے اسے بند کرنا چاہیے، چنانچہ ذیل میں ان کی بعض عبارات ملاحظہ ہوں۔

جواب اول

از روئے قرآن کسی بھی عظیم نعمت کے حاصل ہونے کا دن قوم کے لیے عید کا دن ہوتا ہے

قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً

مِّنْكَ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ (سورہ مائدہ: ۱۱۴)

ترجمہ: کہا حضرت عیسیٰ بن مریم نے کہ اے اللہ ہم پر آسمان سے دسترخوان نازل فرما جو ہمارے پہلوں اور پچھلوں کے لیے عید ہوگی، اور تیری طرف سے ایک نشانی اور ہمیں رزق عطا فرما، اور تو سب سے بہتر رزق دینے والا ہے۔

آیت کی تفسیر

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے آپ کے حواریوں نے مطالبہ کیا کہ آپ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ ہم پر آسمان سے دسترخوان کھانے سے بھرا ہوا اتارے۔ آپ نے انہیں اس سے منع کیا، مگر وہ اصرار کرنے لگے تب آپ نے دعا فرمائی: اے اللہ! ہم پر آسمان سے کھانے سے بھرا ہوا دسترخوان نازل فرمادے، ہم اس کی خوشی میں اس دن کو عید کے طور پر منائیں گے جشن کریں گے، اور صرف ہم ہی نہیں ہماری آئندہ نسلیں بھی دسترخوان کے نازل ہونے کے دن کو عید سمجھیں گی چنانچہ آپ کی یہ دعا قبول ہوئی طرح طرح کی نعمتوں سے مالا مال لذیذ اور عمدہ کھانوں سے پر دسترخوان نازل ہوگیا، وہ اتوار کا دن تھا، اور عیسائیوں نے اسے ہمیشہ عید کا دن سمجھا۔ چنانچہ چند ایک تفاسیر کی مختصر عبارات ملاحظہ فرمائیں۔

تفسیر ابن جریر

عن السدی قوله تكون لنا عيد الاولنا و اخرنا يقول نتخذ اليوم الذى نزلت فيه عيدا نعظمه نحن و من بعدنا۔ عن قتادة قوله تكون لنا عيد الاولنا و

اخرنا قال ارادو ان تکون لعقبهم من بعدهم۔ قال سفیان تکون لنا عیدا قالو نصلی فیه۔

(تفسیر ابن جریر جلد ۷، صفحہ ۸۴ مطبوعہ بیروت)

ترجمہ: حضرت سدیؓ سے مروی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس قول تکون لنا عیداً کا مطلب یہ ہے کہ اے اللہ! جس روز دسترخوان اترے گا وہ دن ہم بطور عید منائیں گے اس دن کی تعظیم ہم بھی کریں گے اور ہماری پچھلی نسلیں بھی۔ حضرت قتادہؓ سے اس قول کی تفسیر یوں مروی ہے کہ ہماری بعد والی نسلیں بھی اس دن کو عید منائیں گی جب کہ حضرت سفیان نے تفسیر یہ کی ہے کہ یعنی ہم اس دن نماز پڑھا کریں گے عبادت کیا کریں گے۔

تفسیر کبیر

عیدًا لاولنا و اخرنا۔ ای نتخذ الیوم الذی تنزل فیه المائدة عیدانعظمه نحن و من یأتی بعدنا۔ و نزلت یوم الاحد فاتخذه النصاریٰ عیدا۔

(تفسیر کبیر جلد ۱۲ صفحہ ۱۳۱ مطبوعہ مصر جامعہ ازہر)

ترجمہ: قول باری تعالیٰ عیداً لاولنا و آخرنا کا مفہوم یہ ہے کہ جس دن مائدہ اترے گا ہم اور ہماری بعد والی نسلیں اسے بطور عید کے منائیں گے اور ہمیشہ اس کی تعظیم کیا کریں گی۔ چنانچہ وہ دسترخوان اتوار کے روز نازل ہوا اور عیسائیوں نے اسے عید کے طور پر اپنالیا۔

تقریباً یہی الفاظ قرطبی جلد ۶ صفحہ ۳۲۸ اور تفسیر خازن وغیرہ میں موجود ہیں۔

نتیجہ:

چونکہ دسترخوان کا آسمان سے قوم پر نازل ہونا ایک بہت بڑی خداوندی نعمت تھی، اس لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے وعدہ کیا کہ اے اللہ! ہم پر دسترخوان نازل فرما ہماری نسلیں بھی ہمیشہ وہ دن آنے پر عید منایا کریں گی۔ اور عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ کی بات پر عمل کرتے ہوئے ایسا کر کے دکھادیا۔ معلوم ہوا جس دن کسی قوم پر اللہ کی طرف سے ایک بڑا انعام ہوتا ہے، اللہ اس کے رسول اور اس کی کتاب کے فیصلہ کے مطابق وہ دن اس قوم کے لیے ہمیشہ کے واسطے عید اور جشن کا دن ٹھہرتا ہے اور ہمیشہ وہ دن آنے پر اس قوم کے لیے خوشی اور مسرت کا اظہار کرنا، اللہ اور اس کے رسول کی رضا کا موجب بنتا ہے۔

قرآن کریم کے مذکورہ ارشاد کی روشنی میں سوال کیا جا سکتا ہے کہ دسترخوان کا نازل ہونا بڑی نعمت ہے یا امام الانبیاء محسن انسانیت، پیغمبر اعظم ﷺ کا دنیا میں تشریف لانا بڑی نعمت ہے؟ اگر پہلی نعمت کے حصول کا دن ہمیشہ ہمیشہ کے لیے عید کا دن بنا دیا جانا بہتر ہے تو یوم ولادت محبوب کبریا ﷺ کو امت محمدیہ کے لیے ہمیشہ کے واسطے بطور عید منانا کیوں باعث رضاء الٰہی نہیں۔ اگر وہ دن قوم نصاریٰ کی عید تھا تو یہ دن امت مصطفویہ کے لیے اس سے بڑی عید کا دن ہے۔

جواب دوم

از روئے لغت، کسی بھی قوم کی سالانہ اجتماعی خوشی کا دن عید کا دن ہوتا ہے

تفسیر قرطبی

و قیل اصله من عاد یعود ای رجع .... فقیل لیوم

الفطر والاضحیٰ عید الانهما یعودان کل سنة و قال
الخلیل العید کل یوم یجمع کانهم عادوا الیه و قال
ابن الانباری سمی عیدا للعود فی موح والسرود فهو
یوم سرود الخلق۔

(تفسیر قرطبی جلد ۶ صفحہ ۳۲۸ مطبوعہ مصر سورہ مائدہ آیت ۱۱۴)

ترجمہ: کہا گیا ہے کہ عید کا لفظ "عاد یعود" سے بنا ہے یعنی لوٹ کر آنے والا دن اسی لیے یوم فطر اور یوم اضحیٰ کو عید کہا جاتا ہے کیونکہ یہ دونوں دن ہر سال لوٹ کر آتے ہیں۔ خلیل نے کہا: ہر وہ دن عید ہوتا ہے جس میں لوگ اکٹھے ہوں (اور خوشی منائیں) جب کہ ابن انباری نے کہا ہے کہ عید کو بھی اس لیے عید کہتے ہیں کہ وہ لوٹ کرنے والا خوشی کا دن ہے۔

لسان العرب

والعید کل یوم فیه جمع و اشتقاقه من عاد یعود
کانهم عادو الیه ۔۔۔ ابن الاعرابی سمی العید عیداً
لانه یعود کل سنة بفرح مجدد۔

(لسان العرب (صرف دال لفظ عود) صفحہ ۳۱۹ علامہ محمد بن مکرم افریقی مصری)

ترجمہ: ہر وہ دن عید ہے جس میں لوگ اکٹھے ہوا کریں، یہ لفظ "عاد یعود" سے بنا ہے یعنی لوگ اس دن کی طرف لوٹ کر آئیں، ابن عربی کہتے ہیں، عید کو بھی عید اسی لیے کہتے ہیں کہ وہ ہر سال لوٹ کر آتی اور نئی خوشی لاتی ہے۔

مفردات راغب اصفہانی

والعید ما یعود مرة بعد اخریٰ و خص فی الشریعة
بیوم الفطر و یوم النحر و لما کان ذلك الیوم
مجعودًا للسرور فی الشریعة کما نبه النبی صلی الله
علیه وسلم بقوله ایام اکل و
شرب و بعال صار یستعمل العید فی کل یوم فیه
مسرة و علی ذلك قوله تعالیٰ انزل علینا مائدة من
السماء تکون لنا عیدا۔

(مفردات راغب اصفہانی باب العین مع الواو صفحہ ۲۵۸)

ترجمہ: عید وہ ہوتی ہے جو بار بار لوٹ کر آئے، جب کہ شریعت میں یہ لفظ یوم فطر اور یوم نحر کے ساتھ خاص ہے۔ مگر جب شریعت میں بھی عید کا لفظ خوشی کے دن پر ہی بولا گیا ہے جیسا کہ نبی ﷺ کا ارشاد ہے کہ عید کا دن کھانے پینے اور کھیلنے کا دن ہے، اس لیے عید کا لفظ ہر اس دن پر بولا جاتا ہے جس میں مسرت اور خوشی ہو چنانچہ اللہ تعالیٰ کا قول تکون لنا عیداً اسی معنی پر ہے۔

فتح الباری

فان العید مشتاق من العود و قیل له ذالك لانه
یعود فی کل عام و قد نقل الکرمانی عن الزمخشری
ان العید هو السرور العائد و اقر ذالك فالمعنی ان

کل یوم شرع تعظیمه یسمی عیدًا۔

(فتح الباری جلد ۸ صفحہ ۲۱۸ کتاب التفسیر سورۃ المائدہ)

نتیجہ: مذکورہ عبارات کی رو سے روزِ روشن کی طرح کی واضح ہوگیا کہ کسی بھی قوم و ملت کا وہ دن عید ہوتا ہے جو بار بار اپنے دامن میں خوشیاں سمیٹ کر لائے اور اس کے آنے پر لوگ مل کر خوشی منائیں، تو نبی ﷺ کی ولادت مبارکہ کا دن یعنی بارہ ربیع الاول شریف کیا ہر سال لوٹ کر نہیں آتا اور کیا اس کی آمد پر ہر مسلمان کو خوشی اور مسرت حاصل نہیں ہوتی؟ جب ہوتی اور یقیناً ہوتی ہے تو پھر اسے عید میلاد النبی ﷺ کہنے پر کیا اعتراض ہے اور اس اعتراض کی کیا حقیقت باقی رہ جاتی ہے کہ اسلام میں صرف دو عیدیں ہیں۔

ارے بھلے مانسو، عید کی نماز جو ایک مخصوص نماز ہے اور عید کی قربانی جو ایک مخصوص قربانی ہے وہ اسلام میں صرف دو دنوں کے ساتھ خاص ہے۔ یعنی یکم شوال اور ۱۰ ذی الحج ان دو دنوں کے علاوہ کسی اور دن میں نماز پڑھنا ممنوع ہے اور ۱۰، ۱۱، ۱۲ ذی الحج کے سوا کسی اور دن میں قربانی کی نسبت سے جانور ذبح کرنا ممنوع ہے یہ کہیں نہیں لکھا کہ اسلام میں ان دونوں کے علاوہ کوئی عید ہی نہیں۔ بلکہ لکھا یہ ہے کہ ہر وہ دن عید کہلاتا ہے جس دن قوم مسلم یا کوئی دوسری قوم اجتماعی طور پر کسی نعمت کے ملنے پر خوشی منائے اور بلا شک و شبہ ولادت سرور دو عالم امتِ محمدیہ کے لیے بلکہ پوری نسل انسانیت کے لیے ہر نعمت سے بڑی نعمت ہے۔ اور لوگ اس دن اجتماعی طور پر خوشی کرتے ہیں تو پھر اسے عید کہنے پر خشک ملاں کو کیوں اعتراض ہے؟

جواب سوم

ازروئے حدیث مسلمانوں کی عیدیں صرف دو نہیں بلکہ کئی ہیں

(۱) جمعہ کا دن مسلمانوں کے لیے عید کا دن ہے

ارشادِ رسول ﷺ

و عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فی جمعة من الجمع معاشر المسلمين ان هذا يوم جعله الله لكم عيدًا فاغتسلوا و عليكم بالسواك۔ (رواه الطبرانی فی الاوسط والصغير و رجاله ثقات)

(طبرانی صغیر)(مجمع الزوائد جلد ۳ صفحہ ۱۷۳ مطبوعہ بیروت باب حقوق الجمعۃ)

ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے جمعہ کے ایک اجتماع میں فرمایا: اے مسلمان لوگو! یہ وہ دن ہے جسے اللہ نے تمہارے لیے عید بنایا ہے اس لیے جمعہ کے دن غسل کیا کرو اور (اچھے) کپڑے پہنا کرو، اسے طبرانی نے اوسط اور صغیر دونوں میں روایت کیا ہے اور اس کے راوی سب ثقہ ہیں۔

عن ابی هريرة قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ان جمعة عيد لكم۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کو میں فرماتے ہوئے

سنا کہ جمعہ تمہاری عید ہے۔

حدیث صحیح آپ نے پڑھ لی، نبی ﷺ کے ارشاد گرامی سے معلوم ہوگیا کہ وہ لوگ قطعی جھوٹے ہیں جو ہمیشہ کہتے رہتے ہیں کہ اسلام میں صرف دو ہی عیدیں ہیں۔ تاہم مزید اطمینان کے لیے ہم صحابہ کرام کے اقوال بھی واضح کیے دیتے ہیں۔

ارشاد عثمان غنی رضی اللہ عنہ

عن ابی عبید مولی ابن ازهر قال ثم شهدت العيد مع عثمان فجاء فصلّى وانصرف فخطب الناس فقال۔ انه قد اجتمع لكم فى يومكم هذا عيدان فمن احب من اهل العالية ان ينتظر الجمعة فلينتظرها و من احب ان يرجع فليرجع فقد اذنت له۔

(بخاری کتاب الحج باب المتمتع الذی لا یجد هدیا صفحہ ۳۶۵ جلد اول) (کنز العمال علامہ علاؤ الدین ہندی جلد ۸ صفحہ ۳۷۰ حدیث: ۲۳۳۰۷)

ترجمہ: ابو عبیدہ غلام ابن ازهر سے روایت ہے۔ کہتے ہیں میں (پہلے حضرت عمر کی امامت میں نماز عید پر حاضر ہوا) پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پیچھے بھی نماز عید پڑھی۔ آپ آئے نماز پڑھائی اور سلام پھیر کر یہ خطبہ دیا: اے لوگو! آج تمہارے لیے اس دن میں دو عیدیں اکٹھی آ گئی ہیں (عید الفطر اور جمعہ مبارک) تو علاقہ عالیہ سے آئے ہوئے لوگوں میں سے جو شخص نماز جمعہ پڑھ کر رکنا چاہتا ہے وہ ٹھہر جائے اور جو جانا چاہتا ہے چلا جائے میں اسے اجازت دیتا ہوں۔

معلوم ہوا کہ حضرت عثمان کا تمام صحابہ کرام کی موجودگی میں جمعہ کو عید قرار دینا اور سب صحابہ کا اس پر خاموش رہنا اس امر کی دلیل ہے کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی نبی ﷺ کے ارشاد کے مطابق جمعہ کو عید کا دن سمجھتے تھے۔ اب کچھ تو خوف خدا چاہیے ان لوگوں کو جو محض جہالت کی بناء پر عید میلادالنبی ﷺ پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اسلام میں صرف دو عیدیں ہیں تیسری کوئی عید نہیں، کیونکہ جمعہ کا عید ہونا شمس نصف النہار سے زیادہ واضح ہوگیا ہے۔ اب یہیں سے میلادالنبی ﷺ کی ولادت باسعادت کے دن کو عید کہنے کا مسئلہ بھی حل ہوگیا اس کی وضاحت سے پہلے درج ذیل عبارت ملاحظہ فرمالیں۔

جمعہ کیوں عید کا دن ہے

فاما العيد المتكرر فهو يوم الجمعة وهو عيد الاسبوع وهو مرتب على اكمال الصلوات المكتوبات لان الله فرض على المومنين فى اليوم والليلة خمس صلوات و ان الدنيا تدور على سبعة ايام فكلما كمل دور اسبوع من ايام الدنيا و استكمل المسلمون صلوتهم شرع لهم فى استكمالهم يوم الجمعة ..... و جعل ذلك لهم عيدا و لذلك نهى عن افراده بالصوم و فى شهود الجمعة شبهٌ من الجمع الخ

(روح البیان جلد ۲ صفحہ ۴۲۴ مطبوعہ استنبول سورہ مائدہ آیت ۱۱۴)

ترجمہ: مسلمانوں کو عیدوں میں سے ایک عید وہ ہے جو سال کے اندر بار بار آتی ہے اور وہ ہے جمعہ کا دن، یہ ہفتہ وار عید ہے، اس کی بنیاد فرض نمازوں کی مکمل ادائیگی پر اظہارِ تشکر ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایک دن اور رات یعنی چوبیس گھنٹوں میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں، اور دنیا سات دنوں کے چکر پر گھوم رہی ہے۔ چنانچہ جب وہ چکر ایک بار ختم ہوتا ہے۔ اور مسلمان اس میں مکمل پینتیس نمازیں ادا کر لیتے ہیں تو اس پر خوشی کا اظہار کرنے کے لیے انہیں ایک دن دیا گیا جو جمعہ کا دن ہے اور یہ دن ان کے لیے عید کا دن بنا دیا گیا۔ اسی لیے صرف جمعہ کے دن مخصوص طور پر روزہ رکھنے سے منع کیا گیا ہے اور جمعہ کے اجتماع کو حج کے اجتماع سے اشتباہ بھی ہے۔

اس کے علاوہ صاحب روح البیان نے یوم جمعہ کی مزید برکات گنوائی ہیں جن کے سبب سے اسے عید قرار دیا گیا ہے مثلاً یہ کہ اسی دن آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی، اسی روز ان کی خلقت ہوئی اور اس میں ذکر و فکر کے لیے اجتماع ہوتا ہے وغیرہ۔

معلوم ہو گیا جس روز اللہ کی طرف سے خصوصی نعمتیں ملیں وہ دن عید کہلاتا ہے جب بھی وہ دن لوٹ کر آئے، مسلمان اس دن خوشی کرتے ہیں اسی لیے جمعہ عید ہے تو وہی سوال پھر سے ذہنوں میں گھوم جاتا ہے کہ جس نبی کی آمد کے صدقے میں یہ ساری نعمتیں حاصل ہوئیں اس نبی کی اپنی آمد سے بڑھ کر کون سی نعمت ہے اسی لیے تو اللہ نے اس نعمت پر احسان جتلاتے ہوئے فرمایا:

لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولاً۔

اور اس نعمت عظمیٰ کے حصول کا دن یعنی بارہ ربیع الاول کیوں عید کا دن نہیں ہے۔

② حج کا دن یعنی یوم عرفہ بھی مسلمانوں کی عید ہے

ارشاد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

عن طارق بن شهاب قال جاء رجل من اليهود الى عمر فقال يا امير المومنين اية فى كتابكم تقرء و نها لو علينا نزلت معشر اليهود لا تخذنا ذلك اليوم عيدا قال واى آية۔ فقال اليوم اكملت لكم دينكم و اتممت عليكم نعمتى و رضيت لكم الاسلام دينا۔ فقال عمر انى لاعلم اليوم الذى نزلت فيه و المكان الذى نزلت على رسول الله صلى الله عليه وسلم بعرفات فى يوم جمعة۔

(مسلم شریف جلد ۲، ص ۴۳۰ کتاب التفسیر) (بخاری شریف (باختلاف یسیر) جلد ۶۶۳ کتاب التفسیر سورۃ المائدۃ)

ترجمہ: طارق بن شہاب سے روایت ہے کہ ایک یہودی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر کہنے لگا، اے امیر المومنین! آپ لوگوں (مسلمانوں) کی کتاب میں آیت ہے جسے آپ لوگ پڑھتے ہیں اگر وہ ہم یہودیوں پر اترتی تو ہم اس دن کو عید منایا کرتے آپ نے فرمایا کون سی آیت؟ کہنے لگا: یہ آیت الیوم اکملت لکم! یعنی آج کے دن میں (اللہ) نے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمتیں تمام کر دیں اور تمہارے لیے دین اسلام پر راضی ہو گیا۔ عمر

فاروق نے جواب دیا میں جانتا ہوں یہ آیت کس دن اور کہاں اتری۔

یہ آیت نبی ﷺ پر عرفات کے میدان میں جمعہ کے روز اتری تھی۔

حدیث کا متن اور ترجمہ تو صاف ہے مگر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہودی کے سوال اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے جواب میں کیا باہمی مطابقت ہے؟ تو تعلق یہ ہے کہ آپ نے اسے جواب دیا۔ اے یہودی! جس دن یہ آیت ہم پر اتری ہم اس دن دو عیدیں کر رہے تھے اور اس دن دو عیدیں تھیں جمعہ کا دن بھی عید تھا اور حج کا دن بھی عید، چنانچہ علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں۔

شرح نووی

و مراد عمر رضی الله عنه انا قد اتخذنا ذالك اليوم عيدا من وجهين فانه يوم عرفة و يوم جمعة و كل واحد منهما عيد لاهل الاسلام۔

(شرح نووی جلد ثانی ص ۳۲۰، کتاب التفسیر)

ترجمہ: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی مراد یہ تھی کہ جس دن یہ آیت اتری اس دن کو ہم دو طرح سے عید کے طور پر مناتے ہیں، کیونکہ وہ جمعہ کا دن تھا اور عرفات کا دن، اور یہ دونوں اہل اسلام کی عیدیں ہیں۔

فتح الباری

و قد تقدم فی کتاب الایمان بیان مطابقة جواب عمر للسوال لانه مسئلة عن اتخاذه عيدا فاجاب بنزولها بعرفة يوم الجمعة و محصلة ان فی بعض الروايات و كلاهما بحمد الله لنا عيد... و التنصيص

على ان تسمية يوم عرفة يوم عيد يغني عن هذا التكلف۔ (فتح الباری جلد ۸، ص ۲۱۸ کتاب التفسیر سورۃ المائدہ)

ترجمہ: کتاب الایمان میں گذر چکا ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا جواب یہودی کے سوال کے کیونکر مطابق ہے وجہ یہ ہے کہ یہودی نے اس آیت کے یوم نزول کو عید قرار دیا۔ آپ نے فرمایا یہ آیت حج کے دن جمعہ کے روز نازل ہوئی، بلکہ بعض روایات میں تو حضرت عمر کے یہ صریح الفاظ موجود ہیں کہ فرمایا یہ (حج اور جمعہ کا دن) دونوں بحمد اللہ ہمارے لیے عید ہیں، اور ایسی صریح نص کے بعد جمعہ اور حج کے دنوں کو عید قرار دینے کے لیے کسی تکلیف کی ضرورت نہیں رہتی۔

مذکورہ روایات اور ان کی شروح سے صاف صاف معلوم ہو گیا کہ جمعہ کا دن بھی مسلمانوں کی عید ہے اور یہ فیصلہ نبی ﷺ صحابہ کرام اور علماء امت کا ہے جس سے انکار ناممکن اور گمراہی ہے اسی طرح حج کا دن یعنی ۹ ذی الحج بھی اہل اسلام کی عید ہے اور یہ فیصلہ تاجدار قصر عدالت امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ہے۔ اب اس کے مقابلہ میں دیوبندی اور اہل حدیث مولویوں کا فتویٰ دیکھو کہ اسلام میں صرف دو عیدیں ہیں تیسری کوئی عید نہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ اسلام میں عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے علاوہ تیسری عید یعنی جمعہ نبی ﷺ اللہ نے پیدا کی اور چوتھی عید یعنی ۹ ذی الحج حضرت عمر نے قرار دی بتلاؤ کس کس پر تمہارے فتوے کی زد پڑتی ہے۔ ؎

شرم تم کو مگر تم کو آتی نہیں

قارئین آپ پہ یہ بھی واضح ہو چکا کہ جمعہ، حج کا دن عید الفطر اور عید الاضحیٰ،

صرف اس لیے عیدیں ہیں کہ ان میں اہل اسلام پر بڑی بڑی نعمتوں کا نزول ہوا جب کہ ۱۲ ربیع الاول شریف کو وہ نبی آیا جس کی طفیل ساری نعمتیں ملی ہیں جس نے ذلت میں پڑی ہوئی انسانیت کو اوج ثریا پر پہنچا دیا تو کیا اس کی آمد کا دن اہل اسلام کی عید نہیں۔

③ اللہ کی بڑی نعمتوں کے حاصل ہونے والا دن قوم کا بطور عید منانا

ارشاد رسول مقبول ﷺ

پہلے باب میں گزر چکا ہے کہ نبی ﷺ مدینہ طیبہ میں تشریف لائے تو یہود کو ۱۰ محرم کے دن روزہ رکھتے پایا حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

مسلم شریف

عن ابی موسیٰ قال کان یوم عاشوراء یعظمه الیهود تتخذه عیدا فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم صوموه انتم و عن ابی موسی قال کان اهل خیبر یصومون یوم عاشوراء یتخذونه عیدًا و یلبسون نساءهم فیه علیهم و شارتهم فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم فصوموه انتم۔

(مسلم شریف جلد اول ص ۳۵۹ باب صوم عاشوراء)

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ۱۰ محرم کے دن کی یہود کی تعظیم کیا کرتے اور اسے بطور عید منایا کرتے تھے۔ نبی ﷺ نے فرمایا اے مسلمانو! تم بھی اس دن روزہ رکھا کرو، اور حضرت ابو

موسیٰ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ اہل خیبر (یہود) عاشورہ کے دن روزہ رکھا کرتے اور اسے بطور عید منایا کرتے تھے ان دن ان کی عورتیں زیورات اور زرق برق لباس پہنا کرتی تھیں، نبی ﷺ نے فرمایا (مسلمانو!) تم بھی اس دن روزہ رکھا کرو۔

حاشیہ ابو الحسن سندی علی مسلم

قولهٗ یعظمهٗ تتخذه عیدا فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم صوموه انتم ای قال للصحابة صوموه انتم ایضا للموافقة۔

ترجمہ: حدیث کے جو یہ الفاظ ہیں کہ یہود عاشورا کو عید مناتے تھے تو نبی ﷺ نے فرمایا تم بھی اس دن روزہ رکھو ان کا مقصد یہ ہے کہ یہود کو عید منانے میں تم بھی موافقت کرو اور روزہ رکھو (یعنی جس انداز میں یہود یہ عید مناتے ہیں تم بھی مناؤ!)

مجمع الزوائد

عن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم عاشوراء عیدا نبی کان قبلکم فصوموه انتم۔

(مجمع الزوائد باب صوم عاشوراء ۱۸۵، جلد ۳) (کنز العمال جلد ۸ کتاب الصوم ۵۷۲ اور ۵۷۵)

ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا عاشوراء یعنی ۱۰ محرم تم سے پہلے آنے والے ایک نبی (موسیٰ علیہ السلام) کی عید کا دن ہے تم بھی اس دن روزہ رکھا کرو ۱۰ محرم کیوں بطور عید منایا جاتا تھا؟

اس لیے کہ اس روز اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور آپ کی قوم بنی اسرائیل کو فرعون سے نجات دی تھی جیسا کہ مسلم شریف جلد دوم ۳۵۹؍ پر حدیث کے صاف صاف الفاظ موجود ہیں کہ اس دن موسیٰ علیہ السلام نے بھی شکرانہ نعمت آزادی میں روزہ رکھا اور یہود بھی رکھتے آئے اور اس دن کو سالانہ عید منایا ہے۔ نبی ﷺ نے اس کی مخالفت کرنے کے بجائے ارشاد فرمایا کہ اے مسلمانو! یہ اللہ کے ایک نبی کی عید ہے اس میں تم بھی شرکت کرو اور تم بھی عید مناؤ۔

تو کس قدر صاف صاف معلوم ہو گیا کہ

۱۔ جس دن کسی قوم کو اللہ کسی بڑی نعمت سے نوازے وہ دن اس قوم کی عید کا دن ہوتا ہے لوگ اس میں خوشی کریں تو اللہ اور رسول ناراض ہونے کی بجائے خوش ہوتے ہیں۔

۲۔ اس دن عبادت کرنا چاہئے اور اسے عید کے لفظ سے تعبیر کرنا چاہئے۔ جیسا کہ نبی ﷺ نے اسے عید کے لفظ سے یاد فرمایا۔

جواب چہارم

اس اعتراض کا عقلی پوسٹمارٹم اور ایک کھلا چیلنج

جو لوگ عید میلاد النبی ﷺ کو بدعت کہتے ہوئے یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ اسلام میں صرف دو ہی عیدیں ہیں عید فطر اور عید اضحی تیسری کوئی عید نہیں ان سے خدا کے نام پر سوال ہے کہ تمہارے پاس اپنے دعوے پر کوئی دلیل تو ہوگی، کیونکہ دلیل کے بغیر تو کوئی دعویٰ قبول نہیں اور تم تو ایک اصول پیش کر رہے ہو جس کی مخالفت پر بدعت اور گمراہی کا فتویٰ بھی جاری کر رہے ہو ظاہر ہے ایسا اصول جس کی مخالفت گمراہی

گناہ کا ارتکاب ہو کسی ٹھوس بنیاد پر ہی ثابت کیا جا سکتا ہے۔ اس لیے ہم پوچھتے ہیں:

۱۔ کیا قرآن کی کسی آیت میں ہے کہ اسلام میں صرف دو عیدیں ہیں اگر ہے تو براہ کرم وہ آیت دکھلاؤ کس سورۃ اور کس پارہ میں ہے مگر خدا کی قسم ایسی کوئی آیت تم نہیں لا سکتے۔ بلکہ قرآن میں تو عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے عید ہونے کا لفظ بھی کہیں موجود نہیں چہ جائیکہ تمہارا اخذ کردہ اصول موجود ہو بلکہ قرآن میں تو ہر نعمت کے حاصل ہونے والے دن کو عید لکھا ہے۔

۲۔ اگر قرآن نہیں تو نبی ﷺ کا ارشاد ہی پیش کرو کوئی ایک حدیث صحیح پیش کرو جس کے الفاظ یہ ہوں کہ مسلمانوں کی عیدیں صرف دو ہیں تیسری کوئی عید نہیں، مگر ہمارا دعویٰ ہے کہ قیامت تک سارے دیوبندی وہابی مل کر بھی ایسی حدیث پیش نہیں کر سکتے بلکہ حدیث میں تو کئی عیدیں لکھی ہیں۔

۳۔ جب قرآن اور حدیث میں تمہارا یہ اصول کہیں موجود نہیں تو کیا شریعت تمہارے گھر کی لونڈی کا نام ہے کیا تم صاحب شریعت رسول ہو کہ خود ہی ایک اصول قائم کرو اور اس کی مخالفت کرنے والوں کو خود ہی گمراہ اور بد دین بلکہ لعنتی تک کہتے پھرو۔ اگر تم رسول ہو تو بھی اسکا اعلان کرو خود کو خدا سمجھتے ہو تو بھی واضح کرو تا کہ تم پر مرتد ہونے کا فتویٰ جاری کیا جا سکے۔

۴۔ اگر تمہارے پاس لغت کی کسی کتاب کا حوالہ ہے تو دکھلاؤ اس کے الفاظ یہ ہونے چاہئیں کہ عید کا لفظ صرف دو دنوں پر بولا جاتا ہے یوم الفطر اور یوم الاضحیٰ پر۔ مگر ہمارا دعویٰ ہے کہ ساری عربی لغت میں کہیں یہ الفاظ نہ ملیں گے بلکہ پیچھے ہم کتب لغت سے حوالہ جات لکھ چکے ہیں کہ کسی قوم کی اجتماعی خوشی کا بار بار آنے والا دن اس قوم کی عید کا دن ہوتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ

اگر تم لغت کی کسی کتاب سے اپنے دعوےکے الفاظ دکھا بھی دو تو بھی اس سے کچھ نہیں بنتا، کہاں تمہارا دعویٰ ہے کہ تیسری عید ماننے والا گمراہ بلکہ لعنتی ہے۔ حالانکہ لغت کی ایک عبارت کا منکر گمراہ اور لعنتی تو نہیں ہوتا اگر ہوتا ہے تو ثابت کرو، یہ بھی ہم ایک مفروضہ کے طور پر کہہ رہے ورنہ ایسی کوئی عبارت لغت کی کسی کتاب سے کوئی ماں کا لال دکھا سکتا ہی نہیں۔

جواب پنجم

ہر دور کے علماء وفقہاء نے یوم میلاد النبی ﷺ کو عید قرار دیا

علامہ سید احمد عابدین رحمۃ اللہ علیہ دمشقی متوفی ۱۳۲۰ھ کا ارشاد

فرحم الله امراء اتخذ ليالي شهر مولده المبارك اعيادًا فانه اذا لم يكن من ذلك فائدة الا كثرة الصلوة و التسليم عليه لكفى و فضلهما لا يخفى و الله اعلم بالمرام انما الاعمال بالنيات۔

(جواہر البحار جلد ۳،ص ۳۴۱ مطبوعہ مصر)

ترجمہ: تو اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحمت فرمائے جس نے نبی ﷺ کے میلاد مبارک کی راتوں کو بطور عید منایا، کیونکہ اگر اسے ان راتوں میں کثرت صلوٰۃ وسلام کے سوا کچھ اور حاصل نہ بھی ہوا تو یہ عمل بھی اس کے لیے کافی ہے کیونکہ اللہ نیتوں سے واقف ہے اور اعمال کا مدار نیت پر ہے۔

سید المحدثین امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۹۲۳ھ کا ارشاد

و مما جرب من خواصه انه امان في ذلك العام و بشرىٰ عاجلة لنيل البغية و المرام فرحم الله امرًا اتخذ ليالي شهر مولده اعيادًا۔

ترجمہ: جشن میلاد النبی ﷺ کی تجربہ شدہ برکات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ یہ عمل سارا سال باعث خیریت و عافیت بھی ہوتا ہے اور اخروی نجات کی پیش گوئی بھی۔ تو اس شخص پہ اللہ رحم کرے جو میلاد النبی کی راتوں کو عید کی راتیں بنائے۔

امام المحققین شیخ عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ نے بھی ماثبت بالسنۃ میں یہی الفاظ ارشاد فرمائے ہیں۔

امام ابن جوزی متوفی ۵۹۷ھ کے رسالہ المولد الشریف سے پیچھے ہم عبارت نقل کر آئے ہیں جس کا ترجمہ یہ ہے کہ مکہ مکرمہ مدینہ منورہ مصر یمن شام اور تمام ممالک مشرق و مغرب میں اہل اسلام ماہ ربیع الاول میں خوشی مناتے ہیں غسل کرتے بہترین لباس پہنتے مختلف زینتیں کرتے خوشبو اور سرمہ لگاتے اور میلاد سننے پر بڑا اہتمام کرتے ہیں۔ ۱۲

اسی طرح سیرت حلبیہ جلد اول ص ۱۳۷/ کے حوالہ سے قدوۃ المحدثین امام سخاوی متوفی ۶۴۳ھ کا ارشاد ہم پیچھے لکھ آئے ہیں جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ہمیشہ سے اہل اسلام تمام اطراف عالم میں ماہ ربیع الاول کے آنے پر بڑی بڑی عظیم الشان دعوتیں کرتے، مختلف صدقہ و خیرات کرتے اور اظہار فرحت و مسرت کرتے ہیں اور میلاد شریف پڑھوانے کا خاص اہتمام کرتے ہیں۔ ۱۲

اب ظاہر ہے جس دن سے مسلمان خوشی کریں عمدہ کپڑے پہنیں، خوشبو اور

سرمہ لگائیں۔ طرح طرح سے صدقہ وخیرات کریں، بڑی بڑی دعوتیں کریں اور میلاد شریف پڑھوانے کا اہتمام کریں اسے ہم عید میلاد النبی نہ کہیں تو کیا کہیں، پتہ چلا عید میلاد النبی آج نہیں ہمیشہ سے مسلمانوں میں چلی آرہی ہے اگر کوئی اب بھی سورج کو سیاہ کہتا پھرے تو اس کی مرضی۔

نبی ﷺ اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت ہیں

خدا نے نبی ﷺ کی آمد کو قرآن میں متعدد جگہ اپنا احسان قرار دیا ہے

لقد من اللہ علی المومنین اذا بعث فیھم رسولا من انفسھم یتلو علیھم آیاتہ و یزکیھم و یعلمھم الکتاب و الحکمۃ و ان کانوا من قبل لفی ضلال مبین۔ (سورۃ النسآء آیت:۱۶۴)

ترجمہ: تحقیق اللہ نے مومنوں پر احسان فرمایا کہ جب ان میں انہی میں سے رسول بھیج دیا جو ان پر اللہ کی آیات پڑھتا ہے انہیں پاک کرنا اور کتاب وحکمت سکھلاتا ہے اگرچہ اس سے پہلے وہ کھلی گمراہی میں تھے۔

معلوم ہوا نبی ﷺ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مسلمانوں کو بھیجی ہوئی اتنی عظیم نعمت ہیں کہ خدا تعالیٰ یہ نعمت دے کر خود فرما رہا ہے کہ میں نے اپنے رسول جیسی نعمت دے کر لوگوں پر بہت ہی بڑا احسان کیا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم اور کئی جگہ اپنے رسول کی آمد کا ذکر کر کے مسلمانوں پر احسان جتلایا ہے۔ دیکھئے:

هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۗ وَاِنْ

كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۙ (سورۃ الجمعہ ۲)

ترجمہ: اللہ وہ ہے جس نے ان پڑھ لوگوں میں انہی میں سے رسول بھیجا کہ ان پر اس کی آیتیں پڑھتے ہیں اور انہیں پاک کرتے ہیں اور انہیں کتاب وحکمت سکھلاتا ہے اگرچہ اس سے پہلے وہ کھلی گمراہی میں تھے۔

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝۹

(سورۃ الصف، آیت:۹)

ترجمہ: اللہ وہ ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا تاکہ اسے ہر دین پر غالب کر دے اگرچہ یہ بات کافروں کو ناگوار ہی گذرے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ۭ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝

(سورۃ النساء، آیت:۱۷۰)

ترجمہ: اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سچائی لے کر رسول آگیا ہے تم ایمان لاؤ یہ تمہارے لیے بہتر ہے اور اگر نہ مانو گے تو اللہ ہی کے لیے ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہے اور اللہ علم وحکمت والا ہے۔

ان تین آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنا تعارف یوں کرایا ہے کہ اے لوگو! میں وہ اللہ ہوں جس نے تمہیں ایسا رسول عطا فرمایا ہے جو تمہیں سچائی کی دولت بانٹتا ہے

تمہیں پاک کرتا ہے تمہیں علم وحکمت کے خزانے دیتا ہے، تو یہ آیات اس امر پر نص ہوئیں کہ اللہ نے اپنے رسول کو ایک بہت بڑی نعمت قرار دے رہا ہے اور اپنا احسان جتلا رہا ہے۔

سب انبیاء اللہ کی بڑی نعمتیں تھے

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْۢبِيَآءَ وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا ۖ وَّاٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ يُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۰﴾ (سورۃ المائدہ،۲۰)

ترجمہ: اور یاد کرو جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا اے میری قوم تم پر جو اللہ کی نعمت ہے اسے یاد کرو، جب اللہ نے تم میں نبی بھیجے اور تمہیں بادشاہ بنایا اور تمہیں وہ کچھ دے دیا جو جہانوں میں سے کسی کو نہیں دیا گیا۔

نبی ﷺ نے قرآن کریم میں متعدد جگہ نعمت قرار دیا ہے

فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِيْ ۗ وَلِاُتِمَّ نِعْمَتِيْ عَلَيْكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۵۰﴾ كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۵۱﴾

(سورۃ البقرہ، آیت: ۱۵۰،۱۵۱)

ترجمہ: تو تم ان سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو، اور تاکہ میں تم پر اپنی نعمت تمام کردوں اور تاکہ تم ہدایت پاؤ جیسا کہ ہم نے تم میں رسول بھیجا جو

تمہیں میں سے ہے تم پر ہماری آیات پڑھتا ہے تمہیں پاک کرتا اور کتاب وحکمت سکھلاتا ہے اور وہ کچھ سکھلاتا ہے جو تم نہیں جانتے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمت کے تمام ہونے کی مثال یہ دی ہے کہ اللہ نے لوگوں میں اپنے رسول کو بھیجا جو انہیں پاک کرتا اور کتاب وحکمت سکھلاتا ہے ایسی مزید بھی آیات ہیں جن میں مفسرین کرام نے لفظ نعمت سے نبی ﷺ کی ذات مراد لی ہے ہم ان میں سے ایک دو آیات پیش کرتے ہیں۔

وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۸﴾ (سورۃ النحل، آیت:۱۸)

ترجمہ: اور اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمت شمار کرنا چاہو تو نہیں شمار کر سکتے بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

اس آیت کریمہ کی تفسیر علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مواہب لدنیہ میں حضرت سہل بن عبداللہ تستری سے یہ روایت کی ہے کہ فرمایا وہ نعمت نبی ﷺ کیونکہ آپ نعمت عظمیٰ ہیں آپ رحمۃ للعالمین ہیں اور اس کے طفیل ساری نعمتیں اور فوائد حاصل ہوئے جو شمار سے خارج ہیں۔

يَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ يُنْكِرُوْنَهَا وَاَكْثَرُهُمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۳﴾ (سورۃ النحل، آیت:۸۳)

ترجمہ: اللہ کی نعمت کو پہنچاتے ہیں پھر اس کا انکار کرتے ہیں اور اکثر کافر ہیں۔

اس کی تفسیر یہ ہے جو علامہ ابوجعفر ابن جریر طبری نے روایت بیان کی چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

و کان تبدیلهم نعمة الله كفروا فی بنی الله محمد صلی

الله علیه وسلم انعم الله به علی قریش فاخرجه منهم۔ (تفسیر جامع البیان علامہ ابن جریر طبری جلد ۷، ص ۱۴۵)

ترجمہ: اللہ کی نعمت تبدیل کرنے کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کا انکار کیا جن کے صدقہ میں اللہ نے قریش پر نعمتیں نازل کیں مگر انہوں نے آپ کو مکہ سے نکلنے پر مجبور کر دیا۔

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

و ای نعمة اعظم من بروز هٰذا النبی نبی الرحمة فی ذلك الیوم و علی هذا فینبغی ان یتحری الیوم بعینه حتی یطابق قصة موسٰی فی یوم عاشوراء۔

(حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین ص ۲۳۷، مطبوعہ بیروت) (الحاوی للفتاویٰ جلد اول ص ۱۹۶)

ترجمہ: اس دن (بارہ ربیع الاول) میں نبی ﷺ نبی رحمت کے دنیا میں جلوہ گر ہونے سے بڑھ کر اور کون سی نعمت ہو سکتی ہے اس لیے چاہئے کہ آپ کی خوشی کرنے کے لیے یہی دن مقرر کیا جائے تاکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے یوم عاشورا سے پوری مطابقت ہو جائے۔

علامہ حافظ ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

فان اعظم نعم الله علی هٰذه الامة اظهار محمد صلی الله علیه وسلم لهم و بعثته و ارساله الیهم کما قال الله تعالٰی لقد من الله علی المومنین اذ بعث

فیهم رسولا منهم انفسهم فان النعمة علی الامة بارساله منهم انفسهم فان النعمة علی الامة بارساله صلی الله علیه وسلم اعظم من النعمة علیهم بایجاد السماء و الارض و الشمس و القمر و الریاح و اللیل و النهار و انزل المطر و اخراج النبات و غیر ذالك۔

ترجمہ: اس امت پر اللہ کی سب نعمتوں سے بڑھ کر یہ نعمت ہے کہ نبی ﷺ ان کے لیے پیدا کر دیے گئے اور ان کی طرف بھیج دیے گئے جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے۔ لقد من الله الخ کیونکہ اس امت کے لیے آپ کو بھیجا جانا ان سب نعمتوں سے بڑھ کر ہے جو کہ ارض، و سماء، شمس، و قمر، ہوائیں شب و روز بارش اور نباتات کو پیدا کیا گیا، وغیرہ۔

حاصل کلام

روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ ہر صدی کے علماء و فقہاء ہمیشہ سے نبی ﷺ کے میلاد کے دن کو عید قرار دیتے آئے ہیں اور ان کے روشن فتویٰ آپ نے ملاحظہ فرما لیے۔ تو کیا خیال ہے آج کل کے ان جاہل دیوبندی اور وہابی ملاؤں کا ان فقہاء و علماء منجملہ حضرت امام شافعی امام رازی امام جلال الدین سیوطی علامہ ابن حجر مکی اور علامہ قسطلانی رحمہم اللہ کے بارہ میں یہی ہستیاں تو سرمایہ اسلام ہیں۔ انہی کے توسط سے آج ہمیں دین کی معرفت ملی ہے۔

اعتراض ہفتم

عید میلاد النبی کنہیا کے جنم دن اور عیسائیوں کے بڑے دن کے مشابہ ہے

کنہیا ہندوؤں کے ایک اوتار کو کہتے ہیں جس کا نام شری کرشن جی کہا جاتا ہے ہندوؤں کے بقول وہ انسانی روپ میں خدا تھا۔ چنانچہ ہندو اس کی پیدائش کا دن مناتے ہیں، جب کہ عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کے دن جشن بپا کرتے ہیں جسے کرسمس کا نام دیا جاتا ہے اور ہندوستان میں اسے بڑے دن سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ معلوم ہوا بڑی شخصیات کا دن منانا اور اصل کافرانہ رسم ہے، عیسائیوں اور ہندوؤں کی سنت ہے۔ جو مسلمانوں نے اپنا کر کافروں سے مشابہت کی ہے، اس لیے اس مشابہت کی بنا پر عید میلاد النبی ﷺ ناجائز ٹھہرتی ہے۔ اسے بند کر دینا چاہئے چنانچہ دیوبندی گروہ کے ایک بہت بڑے سرخیل مولوی خلیل احمد انبیٹھوی صاحب لکھتے ہیں:

> "پس یہ ہر روز اعادہ ولادت کا تو مثل ہنود کے، کہ سانگ کنہیا کی ولادت کا ہر سال کرتے ہیں یا مثل روافض کے کہ نقل شہادت اہل بیت کرتے ہر سال کرتے ہیں، معاذ اللہ سانگ آپ کی ولادت کا ٹھہرا اور خود یہ حرکت قبیحہ قابل لوم و حرام و فسق ہے۔

(براہین قاطعہ مصنفہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی ص ۱۴۸)

سانگ کا معنی ہے مشابہت، یعنی ہر سال نبی کریم ﷺ کی ولادت کے دن خوشی کرنا مشابہت ہے ہندوؤں کے اس فعل کی کہ وہ اپنے اوتار کنہیا کے جنم دن

میں ہر سال خوشی کرتے ہیں۔ خلاصہ کلام یہ ہوا کہ عید میلاد النبی ﷺ ایک کافرانہ رسم ہے۔ (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ)

جواب اول

مشابہت کا دعویٰ بے بنیاد ہے

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ دیوبندی وہابی علماء کہتے ہیں عید میلاد النبی ﷺ کنہیا کے جنم دن سے مشابہ ہے۔ ہم پوچھتے ہیں کس چیز میں مشابہ ہے اور عید میلاد النبی ﷺ کی مشابہت کنہیا کے جنم دن سے کس چیز میں ہے؟

۱- کیا جس تاریخ کو ہندو کنہیا کا جنم دن مناتے ہیں اسی تاریخ میں مسلمان بھی عید میلاد النبی ﷺ کی خوشی کرتے ہیں؟ اگر جواب ہاں میں ہے تو ثابت کرو اور اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر کس چیز میں مشابہت ہے عید میلاد کی کنہیا کے جنم دن سے؟

۲- کیا کنہیا کے جنم دن میں جو افعال ہندو کرتے ہیں مسلمان بھی عید میلاد میں وہی افعال بجا لاتے ہیں؟ (۱) ہندو تو اس دن کنہیا کی مورتیوں کے آگے سجدہ ریز ہوتے ہیں، جب کہ مسلمان عید میلاد میں قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں (۲) ہندو اس دن بت خانے آباد کرتے ہیں جب کہ مسلمان اللہ کا گھر مسجد آباد کرتے ہیں (۳) ہندو اس دن اپنے خداؤں کو یاد کرتے ہیں جب کہ مسلمان ۱۲ ربیع الاول کو لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا ورد کر کے کفر کی بنیادیں دہلاتے اور لرزا دیتے ہیں، تو پھر عید میلاد النبی ﷺ کی مشابہت کنہیا کے جنم دن سے کس چیز میں ہے؟

۳- کیا اس کے علاوہ کوئی ایسی چیز ہے جس میں مذکورہ مشابہت کا دعویٰ کیا ہے؟ اگر نہیں تو پھر کس چیز میں مشابہت ہے؟

۴- ہاں یہ کہا جا سکتا ہے کہ محض اس بات میں مشابہت ہے کہ ہندو بھی اپنے بڑے خدا کا جنم دن مناتے ہیں اور مسلمانوں نے بھی نبی ﷺ کا جنم دن منانا شروع کر دیا، بس اسی چیز میں مشابہت ہے تو ہم کہتے ہیں کہ صرف اتنی سی مشابہت اور اشتراک کا باعث ملامت ہونا قرآن و حدیث یا فقہ کی کونسی جزئی میں ہے بلکہ دیکھئے ہم کھانا کھاتے ہیں اور کافر بھی تو کیا صرف اتنی مشابہت کی وجہ سے مسلمانوں کے لیے کھانا مکروہ ہو جائے گا، نہیں بلکہ کھانا اس وقت مکروہ ہو گا جب ہم کفار کے طریقہ پر کھانا کھائیں گے تو ان کا طریقہ اپنانا مکروہ ہے خود کھانا مکروہ نہیں اسی طرح ہم بھی لباس پہنتے ہیں اور کافر بھی، تو کیا صرف اتنی سی مشابہت کی بنا پر ہمارے لیے لباس پہننا مکروہ ہو جائے گا؟ پھر تو ہمیں ننگا رہنا چاہئے تاکہ کفار سے تشبیہ پیدا نہ ہو۔ نہیں بلکہ کفار کے طریقہ پر یا ان جیسا لباس پہننا مکروہ ہے، تو دراصل کفار کا طریقہ اپنانا مکروہ ہے خود لباس مکروہ نہیں

اسی طرح اپنے نبی ﷺ کا میلاد مسلمان بھی مناتے ہیں اور اپنے نبی عیسیٰ علیہ السلام کا میلاد عیسائی بھی مناتے ہیں مگر صرف اتنی سی بات مشابہت کی بناء پر میلاد منانا مکروہ نہ ہو گا جب تک ہم عیسائیوں اور ہنود کے طریقے پر میلاد نہ منائیں گے، چونکہ جس طرح محض کپڑے پہننے سے کفار کی مشابہت لازم نہیں آتی محض کھانا کھانے سے کفار کی مشابہت لازم نہیں آتی اسی طرح محض میلاد منانے سے کفار کی مشابہت کا طعنہ مسلمانوں کو دینا نری جہالت ہے بلکہ

ہم ایسا اعتراض کرنے والے دیوبندی اور اہل حدیث علما سے سوال کرتے ہیں کہ اگر اتنی ساری مشابہت وجہ ممانعت بنتی ہے تو پہلے کھانا کھانا بند کریں، کیونکہ یہ مشابہت اس میں بھی ہے اور کپڑے پہننا بھی ترک کر کے ننگے پھرا کریں کیونکہ اس میں مشابہت ہے، کیا اعتراض کرنے کے لیے صرف عید میلاد النبی ﷺ ہی رہ گئی ہے؟ ؎

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

جواب دوم

معمولی تغیر سے مشابہت ختم ہو جاتی ہے

دیوبندی کہتے ہیں عید میلاد النبی ﷺ کی کنہیا کا جنم دن منانے کے ساتھ مشابہت اور تشبیہ ہے۔ حالانکہ آپ پیچھے پڑھ چکے کہ نہ دونوں کا وقت ایک ہے، نہ طریقہ ایک ہے نہ کرنے والے ایک ہیں مگر منکرین کو ابھی تک مشابہت نظر آتی ہے۔ آئیے حدیث مصطفیٰ ﷺ سے فیصلہ کروا لیتے ہیں کہ ایک کام کی دوسرے کام سے مشابہت کب تک باقی رہتی ہے اور کب ختم ہو جاتی ہے۔ نبی ﷺ نے مدینہ طیبہ آ کر دیکھا یہود ۱۰ محرم یعنی عاشوراء کے روز روزہ رکھتے ہیں، آپ نے بھی روزہ رکھنا شروع کر دیا اور یہ آپ نے یہود کو اپنے قریب لانے کے لیے کیا تھا مگر یہود کی مخالفت میں کمی نہ آئی تب آپ نے فرمایا: اے مسلمانو! ۱۰ محرم کے ساتھ ۹ یا گیارہ محرم کو بھی روزہ رکھا کرو، تاکہ یہود پر واضح ہو جائے کہ ہم ان کی مشابہت نہیں کرتے بلکہ اپنے طور ایک مستقل کام کرتے ہیں یہ ہم مسلمانوں کا ایک اپنا عمل ہے،

معلوم ہوا تھوڑی سی تبدیلی اور تغیر کے ساتھ مشابہت ختم ہو جاتی ہے آئیے حدیث دیکھئے:

مسند احمد بن حنبل

و عنه رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم صوموا یوم عاشوراء و خالفوا فیه الیهود و صوموا قبله یوما او بعده یومًا۔

(مسند احمد بن حنبل جلد ۱۰/ص ۱۸۹)

ترجمہ: حضرت حکم بن اعرج سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: عاشوراء کے دن روزہ رکھو مگر یہود کی مخالفت کرتے ہوئے ایک دن اس سے پہلے یا بعد بھی روزہ رکھو۔

یہ حدیث سنن بیہقی سنن ابی داؤد اور صحیح مسلم کے اندر بھی موجود ہے چونکہ سردست ہمارے سامنے مسند احمد موجود تھی اس لیے اسی کے حوالہ پر اکتفا کر رہے ہیں بلکہ مسلم شریف کی روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ بعض لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس دن کی تعظیم یہود و نصاریٰ کرتے ہیں فرمایا: آئندہ سال ان شاء اللہ ہم ۹ محرم کا روزہ بھی رکھیں گے مگر آئندہ سال کا محرم آپ نے نہ پایا اور دنیا سے تشریف لے گئے۔

حاصل کلام

یہ ہے کہ بعض لوگوں کے یہ کہنے پر کہ ۱۰ محرم کی تعظیم تو کفار کرتے ہیں (ہمیں اس دن روزہ نہیں رکھنا چاہئے) نبی ﷺ نے ۱۰ محرم کا روزہ نہیں چھوڑا بلکہ ساتھ ایک روزہ اور بڑھا دینے کا حکم دے دیا اور حال یہ تھا کہ یہود و نصاریٰ پہلے سے ۱۰ محرم کو روزہ رکھتے چلے آرہے تھے نبی ﷺ نے بعد میں انہیں دیکھ کر یہ خیال کیا کہ

اچھا کام اگر کفار بھی کرتے ہوں تو اسے اپنا لینا چاہئے۔ اس میں مشابہت کا کھٹکا دل میں نہیں لانا چاہئے، آپ نے بھی ۱۰ محرم کو روزہ رکھنا شروع کر دیا۔ اب یہاں سے دو مسئلے معلوم ہو گئے۔

۱۔ تھوڑی سی تبدیلی کر لینے سے کفار سے مشابہت ختم ہو جاتی ہے جب کہ کنہیا کے جنم دن اور عید میلاد النبی ﷺ میں زمین و آسمان بلکہ دن اور رات کا فرق ہے نہ ان کا وقت ایک ہے نہ حقیقت ایک ہے نہ کیفیت ایک ہے نہ فاعل ایک ہے نہ کوئی اور چیز ایک اس کے باوجود دیوبندیوں وہابیوں کو مشابہت کا اعتراض کرنے سے کچھ شرم و حیا مانع نہیں آتی۔ فالی الله المشتکی۔

جواب سوم

کفار سے مشابہت کہاں وجہ حرمت و کراہت بنتی ہے اور کہاں نہیں

پہلا ضابطہ: کفار کے عمل سے مشابہت رکھنے والا کوئی کام تب ناجائز ہوتا جب وہ شرعاً مذموم ہو یا محض کفار کی اتباع کرنے اور ان جیسا بننے کے لیے کیا گیا ہو

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ بہت سے ایسے کام ہیں جو اہل اسلام بھی کرتے ہیں اور کافر بھی۔ مگر بعض کاموں پر مسلمان قوم کو ملامت کی جاتی ہے بعض پر نہیں، کھانا کافر بھی کھاتے ہیں اور مسلمان بھی کپڑے وہ بھی پہنتے ہیں ہم بھی، نئی نئی ایجادات جو بھی کافر اقوام نے کی ہیں جیسے ہوائی جہاز کا سفر کاروں پر سواری وغیرہ انہیں غیر مسلم

بھی استعمال کرتے ہیں اور مسلم بھی۔ جس پر کبھی یہ اعتراض نہیں کیا گیا کہ اہل اسلام کفار کی ایجادات کو اپنا کر کفار کی مشابہت کرتے ہیں۔ ان جیسی سواریاں کرتے ہیں ان جیسا طریقہ علاج اپناتے ہیں مگر ساتھ ہی کچھ ایسے کام بھی ہیں جو اہل اسلام کے لیے قابل اعتراض ٹھہرائے جاتے ہیں۔ مثلاً انگریزوں کو دیکھ کر مسلمانوں نے مردوں عورتوں نے ان جیسا لباس پہننا شروع کر دیا، انہیں دیکھ کر داڑھیاں منڈوا دیں۔ انہیں دیکھ کر اپنے سر کے بالوں کا سٹائل انگریزی اپنا لیا جس کی وجہ سے مسلمان عورتوں میں عریانی پھیلی اسلامی پردہ ختم ہوا اور نہ جانے کیا کیا قباحتیں پیدا ہوئیں، جن پر علماء دین کو سخت اعتراض ہے۔ اب نئی روشنی کے متوالے اور دین سے بے بہرہ لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ مولوی طبقہ کو صرف انگریزی لباس پر ہی اعتراض ہے انگریزی دواؤں پر کیوں اعتراض نہیں انگریزی مراکب (سواریوں) پر کیوں اعتراض نہیں اگر انگریزی لباس صرف اس لیے ممنوع ہے کہ اس سے کفار کے ساتھ مشابہت پیدا ہوتی ہے تو کیا دیگر ایجادات اپنانے سے مشابہت نہیں پیدا ہوتی؟ اس اعتراض کا جواب آج سے کئی صدیوں پہلے دینی علماء نے بڑے احسن طریقہ سے دے دیا تھا جو آج بھی ہمیں اس مخمصے سے نکال سکتا ہے۔

چنانچہ انہوں نے یہ جواب دیا کہ کفار سے ملتے جلتے اہل اسلام کے وہ کام ممنوع ہیں اور مشابہت اس جگہ باعث ممانعت بنتی ہے جب ان کے کرنے سے کسی حکم اسلام کی مخالفت لازم آئے یعنی وہ کام شرعاً مذموم ہو یا مسلمان لوگ انہیں صرف اس لیے کریں کہ ہماری کفار سے مشابہت ہونی چاہیے اور ہمیں ان جیسا بننا چاہیے۔ اب انگریزی دوائیاں استعمال کرنے یا غیر مسلموں سے علاج کروانے اور غیر مسلم ایجادات کو استعمال کرنے سے نہ کوئی شرعی احکام کی مخالفت لازم آتی ہے اور نہ ان

میں کفار جیسا بننے اور محض ان کی مشابہت قائم کرنے کا ارادہ ہوتا ہے اس لیے ان میں کوئی حرج نہیں جب کہ انگریزی لباس میں اسلامی پردے کے احکامات کی مخالفت بھی ہے اور یہ لباس صرف انگریز کی دیکھا دیکھی شروع کیا گیا ہے اور اس میں غلامانہ ذہنیت کارفرما ہے۔ آئیے اب اس کے دلائل بھی سن لیں۔

دلیل اول

نماز پڑھاتے ہوئے امام کو قرآن سے دیکھ کر پڑھنا جائز نہیں اس طرح نماز نہیں ہوتی، لیکن یہاں ایک فقہی مسئلہ ہے۔ وہ یہ کہ اگر امام حافظ ہے اس کے باوجود نماز میں قرآن کریم سے دیکھ کر پڑھتا ہے تاکہ برکت مزید حاصل ہو پڑھتا ہے وہ اپنے حفظ کی بناء پر دیکھنے کی وجہ سے نہیں، امام ابو یوسف اور امام محمد نے فرمایا پھر بھی اس کی امامت سے نماز مکروہ تحریمی ہے کیونکہ یہودی عیسائی لوگ ایسا کرتے ہیں اور اس میں کفار سے مشابہت لازم آتی ہے جب کہ دیگر فقہاء نے کہا ہے کہ ایسی صورت میں نماز بلا کراہت ہو جائے گی، کیونکہ حافظ امام نے اپنے حفظ کی بنا پر پڑھا ہے۔ رہی کفار سے مشابہت تو یہاں اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ نہ تو اس سے شرعی حکم کی یہاں مخالفت لازم آتی ہے اور نہ ہی کفار سے مشابہت کا ارادہ کیا گیا ہے اگر بلا ارادہ خود ہی مشابہت لازم آ رہی ہے تو اس سے کوئی حرج لازم نہیں آتا۔ چنانچہ اس کی فتوے کو اہل ترجیح نے راجح قرار دیا۔ دیکھئے درمختار:

(و هما بها للتشبه باهل الكتاب اى ان قصده فان التشبه بهم لا يكره فى كل شئ بل فى المذموم و فيما قصده به التشبه كما فى البحر۔)

(درمختار جلد اول ص ۶۲۴ کتاب الصلوٰۃ باب ما یفسد الصلوٰۃ طبع مصر)

ترجمہ: صاحبین (امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ) نے اس کے ساتھ (یعنی کراہت کے ساتھ) نماز کا حکم دیا ہے، کیونکہ اس میں اہل کتاب کے ساتھ مشابہت پائی جاتی ہے۔ صاحب درمختار کہتا ہے) اس سے مراد ہے کہ جب امام نے (اہل کتاب سے) مشابہت کا ارادہ کیا ہو کیونکہ ہر شے میں تو مشابہت مکروہ نہیں، بلکہ اس میں مکروہ ہے جو کام شرعاً مذموم ہو یا مشابہت کا ہی ارادہ کیا گیا ہو، جیسا کہ بحر الرائق میں ہے (گویا صاحب درمختار قول صاحبین کو ارادہ کراہت پر محمول کر کے ایک اچھی تاویل کر دی ہے۔)

البحر الرائق کی صاف عبارت

ثم اعلم ان التشبیه بأهل الكتاب لا یکره فی کل شئ فانا فأكل نشرب كما يفعلون انما الحرام هو التشبه فيما كان مذمومًا و فيما يقصد به التشبيه كما ذكره قاضی خان فی الجامع الصغیر۔

(البحر الرائق جلد دوم، ص ۱۱، مطبوعہ مصر باب مایفسد الصلوٰۃ)

ترجمہ: پھر یہ جان لو کہ اہل کتاب کے ساتھ ہر شئ میں تشبیہ مکروہ نہیں آخر ہم بھی کفار کی طرح کھاتے اور پیتے ہیں مشابہت تب حرام ہوتی ہے جب وہ شرعاً برے کاموں میں ہو یا مقصد ہی کفار سے مشابہت ہو جیسا کہ جامع صغیر میں قاضی خان نے ذکر کیا ہے۔

دوسرا ضابطہ: جو شئ کفار کا شعار ہو اُس میں مسلمانوں کو ان سے مشابہت کرنا مکروہ ہے

کئی ایسے کام ہیں جو بعض غیر مسلم اقوام کی مخصوص علامت اور شعار بن گئے ہیں جیسے سر پر جوڑا رکھنا اور پرکیس باندھنا سکھوں کی مخصوص پہچان ہے کوئی دوسری قوم ایسا نہیں کرتی۔ اب اگر کوئی مسلمان یہی شکل و صورت بنائے تو ظاہر ہے کہ وہ سکھوں ہی جیسا نظر آئے گا۔ گویا اس نے خود کو سکھ ہی ظاہر کیا۔

شرح فقہ اکبر کی واضح تر عبارت

فانا ممنوعون من التشبیه بالكفر و اهل البدعة المنكرة فی شعارهم لا منهیون عن كل بدعة و لو كانت مباحة سواء كانت من افعال اهل السنة او من افعال الكفرة و اهل البدعة فالمدار علی الشعار۔

(شرح فقہ اکبر (ملا علی قاری علیہ الرحمۃ الباری) ص ۲۲۸ طبع قدیم ہندوستان)

ترجمہ: بُری بدعتوں اور کفر والے لوگوں سے ہمیں تشبیہ سے جو روکا گیا ہے تو ان کے شعار میں یہ نہیں کہ ہمیں ہر بدعت (نئی چیز) سے شرعاً روک دیا گیا ہے خواہ وہ اہل سنت کا کام ہو یا اہل کفر و بدعت کا اس لیے شعار پر مدار ہے۔

اس عبارت سے واضح طور پر معلوم ہو گیا کہ جو بھی کام کفار کرتے ہوں اگر اسے مسلمان کرنا شروع کر دیں اسی طرح اہل بدعت شیعہ فرقہ وغیرہ کوئی کام کرتے

ہوں اور اسے اہل سنت بھی کریں تو مشابہت کی بنا پر ممانعت کا فتویٰ لازم نہیں آجاتا بلکہ اگر کوئی کام اہل کفر یا اہل بدعت کا مخصوص شعار اور علامت بن گیا ہو تو اسے اپنانا اہل اسلام اور اہل سنت کے لیے ممنوع اور مکروہ ہے۔

تیسرا ضابطہ: مسلمانوں کے کسی کام کی کفار سے بلا ارادہ مشابہت واقع ہو جائے تو وہ کام مکروہ ہرگز نہیں ہوتا

فتاویٰ دار العلوم دیوبند کی واضح ترین عبارت

حضرت امام ابو یوسف کا ارشاد درحقیقت مسئلہ تشبیہ کی دو صورتیں واضح کرنے کے لیے واقع ہوا جن میں سے ایک ناجائز اور دوسری جائز۔ کیونکہ اس جگہ دو چیزیں ہیں۔ ایک تو غیر اختیاری مشابہت و مشاکلت اور دوسری اختیاری طور پر کسی قوم یا شخص کی وضع اختیار کرنا، پہلی صورت کی مثال یہ ہے کہ ہر انسان کی صورت و شکل ناک نقشہ قد و قامت حرکت و سکون دوسرے سب انسانوں سے مشابہ اور ہم شکل ہے۔ اس میں کفار و فجار بھی شامل ہیں، جس طرح وہ کھانا کھاتے ہیں مسلمان بھی کھاتے ہیں جس طرح وہ کرتہ پاجامہ پہنتے ہیں یہ غیر اختیاری امر ہے یہ بلا خلاف جائز اور مباح ہے۔

اور دوسری صورت یہ ہے کہ ایک وضع یا کوئی لباس وغیرہ کسی خاص قوم کی علامت سمجھی جاتی ہو اب مسلمان اس کو اختیار کریں یہ تشبیہ میں داخل اور ناجائز ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم دیوبند (امداد المفتین) ص ۲۴۱، ۲۴۲، جلد ۷/۸)

مولوی اسماعیل دہلوی وہابی کا اعتراف

وہابی نماز میں رکوع پر رفع یدین کرتے (ہاتھ اٹھاتے) ہیں اس پر

اعتراض کیا گیا کہ اس میں شیعوں سے مشابہت ہے اس لیے مکروہ ہے، تو مولوی اسماعیل دہلوی نے اپنے رسالہ اثبات رفع یدین میں اس کا جواب یہ لکھا کہ

(لا نتحویٰ تشبہ الفرق الضالۃ بل اتفقت الموافقۃ)

ترجمہ: یعنی ہم گمراہ فرقوں سے جان بوجھ کر مشابہت تو نہیں کرتے یہ تو اتفاق سے ایسا ہو گیا ہے (کہ وہ بھی ایسا کرتے تھے اور ہم نے بھی شروع کر دیا)

(بحوالہ انوار ساطعہ ص ۱۰۳، مطبوعہ اشرفی کتب خانہ اندرون دہلی گیٹ لاہور)

مذکورہ ضابطوں کی روشنی میں عید میلاد النبی کو کنہیا سے مشابہت کی وجہ سے ممنوع کہنے کی حیثیت

مذکورہ بالا تین عدد ضابطوں اور قوانین فقہیہ سے یہ امور ثابت ہوئے:

امر اول

کفار کے طرز عمل سے مشابہت رکھنے کی وجہ سے مسلمانوں کا کوئی عمل تب مکروہ اور ممنوع ہے جب وہ کسی شرعی حکم کی مخالفت کی وجہ سے شرعاً مذموم ہو۔ جیسے انگریزی لباس ہے۔

امر دوم

یا پھر مسلمانوں نے کوئی طرز عمل اس لیے اپنایا ہو کہ اس طرح ہمیں کفار سے مشابہت کرنا چاہیے اور ان جیسا بننا چاہیے۔ تب مسلمانوں کا وہ طرز عمل ممنوع ہوگا۔

امر سوم

جو کام یا لباس اہل کفر کی مخصوص علامت بن گیا ہو اسے اپنانا بھی مسلمانوں کے لیے جائز نہیں۔

امر چہارم

کوئی کام اہل اسلام اس لیے کرتے ہیں کہ اس کا ثبوت قرآن وحدیث میں موجود ہے۔ مگر اتفاق سے دیکھنے میں یہ معلوم ہوا کہ اہل کفر بھی ایسے ہی کرتے ہیں مگر مسلمانوں نے انہیں دیکھ کر وہ کام شروع نہ کیا تھا۔ بلا ارادہ مشابہت قائم ہوگئی تو وہ کام بھی مسلمانوں کے لیے ممنوع نہ ہوگا جیسا کہ مولوی اسماعیل دہلوی نے رفع یدین پر وارد اعتراض کا جواب دیا ہے۔

انصاف کرو

اب ہم دیوبندی سے سوال کرتے ہیں کہ تم نے یوم ولادت رسول ﷺ کے منانے کو اس لیے برا کہا ہے کہ اس کی مشابہت ہے اس بات سے کہ ہندو اپنے اوتار کنہیا کا جنم دن مناتے ہیں اور عیسائی بڑا دن مناتے ہیں تو کفار سے مشابہت کی وجہ سے عید میلاد النبی منانا ممنوع ہے بتلاؤ مذکورہ بالا امور میں سے کس امر کے تحت یہ مشابہت باعث کراہت وممانعت بن رہی ہے۔

۱- کیا امر اول کے مطابق عید میلاد النبی ﷺ کے منانے سے کسی واضح شرعی حکم کی مخالفت لازم آتی ہے؟ آخر قرآن کی کس آیت یا کونسی حدیث میں ہے کہ کسی کا یوم میلاد مت مناؤ! اگر نہیں تو پھر تم نے مذکورہ مشابہت کی بنیاد پر عید میلاد کو ناجائز کیوں کہا؟

۲- کیا مسلمان نبی ﷺ کا یوم میلاد صرف اس لیے مناتے ہیں کہ ہمیں بھی عیسائیوں اور ہندوؤں کی پیروی اور موافقت کرنا چاہیے یا وہ صرف اس لیے مناتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نعمتوں کے حصول پر خوشی منانے کا حکم دیا ہے اور مسلمان نبی کی ذات سے بڑھ کر کوئی نعمت تصور نہیں کرتے جب مسلمانوں کا ارادہ عیسائیوں اور ہندوؤں کی تقلید اور مشابہت ہے ہی نہیں تو پھر تم نے کس بنیاد پر عید میلاد کو برا کہا، اور "حرکت قبیحہ" جیسے مکروہ الفاظ سے کیوں تعبیر کیا؟

۳- کیا مسلمانوں نے کنہیا کا جنم دن منایا ہے یا عیسائیوں کا کرسمس منایا ہے کبھی؟ تاکہ ان پر یہ اعتراض کیا جاسکے کہ تم نے غیر مسلم اقوام کے مخصوص شعار کو اپنا کر خود کو غیر مسلم ظاہر کیا ہے۔ اس لیے تم نے حرام کام کیا ہے جیسے کہ کوئی سکھوں کا کیس پہن لے یا یہودیوں کی ٹوپی پہن لے تو وہ حرام کا مرتکب ہوتا ہے بلکہ بعض علماء کے نزدیک کافر ہو جاتا ہے ارے! مسلمانوں نے کنہیا کا جنم دن نہیں امام الانبیاء حبیب کبریا مقصود تخلیق کائنات احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کا یوم میلاد منایا ہے، پھر تم نے عید میلاد کو "قابل لوم" کا لقب کیوں دیا۔

۴- رکوع میں رفع یدین کی مشابہت شیعوں کے طرز عمل سے اتفاقاً ہو جائے تو وہ قابل اعتراض نہیں رہتی مگر عید میلاد النبی ﷺ کی مشابہت گھنیا کے جنم دن سے اتفاقاً ہو جائے وہ بہر حال حرکت قبیحہ ہی رہتی ہے بلکہ قابل لوم اور فسق ہی ٹھہرتی ہے، اے وہابیو! کیا تمہارے ہاں انصاف اسی چیز کا نام ہے؟ اگر بلا ارادہ مشابہت کے باوجود تم نے رفع یدین کو برا نہیں کہا تو بلا ارادہ مشابہت کی بناء پر تم نے عید میلاد النبی ﷺ کو برا کیوں کہا ہے؟

ہمارا دعویٰ ہے

ہمارے ان چار سوالوں کا جواب تمام وہابی مل کر بھی نہیں دے سکتے، اور قیامت تک نہیں دے سکیں گے۔ ع

کلکِ رضا ہے خنجرِ خوں خوار و برق بار
کہہ دو عدو سے خیر منائیں نہ شر کریں

درسِ عبرت

وہابیوں کا کہنا ہے عید میلاد کی کنھیا کے جنم دن سے مشابہت ہے اس لیے مکروہ اور ممنوع ہے۔ آپ نے جواب پڑھ لیا کہ ہر مشابہت باعث کراہت نہیں ہوتی، لیکن اگر وہابی اس بات کو تسلیم نہ کریں تو آئیں ہمارے دو سوال حل کریں۔

۱۔ صبح شام اور عشاء کے وقت عیسائی اپنے لوگوں کو عبادت کے لیے بلانے کی خاطر ناقوس بجاتے ہیں، ساتھ ہی اسی وقت میں مسلمان بھی اپنی عبادت کے لیے اذان دے دیتے ہیں مقصد بھی ایک ہے اور وقت بھی ایک دو طرح سے اذان کی مشابہت ناقوس کے ساتھ ٹھہری، اگر ہر مشابہت باعث کراہت یا حرمت ہے تو اذان مکروہ ہوئی جواب دیں (ہندو اپنی عبادت سے لوٹتے ہوئے گنگا اور جمنا کا پانی لے کر لوٹتے ہیں۔)

۲۔ اسی طرح امرتسر کے دربار میں سکھ عبادت سے فارغ ہو کر وہاں کے تالاب کا پانی تبرکاً ساتھ لاتے ہیں اور مسلمان کعبۃ اللہ میں جا کر عبادت سے فارغ ہو کر زمزم شریف کا پانی تبرکاً ساتھ لے آتے ہیں، یہاں بھی کسی لحاظ سے کفار کے ساتھ مشابہت موجود ہے، پھر اسے بھی ناجائز کہہ دیں، جواب دیں۔

جوابِ چہارم

کئی اچھے کام کافروں نے شروع کر رکھے تھے نبی ﷺ نے انہیں اپنا لیا

اعتراض کرنے والوں نے تو یہ کہا ہے تا کہ عید میلاد النبی ﷺ کنہیا کا جنم دن منانے کی طرح ہے اور ان کی باہم مشابہت ہے اس لیے عید میلاد ایک مکروہ عمل ہے، اس کے جواب میں ہم یہ کہتے ہیں کہ آئیے دیکھتے ہیں کیا نبی ﷺ کا عمل یہی ہے کہ جو کام کافر کرتے ہوں آپ اسے نہ کرتے تھے؟ اور کیا آپ کی سیرت میں یہ بات داخل ہے کہ آپ مسلمانوں کو ہر اس کام سے منع کرتے تھے جو کسی کافر قوم کا عمل تھا تحقیق کرنے پر معلوم ہوتا ہے کہ متعدد ایسے کام ہیں جو اپنی ذات میں اچھے اور فائدہ مند تھے اور ان کی بنیاد کافروں نے رکھی تھی جب نبی ﷺ نے دیکھا کہ یہ عمل کافروں کی طرف سے آغاز شدہ ہونے کے باوجود اپنی ذات میں اچھا ہے تو آپ نے اسے اپنا لیا اور کفار کی مشابہت سے بچانے کے لیے آپ نے مسلمانوں کو اس عمل کی ترغیب دلائی، معلوم ہوا اچھا کام جس میں بھلائی ہو اسے کرنا چاہئے اگرچہ اسے کافروں نے بھی شروع کیا ہو۔ اس کی مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

پہلی مثال

حوالہ جات آپ پیچھے ملاحظہ فرما چکے ہیں جن کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔ آپ پر یہ بات واضح ہو چکی کہ نبی ﷺ جب مدینہ طیبہ میں تشریف لائے تو دیکھا۔ یہود ۱۰ محرم کو عید مناتے ہیں، روزہ رکھتے ہیں۔ عورتوں کو زرق برق لباس پہناتے ہیں اور

بچوں کو اچھے اچھے کپڑے پہناتے ہیں، نبی ﷺ کے پوچھنے پر انہوں نے بتلایا کہ اس دن اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام اور قوم بنی اسرائیل کو فرعون سے نجات دی (اور بنی اسرائیل پر فتوحات اور نعمتوں کا دروازہ کھل گیا) نبی ﷺ نے فرمایا ہم مسلمانوں کا حق موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ زیادہ ہے۔ چنانچہ آپ نے بھی مسلمانوں کو حکم دے دیا کہ اس روز روزہ رکھیں اپنے گھروں میں خوشی کریں اہل وعیال پر خرچے وغیرہ کی وسعت کریں کیونکہ موسیٰ علیہ السلام کی خوشی منانے کا حق ہمیں زیادہ ہے اس بات سے یہ امور معلوم ہوئے:

۱- نعمتوں کے حصول پر ہمیشہ ہمیشہ خوشی منانا اچھا کام ہے۔

۲- اور اچھے کام کے لیے یہ خیال نہیں کرنا چاہئے کہ اسے کافر کرتے ہیں ہم کیوں کریں، کیونکہ حکم خدا ہے: فاستبقوا الخیرات (نیک کاموں میں ایک دوسرے پر سبقت لے جاؤ۔)

۳- جو کام اچھا ہو اور کفار اسے کرتے ہوں مسلمانوں کو اسے کرتے ہوئے یہ خیال نہیں کرنا چاہئے کہ ہم کفار کی نقل یا ان کی مشابہت کر رہے ہیں بلکہ مقصد صرف یہ ہو جائے کہ ایک اچھا کام کر رہے ہیں جس کا اجر ہمیں اللہ دے گا، اگر اس میں کفار سے مشابہت طبعی طور پر لازم آئے گی تو اس کا کوئی ذرا برابر حرج نہ ہوگا۔

دوسری مثال

(فقال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یلبس النعال التی لها شعر و انها من لباس الرهبان فقد ارشد الی ان صورة المشابهة فیما تعلق به صلاح العباد لا یضر فان الارض لا یمکن قطع المسافة

البعیدة فیها الا بهذا النوع الذخیرة کتاب التحری)

ترجمہ: امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: نبی ﷺ جوتیاں پہنتے تھے جس پر بال ہوتے تھے۔ حالانکہ یہ یہودی عیسائی صوفیاء کا پہناوا تھا۔ گویا اس میں نبی ﷺ نے اس طرف اشارہ فرمادیا کہ جس کام میں لوگوں کو فائدہ ہو اس میں کفار سے محض صورت میں مشابہت کچھ ضرر نہیں دیتی جیسا کہ لمبے سفر پر چلنا بالوں والی جوتی کے بغیر ناممکن تھا (اس لیے نبی ﷺ نے اسے پہنا باوجود یہ کہ اسے یہودی عیسائی پہنتے تھے۔)

سوچیے بالوں والی جوتی سے صرف قدموں کو آرام ملتا ہے جب کہ محفل میلاد النبی ﷺ منانے سے قلب وجگر کو سکون ملتا ہے ایمان کو تازگی ملتی ہے اور روح کو غذا حاصل ہوتی ہے، اگر بالفرض اس محفل کی مشابہت کنہیا کے جنم دن سے تھوڑی دیر کے لیے جان بھی لی جائے تو اسے ہر صورت پر جائز اور غیر مکروہ بلکہ بہتر ہونا چاہئے، کیونکہ مفید کام چاہے کفار کا ہو اسے اپنا لینا چاہئے اور یہی نبی ﷺ کی سنت مطہرہ ہے۔

ایک تحقیق: مشابہت کے بارہ میں دیوبندیوں کے ایک شبہ کی دندان شکن تردید

نبی ﷺ یہود کے مشابہت سے بچنے کے لیے کھڑے رہنے کے بجائے بیٹھ گئے

حدیث کی کتب میں موجود ہے کہ نبی ﷺ کا طریقہ تھا کہ جب تک میت کو لحد

میں اتار نہیں دیا جاتا تھا آپ بیٹھا نہیں کرتے تھے۔ اب ایک یہودی عالم نے سنا تو کہنے لگا ہم بھی بالکل یہی کام کرتے ہیں یعنی ہم بھی لحد میں میت کے اتارے جانے سے قبل تک کھڑے رہتے ہیں۔ نبی ﷺ یہ سن کر بیٹھ گئے اور فرمایا: یہود کی مخالفت کرنا چاہئے چنانچہ مشکوٰۃ ترمذی اور ابو داؤد میں ہے:

(عن عبادة بن الصامت قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا تبع جنازة لم يقعد حتّٰى توضع فى اللحد فعرض لهم خبر من اليهود فقال له انا هكذا نصنع يا محمد قال فجلس رسول الله صلى الله عليه وسلم و قال خالفوهم۔

(مشکوٰۃ باب المشی بالجنازہ فصل ثالث ص ۱۴۷) (ترمذی جلد اول ابواب الجنائز ص ۱۹۸/ باب فی الجلوس قبل الوضع) (ابو داؤد جلد اول) (ابن ماجہ)

ترجمہ: عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی ﷺ کسی جنازے کے ساتھ جاتے تو لحد میں اتارے جانے سے قبل نہ بیٹھتے۔ ایک پادری عالم آپ کے پاس آ کر کہنے لگا اے محمد (ﷺ) ہم بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔ اس پر نبی ﷺ بیٹھنے لگے اور فرمایا یہود کی مخالفت کرو۔

طریقۂ استدلال

نبی ﷺ یہود سے مشابہت کرنے کی نسبت سے تو ہرگز مذکورہ عمل نہیں کیا کرتے تھے، تاہم اتفاق سے آپ کا عمل یہود کے عمل سے مشابہ ہو گیا جب آپ کو اس

بات کا علم ہوا کہ میرا عمل یہود کے عمل سے مشابہت رکھتا ہے آپ نے فوراً اپنا عمل چھوڑ دیا بلکہ فرمایا: یہود جو کام کرتے ہیں تم اس کے برعکس کام کر کے اُن کی مخالفت کرو، اسی طرح عیسائی عیسیٰ علیہ السلام کا یوم ولادت مناتے ہیں اور ہندو کنھیا کا جنم دن، مسلمانوں کو چاہئے کہ میلاد النبی ﷺ کا منانا چھوڑ دیں، کیونکہ اس طرح ان کا عمل کافروں کے عمل کے مشابہ ہو رہا ہے۔

پہلا جواب

حدیث مذکور ضعیف ہے

جو حدیث دیوبندی اور وہابی علماء نے دلیل بنائی ہے اسے محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے۔ حیرت ہے کہ وہابی مولوی حدیث کی تو اپنے مطلب کی بیان کر دیتے ہیں۔ مگر حدیث کے ساتھ ہی محدثین کی جو رائے ہے اسے بیان کرنے سے گھبراتے ہیں۔ لا تقربوا الصلوٰۃ پڑھتے ہیں مگر انتم سکارٰی سے آنکھ بند کر لیتے ہیں۔ چنانچہ ترمذی شریف کے مذکورہ حوالہ میں مذکورہ حدیث کے بالکل ساتھ یہ الفاظ بھی لکھے ہیں:

(قال ابو عيسىٰ هٰذا حديث غريب و بشر بن رافع ليس بالقوى فى الحديث۔)

یعنی ابو عیسیٰ ترمذی کہتا ہے یہ حدیث غریب ہے اور اس کا راوی بشر بن رافع حدیث بیان کرتے ہیں قوی نہیں (معتبر نہیں) مشکوٰۃ میں بھی حدیث کے ساتھ ہی امام ترمذی کی یہ عبارت درج ہے دوسری بات یہ ہے کہ بشر بن رافع

جیسے امام ترمذی نے حدیث کے لیے غیر قابل اعتبار قرار دیا ہے ترمذی ابن ماجہ ابو داؤد وغیرہ میں موجود مذکورہ حدیث کی ہر سند میں موجود ہے اس راوی کے بارہ میں مزید وضاحت کے لیے تقریب التہذیب کے الفاظ بھی دیکھ لیے جائیں۔

تقریب التہذیب

بشر بن رافع الحارثی ابو الاسباط النجرانی فقیہ ضعیف الحدیث۔ (تقریب جلد اول ص ۹۹ طبع بیروت)

ترجمہ: بشر بن رافع حارثی فقیہ تھا اور حدیث کے بارہ میں ضعیف تھا۔

یہاں ہم اسماء رجال سے مزید تحقیق بھی پیش کر سکتے ہیں مگر اختصار کے پیش نظر اسے ہی کافی سمجھتے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ وہابی مولوی یوں تو ہم اہل سنت کو یہ طعنہ دیتے ہیں کہ تم نے ضعیف احادیث و روایات کی بنیاد پر اپنا مسلک استوار کیا ہوا ہے مگر پتہ چلا کہ معاملہ اس کے برعکس ہے ضعیف حدیثوں کا سہارا تو خود وہابی مولویوں کا وطیرہ ہے۔ چنانچہ جب یہ حدیث ہی ضعیف ہے جو وہابیوں نے دلیل بنائی ہے تو اس سے کیا جانے والا استدلال کیسے درست قرار پا سکتا ہے؟

جواب دوم

شبہ میں قیاس مع الفارق کیا گیا ہے

پیچھے بیان ہو چکا ہے کہ جو کام اہل کفر و بدعت کا شعار ہوں اسے اپنانا اہل اسلام کے لیے ممنوع ہے چونکہ تدفین سے قبل کھڑے رہنا یہود کا شعار تھا نبی

ﷺ نے اسے اپنانے سے منع فرمایا کہ جو کام کفار کرتے ہیں تم بھی وہی کام کرو یہ ٹھیک نہیں۔ چنانچہ اگر ہم مسلمان عیسائیوں کا بڑا دن منانا شروع کر دیں۔ جیسے عیسائی مناتے ہیں تو یہ بات ہمارے لیے یقیناً باعث مذمت ہے اسی طرح اگر ہم کنہیا کا جنم دن منانا شروع کر دیں جیسے ہندو مناتے ہیں تو ہمارے لیے یہ ممنوع ہے۔ کیونکہ اس طرح کفار کے شعار کو اپنانا لازم آتا ہے مگر یہ کونسی دانش مندی ہے کہ ہم نبی ﷺ کا یوم میلاد بطور جشن منائیں تو اس طرح کفار کے شعار کو اپنانا لازم آتا ہے۔

یعنی شبہ میں ذکر کی گئی حدیث کا مفاد یہ ہے کہ جو کام اہل کفر و بدعت کا شعار ہو اسے ترک کر دینا چاہیے۔ بس ظاہر ہے ہم اہل سنت تو پہلے سے اسی امر کے قائل ہیں۔ چنانچہ ملاں علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

مرقات شرح مشکوٰۃ

و فیہ اشارۃ الی ان کل سنۃ تکون شعار اھل البدعۃ فترکھا اولی۔ (مرقات شرح مشکوٰۃ)

ترجمہ: اس حدیث میں اس امر کی طرف اشارہ ہے جو طریقہ اہل بدعت کا شعار ہو اسے چھوڑ دینا بہتر ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ اس حدیث کا زیر بحث مسئلہ سے کوئی تعلق ہی نہیں وہابیوں نے اس موقع پر اسے پیش کر کے اپنی جہالت کا منہ بولتا ثبوت مہیا کیا ہے۔

الحمد للہ یہ کتاب اپنے اختتام کو پہنچی ۔میں نے ابتداء میں پیش لفظ کے اندر واضح کیا ہے کہ یہ کتاب میں نے آج سے پچیس برس قبل اپنے دورِ جوانی میں لکھی تھی، جب میری عمر صرف ۲۳ برس تھی، پھر اس کی طباعت میں بوجوہ طویل ترین تاخیر ہوگئی اور آج میں اس کو ایک طائرانہ نگاہ ڈالنے کے بعد یہ اختتامی الفاظ لکھ رہا ہوں، اللہ تعالیٰ میری اس محنت کو قبول فرمائے۔

وصلی اللہ علی حبیبہ محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین۔

۲۳ صفر المظفر ۱۴۳۵ھ

مطابق ۲۶ دسمبر ۲۰۱۳ء

بروز جمعرات بعد نماز عشاء

تفسیر
برہان القرآن

مفسر قرآن شارح سنن ابوداؤد و ابن ماجہ و طبرانی صغیر ناظم جامعہ رسولیہ اسلامک سنٹر بانچسٹر انگلینڈ
علامہ حافظ قاری محمد طیب نقشبندی سرپرست: جامعہ رسولیہ بلال گنج لاہور

دور جدید کے پیچیدہ مسائل کا عام فہم حل پیش کرنے والی تفسیر قرآن	دیار فرنگ میں بیٹھ کر لکھی جانے والی پہلی تفسیر قرآن	فتنہ قادیانیت پر بیش بہا علمی خزانہ پیش کرنے والی تفسیر قرآن

- ہر آیت کے تحت نہایت آسان با محاورہ ترجمہ
- مختصر جامع تفسیر، تحقیقی ابحاث اور تفسیری فوائد بعنوان ”برہان القرآن“
- احادیث، آثار اور اقوال فقہاء کی روشنی میں آیات قرآنیہ کی خوبصورت تشریح

- محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ڈوب کر لکھی جانے والی ایسی پر تاثیر تفسیر جسے پڑھ کر قارئین جھوم اٹھیں
- علماء، خطباء، اہل علم و دانش، قانون دان اور عوام المسلمین کیلئے یکساں مفید
- مغربی تہذیب کے مقابلہ میں اسلامی و قرآنی آداب و اخلاق کی حسین تفصیل
- قرآن کی روشنی میں عقائد اہل سنت اور فقہ حنفی کی محققانہ تائید
- کلام اللہ کی روشنی میں سیکولرازم، مرزائیت، جملہ مذاہب باطلہ اور دیگر اعتقادی فتنوں کی تردید پر بیش بہا علمی خزانہ
- ہر گھر اور ہر فرد کی ضرورت، ہر لائبریری کی زینت
- خوبصورت کمپوزنگ، نفیس کاغذ، اعلیٰ جلد بندی، دیدہ زیب ٹائٹل اور مناسب قیمت
- طلباء اور تاجروں کیلئے خصوصی رعایت

ناشر
مکتبہ برہان القرآن
مرکز الاولیس، دربار مارکیٹ، لاہور



مکتبہ برھان القرآن
مرکز الاویس داتا دربار مارکیٹ لاہور
0321-4298570